خاندان منشا اور دوسرا خاندان افرایم۔ لہٰذا اس کلام سے یہ اعتراض بھی باطل ہوگیا۔ وباللہ التوفیق۔

کثرت اولاد کہاں تک ممکن ہے

ہر تمیز دار مرد و عورت اس سے واقف ہے کہ اولاد کی بہت زیادہ کثرت (بہ چند وجوہ) عالم میں نہیں پائی جاتی۔

(۱) تربیت اطفال کی دشواری کی وجہ سے۔

(۲) حاملہ عورتوں میں اسقاط حمل کی وجہ سے۔

(۳) ایک حمل سے دوسرے حمل تک عورت کے حمل میں "تاخیر" کی وجہ سے۔

(۴) بچوں کی کثرت موت کی وجہ سے۔

یہ چار عوارض ہیں جو انسان کے لیے اولاد کی اکثریت سے مانع ہیں۔ نیز عورتوں کا زچگی میں مشغول رہنا بھی کثرتِ اولاد سے مانع ہے)۔ اگر ہم تلاش کریں کہ ہم ایسے لوگوں کو شمار کریں کہ جن کے بیس یا زیادہ لڑکے زندہ رہے ہوں اور وہ سن تمیز کو پہنچے ہوں تو ہم مشکل سے ایسے لوگ پائیں گے۔

بہت کم ایسے بادشاہ اور زیادہ ثروت والے امراء ہوتے ہیں جنھیں بہت سی عورتوں اور کنیزوں پر دسترس حاصل ہو۔ ان خادمہ عورتوں پر بھی انھیں قابو ہو جو بچوں کی تربیت و انتظام میں مددگار ہوتی ہیں۔ اور پھر اتنا مال بھی حاصل ہو جس کے بغیر زندگی نہیں ہوسکتی۔ لیکن جسے مال بقدر حاجت یا حاجت سے اتنا زاید حاصل ہو جس کی مقدار کثرت و تونگری کی حد تک نہ پہنچتی ہو اور وہ ایک یا دو یا تقریباً اتنی ہی عورتوں سے زاید پر قادر نہ ہو تو بوجوہ مذکورۂ بالا قطعاً ایسے لوگوں میں کثرت اولاد نہیں پائی جاسکتی۔ اور نہ یہ ان کے لیے ان قواطع و موانع کی وجہ سے قطعی ممکن ہے جو ہم نے ابھی بیان کیے ہیں،

ہم نے خود بھی بہت لوگوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور ہمیں ممالک بعیدہ کی

لوگوں کی خبریں بھی پہنچی ہیں۔ جو لوگ ہم سے دور ہیں ہم نے اُن کی بڑی چھان بین بھی کی ہے۔ بیشتر اقوام عرب و عجم کی تاریخوں کے بکثرت مجموعے بھی ہمارے زیر نظر ہیں۔ مگر ہمیں اُن لوگوں میں بھی۔ جن کو کثیر الاولاد کہا جاتا ہے اولاد نرینہ کا مذکورۂ بالا مقررہ عدد نہیں ملتا سوائے چودہ یا اس سے کم لڑکوں کے۔ لیکن جن کی اولاد نرینہ اس سے زاید ہے اور بیس تک ہے تو وہ بے انتہا کمیاب ہیں۔ یہ حال تمام ممالک اسلام کا ہے۔

یہی حال ہمیں ممالک نصاریٰ کا معلوم ہوا ہے اور ممالک صقالبہ و ترک و ہند و سودان کا قدیم و جدید حال بھی یہی ہے۔

کثیر الاولاد افراد

لیکن جن کی اولاد بیس یا زیادہ ہے تو ہمیں ایسے چند گذشتہ لوگوں کا علم ہوا ہے۔ جن میں سے انس بن مالک انصاری و حنیفہ بن ابی السعدی و ابو بکرہ ہیں۔ ان لوگوں کی اس وقت تک وفات نہیں ہوئی جب تک سو لڑکے ان کے سامنے نہ گذر گئے۔

عمر بن عبد الملک کے ہمراہ ان کی اولاد میں سے ساٹھ مرد سوار ہوا کرتے تھے۔

جعفر بن سلیمان علی بن عبد اللہ بن عباس کے چالیس بیٹے زندہ رہے۔ پوتے ان کے علاوہ تھے۔

عبد الرحمٰن بن الحکم بن ہشام بن عبد الرحمٰن بن معاویہ کے پینتالیس بیٹے پیدا ہوئے جن میں تقریبًا انتالیس زندہ رہے۔

موسیٰ بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد نرینہ کی تعداد اکتیس تک پہنچی۔ موسیٰ کے والد مامون کی جانب سے کبھی امیر مین رہے اور کبھی والی۔

وصیف ترک مولائے معتصم کی نزدیک تر اولاد میں پچپن لڑکے تھے۔

۱۳۴

تامرت مولائے بنی مناد حاکم طرابلس جب سوار ہوتے تھے تو ان کی نزدیک تر اولاد کے اسی مردان کے ہمراہ ہوتے تھے۔ یہ شخص ہر آزاد یا کنیز عورت کو جو اسے اچھی لگتی تھی چھین لیتا تھا اور اس سے بھی اولاد ہوتی تھی۔

بربر کے بادشاہوں میں سے ایک شخص معتزلی جو بنی دمر کے خاندان سے تھا جب وہ سوار ہوتا تھا اس کے ہمراہ اس کے بیٹے اور پوتوں میں دو سو سوار ہوتے تھے۔

تمیم بن زید بن یزید بن یعلی بن محمد العرنی کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان کے تقریباً اسی بالغ بیٹے تھے۔ اور وہ بنی نفر کے ان بادشاہوں میں تھے جو بڑے بڑے شہروں کے بادشاہ ہوئے۔

ابو النہار بن ریزی بن منکاد کے ہمراہ تیس بیٹے سوار ہوا کرتے تھے جو ان کی نزدیک تر اولاد میں تھے۔

مرزوق بن اشکر بن التغری جو لارد کی سمت کی سرحد کے باشندے تھے ان کے ہمراہ ان کی نزدیک تر اولاد کے تیس مرد سوار ہوا کرتے تھے۔

شاہان ہند میں سے ایک بادشاہ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس کے بھی اسی لڑکے تھے جو بالغ تھے۔

یہود نے اپنی تواریخ میں تذکرہ کیا ہے کہ ایک رئیس تھا جو ان لوگوں کی حکومت کا منتظم تھا۔ اس کا نام جدعون بن یواش تھا اور وہ منشا بن یوسف علیہ السلام کے خاندان سے تھا۔ اس کے بھی ستر لڑکے تھے۔

خاندان منشا کا ایک اور شخص تھا جس کا نام یابین جلعاد تھا اس کے بھی بہتر لڑکے تھے۔

ایک اور شخص جو ان کے مدبرین میں تھا اور اس کا نام عبدون بن ہلال تھا اور وہ افرایم بن یوسف کے خاندان سے تھا اس کے بھی چالیس بالغ بیٹے تھے۔

اُن کے مدبرین میں سے ایک اور شخص تھا جو یہوذا کے خاندان سے تھا۔ اس کا نام افصان تھا اور وہ بیت لحم کا باشندہ تھا۔ اُس کی تیس بیویاں تیس بیٹے اور تیس بیٹیاں تھیں۔

اہل فارس بیان کرتے ہیں کہ گودرز بادشاہ کرمان کے نوّے (۹۰) بانچ بیٹے تھے۔

کثرت اولاد کی سبیل ہی نہ تھی

جب یہ کیفیت ہو کہ تین ہزار برس کے (طویل) زمانے میں روئے زمین کے تمام مشارق و مغارب میں اقوام گذشتہ و موجودہ میں صرف بیس سے بھی کم آدمیوں میں ہم کثرت اولاد کو پاتے ہوں جن کی حالت بلند اور جن کی عمریں دراز اور جن کے مال و عیال کثیر ہوں، تو بھلا بنی اسرائیل کے اس گروہ کے لیے جو مصر میں تھا یہ تعداد کیسے پائی جا سکتی ہے جس کی مثال زمانے میں بطور نادر و شاذ بھی کبھی نہیں سنی گئی۔

مصر میں کیا حال تھا

یہودیوں کا مصر میں جیسا کچھ حال تھا وہ مشہور و معروف ہے جس کے انکار پر کسی کو قدرت نہیں، اور وہ یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی زندگی میں ان لوگوں کو گذر بسر کے بقدر آمدنی تھی اور یہ لوگ صرف بکری والے تھے۔ کچھ زیادہ فراغت کی حالت میں نہ تھے۔ پھر یوسف علیہ السلام اور اُن کے بھائیوں کی وفات کے بعد یہ لوگ بڑی فاقہ کشی اور عذاب و مصیبت اور دائمی بیگاری اور مسلسل ذلت اور دوامی بلا اور ایسی روح فرسا مشقت میں تھے جو انھیں شکم سیری سے دور رکھتی تھی تو بھلا عیال کی وسعت اور کثرت اولاد کی فرصت کیونکر ہو سکتی تھی لہذا یہ بہت بڑا جھوٹ اور چھا جانے والی رسوائی ہے۔

دوسرا جھوٹ

امر دوم یہ ہے کہ اُن کی توریت میں ہے کہ یہ لوگ صرف ارض قوس میں رہتے تھے اور ان کا ذریعہ معاش

صرف مویشی تھے۔ اُن کی توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب یہ لوگ مصر سے نکلے تو مع اپنے تمام مویشی کے نکلے۔ اے سننے والو تعجب کرو کہ وہ مویشی جو ایسے چھ لاکھ تین ہزار انسانوں کی خوراک و پوشاک کو کافی ہوں جن میں نہ بیس سال سے کم عمر والے شمار کیے جائیں اور نہ عورتیں تو وہ کتنے ہوں گے۔

تمہیں یقینی طور پر یہ جاننا چاہیے کہ تمام ملک مصر بھی اتنی مقدار کے مویشی کی چراگاہ کے لیے تنگ ہے تو بھلا صرف ارض قوس کیا کافی ہوسکتی ہے۔ حالانکہ خود یہی لوگ اپنی توریت میں کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ و لوط علیہ السلام کے مویشی کی کثرت کو ایک ہی زمین برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ اور نہ ان دونوں حضرات کو یہ ممکن تھا کہ وہ سب مویشی کو اکھٹا رکھ سکتے۔ تو بھلا وہ مویشی کیسے رہ سکتے تھے جو پندرہ لاکھ سے زاید انسانوں کی سربراہی کرتے تھے۔ لامحالہ وہ شخص جس نے یہ جھوٹی اور لعنتی کتابیں ان لوگوں کے لیے تیار کیں وہ ضعیف العقل تھا اور بے سوچے سمجھے اپنے قلم کو آزاد کردیتا تھا۔ دوسرا کھلا ہوا اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔

تیسرا جھوٹ

سوم یہ ہے کہ یہ سب لوگ بطور بیگار کے اینٹیں بنانے کے کام میں لگائے گئے تھے۔ بخدا چھ لاکھ اینٹ بنانے والے بہت ہوتے ہیں خاصکر صرف ارض قوس میں۔ یہ ناممکن ہے کہ یہ لوگ یہ کہیں کہ یہ لوگ (مختلف مقامات میں) پھیلے ہوئے تھے۔ کیونکہ ان کی توریت اس کے خلاف کہتی ہے اور خبر دیتی ہے کہ یہ سب لوگ اکھٹا تھے۔ یہ بہت سے مقامات میں بیان کیا گیا ہے۔ منجملہ اُن کے اس مقام پر دیکھو جہاں بکری کے شش ماہہ بچوں کے ذبح کرنے اور انگوریں میں خون لگانے کا حکم دیا تھا۔ پھر وہ مقام بھی دیکھنے کا ہے جب فرعون نے انھیں موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ نکل جانے کی اجازت دی تھی یہ سب لوگ

اپنے نکلنے کے دن مع اپنے مویشی کے اکٹھا تھے۔ تیسرا جھوٹ بھی بہت ہی واضح ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

چوتھا جھوٹ

چہارم یہ بیان کیا گیا ہے کہ بنی لاوی میں صرف تین مرد تھے۔ قہات۔ جرشون اور مراری۔ صرف ان تین کی اولاد نرینہ میں بائیس ہزار لڑکے تھے جو ایک ماہ یا زیادہ عمر کے تھے۔ جن میں آٹھ ہزار پانچ سو اسی مرد وہ تھے جن میں تین سال سے کم اور پچاس سے زاید کا کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد اولاد مراری کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے صرف دو بیٹے بیان کیے گئے ہیں۔ محلی وموشی۔ اولاد جرشون بن لاوی کا بھی ذکر کیا گیا ہے مگر ان کے بھی صرف دو ہی بیٹے بیان کیے گئے ہیں لبنی وشمعی۔ اولاد قہات بن لاوی کا بھی ذکر کیا گیا ہے مگر ان کے بھی صرف چار ہی بیٹے بیان کیے گئے ہیں عمرام۔ یتصہار۔ حبرون اور عزیئیل۔ لاوی کی تمام اولاد صرف انھیں آٹھ اشخاص کی طرف رجوع کرتی ہے۔

ان لوگوں نے اپنے کذب کی توجیہ وتاویل کے لیے بھی کوئی گنجایش نہیں چھوڑی بلکہ عمرام کی اولاد کو شمار کیا گیا ہے کہ وہ صرف موسیٰ وہارون علیہما السلام تھے۔ اور عازار د فرصوم موسیٰ علیہ السلام کے بیٹے تھے جو بہت ہی صغیر سن تھے۔ چار بیٹے ہارون علیہ السلام کے تھے۔ اور اولاد یصہار کو شمار کیا گیا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ قورح اور ان کے کئی بھائی تھے اور قورح کے لڑکے تھے۔ اب عدد مذکور میں سے ہزار ہا باقی رہ گئے اور وہ ایسے آٹھ ہزار چھ سو مرد ہیں جن میں خاص بنی قہات کے ایک مہینے سے کم عمر کے شمار نہیں کیے گئے جو صرف حبرون وعزیئیل اور قورح کے دونوں بھائیوں کی اولاد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اسے یاد رکھو۔ اور الصافان بن عزیئیل بھی زندہ رہے اور ان کا طبقہ بھی آگے بڑھا۔ یہ تعداد عورتوں کے علاوہ ہے۔ اور شاید ان کی تعداد بھی مردوں کی

تعداد کے برابر ہی ہو گی۔

یہ ایسے احمق کی جانب سے ہے جس کی کوئی نظیر نہ ہو گی۔ اور وہ بیحیائی میں بھی اعلیٰ درجے پر پہنچا ہوا ہے۔ اور ابتداءً میں تو یہ کذب خالص ہے اور انتہا میں محال ہے۔ اور ان بیہودہ باتوں کے قائم مقام ہے جو رات کی کہانیوں میں بیان کی جاتی ہیں میری جان کی قسم اگر اس ہوس کی تصدیق میں ایک یا دو ہی آدمی گمراہ ہوتے جب بھی عجیب ہوتا۔ چہ جائیکہ ایک عالم عظیم اور گروہ در گروہ ڈیڑھ ہزار سال سے زائد سے جب سے ان لوگوں کے لیے عزالوراق نے یہ سیاہ نامہ لکھا جس کے ذریعے سے اس نے ان لوگوں کو گمراہ کیا اللہ کا ہم پر جو انعام عظیم ہے ہم اس پر اس کی بیحد حمد کرتے ہیں اور اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری بقیہ زندگیوں میں بھی ہمیں اُن امور سے محفوظ رکھے جن سے اس نے ان لوگوں کا امتحان لیا ہے جن کی گمراہی اسے منظور تھی۔ آمین آمین۔

پانچواں جھوٹ

پنجم سفر یوشع میں یہ قول ہے کہ بنی ہارون کے حصے میں تیرہ[13] شہر واقع ہوئے حالانکہ عازار بن ہارون زندہ موجود تھے۔ ذرا انصاف تو کرو کہ کیا محال میں کوئی اس سے زائد بات ہوتی ہے کہ کسی انسان کی عقل میں یہ سما سکے کہ ہارون کی وفات کے ایک سال چند ماہ بعد ان کی نسل اس تعداد کو پہنچ جائے کہ تیرہ شہروں سے کم انھیں سکونت کے لیے کافی نہ ہوں۔ کیا اس حماقت کا سوائے طوق، بیڑی، ہتکڑی داغ دینے اور کوڑے مارنے کے جو طوق وغیرہ کے بعد ہوا کرتا ہے اور بھی کوئی دوا ہے۔ اس بدنصیبی سے خدا کی پناہ۔

چھٹا جھوٹ

کذب ششم تو بیحد پر لطف ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کی توریت میں مذکور ہے کہ بنی جرشون بن لاوی کے ان لڑکوں کی تعداد جو ایک ماہ یا زیادہ کے تھے

چھ ہزار پانچ سو تھی۔ بنی قہات بن لاوی کے ان لڑکوں کی تعداد جو ایک ماہ یا زیادہ کے تھے آٹھ ہزار چھ سو تھی۔ بنی مراری بن لاوی کے ان لڑکوں کی تعداد جو ایک ماہ یا زیادہ کے تھے چھ ہزار دو سو تھی۔ پھر کہا ہے کہ لہٰذا بنی لاوی کے تمام لڑکوں کی مجموعی تعداد جو ایک ماہ یا زیادہ کے تھے بائیس ہزار تھی۔

۱۳۶

یہ نہایت پر لطف لطیفہ اور وہ چیز ہے جس سے بغلوں میں پسینہ آجاتا ہے۔ کیا کوئی شخص اس سے ناواقف ہو سکتا ہے کہ اعداد مذکورہ کو جمع کیا جائے تو اکیس ہزار تین سو ہی ہوگا۔ یہ وہ غلطی ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ کیونکر واقع ہوئی۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ روسیاہ جس نے ان کی یہ کتاب بنائی وہ حساب سے اس قدر احمق تھا اور جہل کے اس مرتبے پر پہنچا ہوا تھا۔ بیشک یہ ایک امر عجیب ہے۔ بیل بھی اس سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوگا گدھا بھی اس سے زاید باخبر ہوگا۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ پندرہ سو سال سے زاید سے اس (کتاب کے مصنف) کے بعد کوئی ایسا یہودی نہیں آیا کہ اسے یہ واضح ہوتا کہ یہ غلط اور باطل ہے؟ یہ ناممکن ہے کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہاں پر کاتبوں سے یا نقل کرنے والے سے بعض نسخوں میں غلطی ہو گئی۔ اس لیے کہ اس نے جس فساد کو برپا کیا ہے اس کے متعلق اس نے ہمیں کسی شک وشبہے میں نہیں چھوڑا بلکہ اس نے اس کو موکد کر کے اچھی طرح ظاہر اور واضح کر دیا کہ بنی اسرائیل کے پہلونٹھی کے لڑکے بائیس ہزار دو سو تہتر تھے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے پہلونٹھی کے لڑکوں میں سے بنی لاوی کے مردوں کو لے لیں۔ بنی اسرائیل کے پہلونٹھی کے لڑکوں میں سے بنی لاوی کے دو سو تہتر بائیس ہزار سے زاید ہیں ان میں سے ہر ایک سے فی کس پانچ پانچ اشقال چاندی لے لیں (اشقل یہ وزن کا نام ہے)۔ اس سے

ایک ہزار تین سو پینسٹھ (۱۳۶۵) شقل چاندی جمع ہو گئی۔ اشکال بالکل رفع ہو گیا۔ وباللہ التوفیق۔

خدا کی قسم ہم نے اس شخص سے زیادہ بد باطن اور خبیث فطرت کسی کو نہیں سنا جس نے ان کی توریت لکھی سوائے اس کے کہ جو لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کی گمراہی کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ چھ جھوٹ ہیں جو سلسلۂ کلام میں ہیں کہ اگر ان میں سے صرف ایک ہی ہوتا تو یہ ایک ایسا برہان قاطع ہوتا جس سے یہ ضروریقین آجاتا کہ یہ کتاب بلاشک موضوع۔ بدلی ہوئی بنائی ہوئی ذلیل اور جھوٹی ہے۔ چہ جائیکہ وہ تمام جھوٹ جنھیں ہم نے بیان کیا اور انشاء اللہ بیان کریں گے۔ بدنصیبی سے خدا کی پناہ۔

سراسر جھوٹ

اسی کے متصل ایک اور جھوٹ پھیلا ہوا بدترین و خراب ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان لوگوں میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ داؤد علیہ السلام ایشائی بن عونیذ بن بوعز بن شلومون بن نحشون بن عمیناداب بن ارام بن حصرون کے بیٹے تھے۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عونیذ مذکور حضرت داؤدؑ کے دادا اور ان کے والد کے والد تھے ان کی والدہ روث العمونیہ وہ تھیں جن کے لیے کتب نبوت میں سے ایک علیحدہ کتاب تھی۔ اس امر میں بھی ان لوگوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے سے داؤد علیہ السلام کی سلطنت تک چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶) برس کا زمانہ گذرا تھا۔ ان کے نزدیک نص توریت میں اور بغیر کسی باہمی اختلاف کے ہے کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلے ہیں تو بنی یہوذا کے مقدم و پیشوا نحشون بن عمیناداب مذکور تھے اور یہ ہارون علیہ السلام کے سالے تھے۔ توریت میں ہے کہ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے یہوشع بن نون الافرایمی و کالب بن یفنۃ الیہوذانی کے کوئی

شخص جو بیس سال یا زیادہ کی عمر میں مصر سے نکلا ہے ارض مقدسہ میں داخل نہ ہوگا۔ لہذا بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ نحشون تیہ ہی میں مر گئے (تیہ کے معنی پٹ پر میدان کے ہیں۔ مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل کو بطور عذاب ایک میدان میں رکھا گیا تھا جس سے نکلنے کے لیے چالیس برس تک یہ لوگ سرگرداں رہے۔ دن بھر چلتے تھے اور رات کو سو کے جب صبح کو اٹھتے تھے تو اپنے کو اسی میدان میں پاتے تھے یہاں وہی تیہ مراد ہے) جو ملک شام میں داخل ہوئے وہ ان کے بیٹے شلومون تھے۔ اب چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶ برس کو صرف چار ولادتوں پر تقسیم کرو۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) ولادت بوعز بن اشلومون جو ارض مقدسہ میں داخل ہوئے۔

(۲) ولادت عونیذ بن بوعز ابن روث المعونیہ۔

(۳) پھر ولادت ابشائی بن عونیذ۔

(۴) ولادت داؤد علیہ السلام۔

ان کی کتابیں اس امر میں اختلاف نہیں کرتیں کہ جس وقت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہوئے ان کی عمر تینتیس ۳۳ سال تھی جو چھ سو چھیاسٹھ ۶۶۶ کا تتمہ یا اس کی پوری کرنے والی تھی۔ لہذا مناسب ہے کہ داؤد علیہ السلام کی عمر کے وہ سال جب کہ وہ بادشاہ ہوئے (یعنی ۳۳ سال) عدد مذکور (یعنی ۶۶۶ سال) سے گھٹا دیے جائیں تو تین ولادتوں کے لیے پانچ سو تہتر ۵۷۳ برس باقی رہیں گے۔ اور وہ ولادت ابشائی اور ولادت عونیذ اور ولادت بوعز ہے۔ پھر غور تو کرو کہ ان میں سے ہر ایک کے سال کا ہوگا جب اس کے یہاں فرزند مذکور پیدا ہوا ہوگا۔

جاننا چاہیے کہ اس زمانے میں ان لوگوں کی عمروں کی طرف ان سالوں کو منسوب کرنا ایسا کذب ہے جو محال ہے۔ اس لیے کہ ان کی کتب میں نص ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں سوائے یہو یاداع ہارون کاہن کے کوئی بھی ایک سو تیس برس زندہ نہیں رہا۔

۱۳۷

لازم آتا ہے کہ مذکورۂ بالا اشخاص میں سے ہر ایک کی عمر جب کہ اس کے یہاں فرزند مذکور پیدا ہوا تقریباً ایک سو انچاس برس سے بھی زائد ہو۔ یہ وہ اقوال ہیں جن میں ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ لہٰذا لامحالہ ثابت ہو گیا جس سے کوئی مفر نہیں کہ یہ توریت کل کی کل بدلی، بنائی، گھڑی ہوئی، جھوٹی، ملعون، اس طرح کھلم کھلا فاسقوں کا کام ہے جیسے کوئی شے دیکھنے اور چھونے سے محسوس ہو۔ سلامت عقل و فہم پر ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں۔

خدا وعدہ کرے پیمبر کو یقین نہ آئے (۱)

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے پاس قیام اور کھانے کے لیے ان سے اُن کے گوشت مانگنے کی کیفیت بیان کی ہے۔ اُن کے کدو، ککڑی، پیاز، گندنا، اور لہسن کے شوق کا ذکر کیا ہے جس کی بو بہ نسبت تمام دوسرے رواح خبیثہ کے ویسی ہی ہوتی ہے جیسی تمام عالم کی عقل کے مقابلے میں مصنفین تورات کی عقل ہے۔ ترنجبین (مَنّ) سے ان کے گھبرا جانے کا ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ تم عوام سے کہہ رہے تھے کہ اللہ کی حمد کرو تو کل تم گوشت کھاؤ گے۔ خبردار میں تمھاری بات سن رہا تھا۔ جو لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں گوشت کون کھلائے گا۔ ہم لوگ مصر میں بہتر حالت میں تھے۔ ضرور ضرور تمھیں سید گوشت کھلائے گا اور تم کھاؤ گے۔ ایک دن نہیں دو دن نہیں۔ پانچ دن نہیں۔ دس دن نہیں۔ یہاں تک کہ مہینے کے تمام دن پورے ہو جائیں گے اور یہاں تک کہ گوشت تمھارے نتھنوں سے نکلے گا اور تمھیں تخمہ ہو جائے گا اس لیے کہ تم نے اس سید کو چھوڑ دیا ہے جو تمھارے درمیان ہے۔ تم اس کے سامنے یہ کہہ کر روتے ہو کہ اس نے ہمیں مصر سے کیوں نکالا"

موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ" یہ لوگ چھ لاکھ ہیں اور تو فرماتا ہے کہ

میں ایک مہینے تک ان لوگوں کو گوشت کی غذا کھلاؤں گا تو کیا تیری رائے یہ ہے کہ تو اس قدر کثرت سے گائیں اور بھیڑیں ذبح کرائے گا کہ یہ لوگ اس کی غذا اپنائیں گے یا تو ایک دم سے سمندر کی مچھلیوں کو جمع کر کے ان لوگوں کو شکم سیر کر دے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو جواب دیا کہ "کیا تم سید کے ہاتھ کو عاجز سمجھتے ہو؟ تم عنقریب دیکھ لوگے کہ میرا کلام بجا یک تمھارے پاس آتا ہے یا نہیں"۔

اس کے بعد بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا چلائی جو سمندر کے پیچھے سے بھیڑوں کو بنی اسرائیل کے پاس لے آئی۔ انھوں نے ان کو کھایا اور گوشت ان کی ڈاڑھوں میں پھنس گیا۔ ان لوگوں کو تخمہ ہو گیا اور وہ سخت وبا میں گرفتار ہو گئے جس سے بہت لوگ مر گئے۔ یہ واقعہ ان کے مصر سے نکلنے کے دوسرے مہینے کا ہے۔

اس فصل میں اللہ رب العالمین کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ اس سے جو مصیبت آتی ہے وہ ایسی ہے جو قریب قریب اپنے ماقبل کو بھلا دے گی۔ سب سے پہلے اس توریت کے بدلنے والے ملعون کا یہ خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ سے یہ کہا کہ کل سے تم لوگ مہینہ بھر تک گوشت کھاؤگے تو موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ لوگ تو چھ لاکھ ہیں اور تو کہتا ہے کہ میں انھیں مرضی کے مطابق گوشت کھانے کو دوں گا۔ تو کیا تیری یہ رائے ہے کہ تو اس قدر کثرت سے گائیں اور بھیڑیں کہ یہ لوگ اس کی غذا اپنائیں گے یا تو ایک دم سے سمندر کی مچھلیوں کو جمع کر کے ان لوگوں کو شکم سیر کر دے گا؟

معاذ اللہ جس شخص کو ذرا سی بھی عقل ہوگی وہ اپنے پروردگار سے اس طرح کا سوال جواب نہ کرے گا۔ اور نہ وہ اس کی اتنی قدرت بلکہ اس سے کہیں زاید قدرت پر بھی شک کرے گا۔ چہ جائیکہ رسول و نبی۔	کیا یہی شان نبوت ہے؟

کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں کبھی بھی یہ شک آیا ہو کہ اللہ تعالیٰ اتنی کثیر گائیں اور بھیڑیں ذبح کرانے پر قادر ہے جو انھیں شکم سیر کر دیں یا اُن کے پاس سمندر کی اتنی مچھلیاں لانے پر قادر ہے جو انھیں شکم سیر کر دیں۔ اس شک سے خدا کی پناہ۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام پر یہ امر پوشیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی تو وہ ذات ہے جو مشرق و مغرب میں تمام بنی آدم کو گوشت اور بے گوشت کا رزق عطا کرتا ہے۔ اور وہی تمام حیوانات کو بھی خواہ وہ پرندے ہوں یا تیرنے والے خواہ کثرت سے پانی پینے والے، خواہ دو پایہ ہوں یا چہار پایہ، یا اس سے بھی زاید پاؤں رکھتے ہوں رزق دیتا ہے۔ کہ وہ ایک ایسے قلیل گروہ کو جس کی کوئی قدر بھی نہیں گوشت سے شکم سیر کرنے کو عجیب و غریب سمجھے۔ وہ یقیناً اس سے بری ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام ایسی احمقانہ بات کیسے کہہ سکتے تھے۔ وہ اس سے بری ہیں۔ حالانکہ اس کے تیرہ مہینے پیشتر ایک دوسرے گروہ نے گوشت مانگا تھا تو انھیں اللہ نے بٹیر اور ترنجبین عطا فرمایا تھا خود ان کی توریت کی نص کے مطابق ان لوگوں نے اسے کھایا بھی تھا۔ تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ موسیٰ اس واقعے کو اس قلیل مدت ہی میں بھول گئے ہوں گے یا انھیں یہ گمان ہوا ہو گا کہ پہلی بار تو اللہ قادر ہو گیا اور دوسری بار سے عاجز ہے۔ معاذ اللہ وہ اس پاگل پن سے بری ہیں۔

۱۳۸

پھر اس جھوٹ کے بیان میں یہ اضافہ بھی ان کی توریت میں ہے کہ جب بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ مصر سے نکلے تو مع اپنے تمام مویشی گائے بھیڑ کے نکلے۔ ان میں سے بعض گھر والوں نے اس شب میں یک سالہ بکری کا بچہ یا شش ماہہ بچہ ذبح کیا۔ توریت کے متعدد مقامات میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل نے قبۃ العہد پر مینڈھے بھیڑ کے بچے بکری کے بچے گائیں

اور بچھڑے بطور نذر چڑھائے۔ اس کے آخر میں ان لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ملک شام میں ان کے جنگ شروع کرنے اور فتح کرنے کے وقت بنی رواؤبین و بنی جاد اور بنی منشا کے نصف خاندان کے ہمراہ بہت سی بھیڑیں تھیں اور اتنی گائیں تھیں جن کی تعداد شمار نہیں کی جاسکتی۔ تو پھر ان لوگوں کے گوشت سے شکم سیر کرنے میں کونسی تعجب کی بات ہے۔ حالانکہ گوشت بھی ان کے ہمراہ موجود ہے جو کثیر ہے قلیل بھی نہیں۔ تین بھیڑیں ہوتیں تو ان میں سے ایک آدمی کو مہینہ بھر کے لیے کافی تھیں۔ اور ایک بیل ہوتا تو وہ ان میں سے چار آدمی کو مہینہ بھر کے لیے کافی تھا۔ وہ بھی اس طرح کہ یہ لوگ بغیر روٹی کے صرف گوشت ہی کو اتنا کھاتے کہ ان کا پیٹ بھر جاتا۔ چہ جائیکہ جب یہ گوشت کو سالن ہی بناتے (اور غذا نہ بناتے تو اس سے بھی کم جانوروں کا گوشت کافی ہوسکتا تھا) تو پھر گوشت سے ان لوگوں کے شکم سیر کرنے میں کونسا تعجب تھا۔ کہ موسیٰ نے اپنے رب سے وہ سوال و جواب کیا کہ جس سے ان کی جانب سے ان کے رب کی قوت کا انکار ہوتا ہے۔ کیا عالم میں کوئی اس سے زیادہ احمق ہے جس نے ایسا بدترین کمزور کفر و تمسخر آمیز جھوٹ تحریر کیا ہے۔ اے اللہ تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے ہمیں ان باتوں سے محفوظ رکھا جن سے ان لوگوں کا امتحان لیا۔

زکریا علیہ السلام کو کوئی شک نہ تھا

اگر یہودی کہیں کہ تمہارے قرآن میں بھی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا سے فرمایا کہ "یا زکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیی لم نجعل لہ من قبل سمیا" (اے زکریا میں تمھیں ایک لڑکے کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہوگا کہ اس کے قبل ہم نے کسی کو ان کا ہمنام نہیں بنایا) زکریا نے پروردگار کو جواب دیا کہ

قال رب انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا۔ قال کذلک قال ربك هو علیّ هیّن وقد خلقتك من قبل ولم تك شیئا" (زکریا نے کہا کہ میرے رب میرے یہاں لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ میری بیوی بھی بانجھ ہے اور میں بھی بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔ اللہ نے فرمایا ایسا ہی ہے (کہ ان حالات میں اولاد نہیں ہوتی مگر) تمہارا رب فرماتا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور (اس کا ثبوت یہ ہے کہ) اس کے قبل میں نے تمہیں پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے (یعنی جس طرح میں تمہیں عدم سے وجود میں لایا اسی طرح تمہارے لڑکے کو بھی)۔

قال رب اجعل لی آیة۔ قال آیتك الا تکلم الناس ثلث لیال سویا" (زکریا نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لیے کوئی علامت مقرر کر دے۔ اللہ نے فرمایا کہ تمہاری علامت یہ ہے کہ تم تین شبانہ روز تک لوگوں سے بول نہ سکو گے)۔

قرآن میں یہ بھی ہے کہ "قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زکیا" (فرشتے نے مریم سے کہا کہ میں محض تمہارے پروردگار کا فرستادہ ہوں تاکہ میں تمہیں ایک پاکیزہ فرزند عطا کروں)۔

قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اك بغیا" (مریم نے کہا کہ بھلا میرے یہاں لڑکا کیونکر ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے کبھی ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں)۔

قال کذلك۔ قال ربك هو علیّ هیّن۔ ولنجعله آیة للناس ورحمة منا۔ وکان امرا مقضیا" فرشتے نے کہا کہ ایسا ہی ہے (کہ نہ بغیر مرد کی شرکت کے اولاد ہوتی ہے اور نہ آپ بدکار ہیں مگر) آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے آسان ہے، (میں ایسا ضرور کروں گا) تاکہ میں انھیں لوگوں کے لیے اپنی الوہیت کا نشان بناؤں اور وہ ہماری رحمت کا باعث ہوں۔ اور یہ فیصلہ شدہ امر ہے (کہ

ضرور ہوگا اس لیے اس کے قبول کرنے سے آپ انکار نہ کیجئے)۔

شک کا ازالہ

ہم کہتے ہیں کہ زکریا و مریم علیہما السلام کے جواب میں جو بشارت اللہ عزوجل نے ان دونوں کو دی تھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے جیسا کہ تمہاری کتابت میں موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے ہے۔ اور نہ زکریا و مریم علیہما السلام کے کلام میں اس کا انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں فرزند عطا فرمائے گا حالانکہ وہ بانجھ اور باکرہ ہیں۔ ان دونوں نے محض اس امر کی درخواست کی کہ ان دونوں کو وہ صورت بتادی جائے جس سے ان کے یہاں لڑکا ہوگا۔ اور بس۔ اس لیے کہ "آنّیٰ" کے معنی لغت عرب میں جس میں بلا اختلاف قرآن نازل ہوا ہے "من این" ہیں۔ لہٰذا ہمارا کہنا ثابت ہوگیا کہ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ وہ انھیں بتادے کہ کہاں سے ان کے یہاں لڑکا ہوگا یا کس طریقے سے ہوگا آیا زکریا کے کسی دوسری عورت کے نکاح سے یا مریمؑ کے کسی مرد کے نکاح سے۔ یا محض اللہ تعالیٰ کی ایجاد و قدرت سے۔ زکریا نے نشانی و علامت کی درخواست محض اس لیے کی تاکہ اُن کی قوم کے آگے اُن کا صدق ظاہر ہوجائے۔ اور یہ گمان نہ کیا جائے کہ ان دونوں نے کسی لڑکے کو لے لیا ہے اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں (کہ یہ ہمارا لڑکا ہے) یہ دونوں آیتیں جن کو ہم نے قرآن سے بیان کیا ہے ان کا ظاہری مطلب یہی ہے جس میں نہ کسی تکلف و تاویل کی ضرورت ہے نہ کسی لفظ کے نقل کرنے کی نہ کم کرنے کی نہ زیادہ کرنے کی۔ بخلاف اس کلام کے جو تم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے نقل کیا ہے کہ اس میں سوائے اللہ تعالیٰ کے جھٹلانے کے اور کوئی احتمال ہی نہیں۔

پیغمبر کی پوتی کو حبشن بنادیا

اس کے بعد مریمؑ و ہارونؑ برادر موسیٰ علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام سے ان کی حبشیہ (کوشیہ)

بیوی کی وجہ سے جھگڑے کے لیے اُٹھ کھڑے ہونے کا ذکر کیا ہے۔ وہ حبشیہ کیسے ہوسکتی ہیں حالانکہ ان کی توریت کے شروع ہی میں کہا ہے کہ اُن کی بیوی یثرون المدیانی کی بیٹی تھیں اور وہ بلاشک مدین بن ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان دونوں قولوں میں سے ایک دوسرے کی تکذیب کر رہا ہے۔

تحریف تورات کا ایک اور ثبوت

بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کے دوسرے سال ان لوگوں کا گوشت کا مطالبہ ہوا جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ اسی کے بعد ہارون و مریم کا اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جھگڑا ہوا جیسا کہ ہم نے بیان کیا مریم بیمار ہوگئیں۔ وہ لشکرگاہ سے سات روز کے لیے نکال دی گئیں یہاں تک کہ اچھی ہوکے واپس آگئیں اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اُن بارہ آدمیوں کو روانہ کیا جن میں ہوشع بن نون و کالب بن یفنہ الیہوذائی بھی شامل تھے تاکہ یہ لوگ ارض مقدسہ کو دیکھیں۔ اور بیان کیا ہے کہ یہ لوگ چالیس روز تک اس میں گھومے پھر واپس آئے سوائے کالب و ہوشع کے سب نے بنی اسرائیل کو خوف دلایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے ناراض ہوا اور اس نے انھیں ہلاک کردیا۔ موسیٰ کو وحی کی کہ تم لوگوں کے مردے پٹ پر میدان میں پھینک دیے جائیں گے اور تمھاری اولاد اسی پٹ پر میدان میں چالیس برس سرگرداں رہے گی جو انھیں چالیس دن کا عدد ہے جن میں تم لوگ شہر مقدس کی خاک چھانتے رہے۔ میں تمھارے لیے ہر روز کو ایک سال کا کردوں گا۔ اور چالیس برس تک تمھیں تمھارے گناہوں کی سزا دی جائے گی۔ یہ لوگ تیہ (پٹ پر میدان) میں چالیس برس تک رہے۔ جب انھوں نے اس مدت کو پورا کرلیا تو اللہ عزوجل نے حرکت کا حکم دیا انھوں نے حرکت کی پھر مریم خواہر موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔ پھر ہارون علیہ السلام کی وفات ہوگئی۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے شاہ عوج و شاہ سحون سے جنگ کی اور ان دونوں کا ملک لے کے بنی روابین و بنی جاد او نصف خاندان منشا کو دے دیا۔ پھر انھوں نے دونوں شہروں میں جنگ کی اور ان کے بادشاہوں کو قتل کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات ہوگئی۔ ان کی توریت کے شروع میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے نکلے ہیں تو ان کی عمر اسّی برس کی تھی۔ اور یہ کل مضمون حرف بحرف ان کی توریت کی نص ہے۔ یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے ہم کہہ چکے ہیں کہ جس شخص نے ان کی یہ توریت بنائی جو ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے وہ حساب کا بہت کم علم رکھتا تھا اور اس فن میں اس کا ہاتھ بہت ہی بھاری تھا۔ یا وہ نفس کا آزاد، بیحیا، حق سے بہکانے والا بے دین تھا جس نے ان لوگوں سے تمسخر کیا جن کی مثال بھیڑوں اور گدھوں کی سی ہے۔ اس لیے کہ جب موسیٰ مصر سے اسّی سال کی عمر میں نکلے اور اپنے نکلنے کے بعد تیرہ مہینے تک یونھی رہے۔ اس کے بعد یہ لوگ چالیس برس تک بیابان میں بھٹکتے رہے۔ پھر ان لوگوں نے چند بادشاہوں سے جنگ کی اور انھیں قتل کیا اور ان کے ملک و مال پر قبضہ کیا۔ تو اس کو جمع کرنے سے لامحالہ ایک سو بیس برس سے ایک سال سے بھی زاید کا اضافہ ہو جائے گا۔ اور غالباً یہ دو سال زاید ہوں گے لہذا لامحالہ یا تو اس نے موسیٰ کی وفات کے وقت ان کی عمر میں جھوٹ بولا یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان لوگوں کے چالیس برس تک بیابان میں بھٹکنے کی خبر میں جھوٹ بولا۔ باری تعالیٰ تو اس سے بہت دور ہے کہ وہ جھوٹ بولے یا ایک منٹ یا اس سے بھی کم کی بھی غلطی کرے اسی طرح اس کے نبی بھی اس قسم کی باتوں سے بری ہیں۔ ثابت ہو گیا کہ یہ توریت بدلی اور گھڑی ہوئی ہے۔

پیمبر اور مختلف خداؤں کی دعوت

سفر خامس میں ہے کہ اگر تم میں کوئی نبی ظاہر ہو اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ اس نے ایک خواب دیکھا ہے اور تمھارے پاس ہونے والی بات کی خبر لائے اور وہ اسی طرح ہو جائے جیسا اس نے بیان کیا ہے، اس کے بعد تم سے کہے کہ مختلف اقسام کے خداؤں کے بیٹوں کی پیروی کرو تو تم لوگ اس کی بات نہ سنو۔

اس فصل میں زمانے بھر کی برائیوں سے زیادہ خرابی ہے اور کسی ایسے کافر کی فریب کاری ہے جو تمام نبوتوں کا باطل کرنے والا ہے۔ اس لیے کہ اس نے نبوت اس قول سے ثابت کی کہ اگر تم میں کوئی نبی ظاہر ہو۔ اور آیندہ ہونے والی خبریں اس کی تصدیق بھی کریں۔ اس کے بعد انھیں اس کی نافرمانی کا مشورہ دیا ہے جب کہ وہ نبی ان کو مختلف اقسام کے خداؤں کی پیروی کی دعوت دے۔ اور یہ کھلا ہوا تناقض ہے۔

اگر یہ ممکن ہو کہ کوئی نبی جس کی اپنی پیشینگوئی میں تصدیق کی جائے وہ کفر و باطل کی دعوت دے تو شاید نصیحت کرنے والا ہی اس صفت کا اہل ہوگا اور کوئی نہیں جو اس کے متعلق مطمئن کرے۔ آیا یہاں کوئی ایسی شے ہے جو اس کی تصدیق و اتباع کو واجب کرے اور اسے کا ذہین میں بیان کرے سوائے اس کے کہ جس نبی نبوت معجزات سے ثابت کی گئی ہو؟ پھر جب وہ باطل کا حکم دے تو اس کی معصیت و نافرمانی لازم ہو گئی ہو۔ تو پھر موسیٰ کی نافرمانی بھی لازم ہے اور جس کام کا وہ حکم دیں اس میں ان کی نافرمانی ناجائز بھی ہے۔ کیونکہ شاید موسیٰ نے باطل کا حکم دیا ہو۔ جب کہ یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی ہو جو معجزات لایا ہو اور وہ باطل کا حکم دے۔ ۱۴۰

نعوذ باللہ۔ موسیٰ علیہ السلام یہ کلام کیوں کہتے۔ واللہ انھوں نے اسے ہرگز نہیں کہا۔ بیشک ان پر کذاب تورات کے بدلنے والے لئے

افترا کیا۔ اسی طرح اللہ اس سے بہت دور ہے کہ وہ کوئی معجزہ ایسے شخص کے ہاتھوں پر ظاہر کرے جس کا جھوٹ بولنا یا باطل کا حکم دینا ممکن ہو۔ یہی تو اللہ کی طرف سے اپنے بندوں پر حق کا پوشیدہ کرنا اور حق کو باطل کے ساتھ ملانا اور ان دونوں کی آمیزش کرنا ہے یہاں تک کہ حق کے ثابت کرنے اور باطل کے مٹانے پر کوئی دلیل نہیں قایم ہو سکتی۔

تمھیں جاننا چاہیے کہ ان کی توریت کی یہ فصل اور وہ ملعون فصل جس میں یہ ہے کہ ساحرین نے بھی ویسا ہی عمل کیا جیسا کہ موسٰی علیہ السلام نے کیا تھا، یہ دونوں فصلیں، ان یہود پر جو ان کی تصدیق کرتے ہیں، ہر نبی کی نبوت کو جس کو وہ مانتے ہیں قطعاً باطل کرنے والی ہیں اس لیے کہ ان دونوں فصلوں میں موسٰی وجملہ انبیاء اور ساحرین و کذابین میں کوئی فرق نہیں ہے اور اللہ اس سے بہت دور ہے۔ اور اسی کی ہم بدنصیبی سے پناہ مانگتے ہیں۔

نقیض کے کنارے

یہ مضمون باوجود اس مضمون کے ہے جو اسی کے بعد ہے کہ اور جو نبی تم میں اپنی طرف سے نبوت پیدا کرے جس کا ہم نے اسے حکم نہ دیا ہو اور نہ میں نے اس کے متعلق اس سے عہد لیا ہو یا وہ تم میں نبوت کا دعوی کرے اور متعدد خداؤں اور بتوں کی دعوت دے تو تم اسے قتل کر دو۔ پھر اگر تم اپنے دل میں یہ کہو کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے یا اپنی ذات کی طرف سے تو یہ وہ بات ہے جس کا علم تم میں ہے۔ جب وہ کسی چیز کی خبر دے اور وہ نہ ہو تو جان لو کہ وہ اپنی ذات کی طرف سے ہے۔

یہ کلام صحیح ہے۔ اور یہ اپنے ماقبل کی ضد اور خلاف ہے کہ وہ کسی چیز کی خبر دے اور وہ اسی طرح ہو جائے جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ اور وہ اس کے باوجود عبادت غیر اللہ کی دعوت دے۔ وہ قوم بڑی

بدنصیب ہے کہ اپنے دین کو ایسے بد دین اور حق سے بہکانے والوں سے نقل کیا ہے جنھیں انبیا علیہم السلام کی طرف کفر و گمراہی و کذب کا منسوب کرنا کچھ بھی دشوار نہیں۔

نسبت ضلالت مثلاً وہ واقعہ جو ہم نے پہلے ذکر کیا۔

اور مثلاً ان کا ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا کہ انھیں نے بنی اسرائیل کے لیے بچھڑا بنایا، اس کے لیے مذبح بنایا، اس کے لیے قربانی چڑھائی اور اپنی قوم کے سرین کو بچھڑے کے آگے ناچنے گانے کے لیے برہنہ کرایا۔

اور جیسا کہ انھوں نے سلیمان علیہ السلام کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ انھوں نے ایک ٹیلے پر بتوں کے لیے قربانیاں چڑھائیں۔ اور انھوں نے زبردستی اپنے ہی جیسے نبی یواب بن صوریا کو قتل کر دیا۔

اور جیسا کہ انھوں نے شاول کی طرف یہ منسوب کر دیا کہ انھیں ظلماً لوگوں کے قتل کرنے کے لیے وحی بھیجی جاتی تھی حالانکہ وہ ان کے نزدیک نبی تھے۔

اور جیسا کہ انھوں نے بلعام بن باعورا کی طرف یہ منسوب کر دیا حالانکہ وہ بھی ان کے نزدیک نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ہمراہ ان کے پاس وحی بھیجتا تھا کہ وہ کفر کی مدد کریں۔ اور موسیٰ اور ان کے لشکر نے انھیں قتل کر دیا۔

پھر انھوں نے منشا بن حزقیا بادشاہ کی طرف نبوت کو منسوب کر دیا حالانکہ خود انھیں کے اقرار کے مطابق وہ کافر و ملعون تھا جو بت پرستی کیا کرتا تھا اور انبیا کو قتل کیا کرتا تھا۔

یہ لوگ شمسون الدابی کی طرف معجزات منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نزدیک فاسق تھا اور بدکار عورتوں سے عشق کیا کرتا تھا اور ان کے ساتھ فسق و فجور میں مبتلا ہوتا تھا۔

ساحرین کی طرف بھی یہ لوگ معجزات منسوب کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کی

سخت مصیبت پر تعجب کرو۔ سلامت پر اللہ کی حمد کرو۔ اور اسی سے عافیت کی دعا کرو کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

خاتمے نے بھانڈا پھوڑ دیا

ان کی توریت کے آخر میں کہا ہے کہ بعبد اللہ کے بندے موسیٰ کی ارض مواب کے اسی موضع میں جو بیت فعور کے مقابل ہے وفات ہوگئی اور آج تک کسی آدمی کو ان کی قبر کا مقام نہ معلوم ہو سکا۔ موسیٰ کی عمر ان کی وفات کے روز ایک سو بیس برس کی تھی نہ ان کی نگاہ میں کمی آئی تھی اور نہ انکے دانت ہلتے تھے۔ پھر بنی اسرائیل مقامات مواب میں تیس روز تک ان کی خبر مرگ پھیلاتے رہے اور انھوں نے اچھی طرح ان کی خبر مرگ کو پھیلا دیا۔ پھر یشوع بن نون نے روح اللہ سے فیض حاصل کیا کیونکہ موسیٰ نے اپنے ہاتھ ان پر رکھے تھے۔ بنی اسرائیل نے ان کی بات سنی اور وہی کیا جو اللہ نے موسیٰ کو حکم دیا تھا۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل میں اپنا مثل کوئی نبی نہیں چھوڑا اور نہ کوئی ایسا شخص چھوڑا جو بالمشافہ اللہ سے کلام کرتا ہو ان تمام عجائب میں جو موسیٰ کے ہاتھ پر ملک مصر میں فرعون اور اس کے پرستاروں کے اور اس کی تمام رعایا کے بارے میں کیے گئے انھوں نے کوئی اپنا مثل چھوڑا۔ اور نہ کوئی ایسا شخص چھوڑا جو وہی کرتا جو موسیٰ نے بنی اسرائیل کی جماعت میں کیا تھا۔

خود تورات شاہد ہے کہ منزل من اللہ نہیں

یہ ان کی توریت کا خاتمہ اور آخری حصہ ہے اور یہ فصل اس امر کی شاہد عادل، برہان تام، دلیل قاطع، اور حجت صادقہ ہے کہ ان کی توریت بدل دی گئی ہے اور یہ ایسے مولف کی تالیف ہے جس نے اپنے جہل کے ورغلانے سے یا اپنے غور فکر کے ارادے سے ان لوگوں کے لیے لکھی ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہرگز نازل نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے کہ یہ ناممکن ہے کہ

۱۴۱

یہ فصل موسیٰ کی زندگی میں اُن پر نازل ہوئی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اور
موسیٰ کی طرف سے بطور خبر کے ہو۔ جو مضمون اس میں بیان
کیا گیا ہے اس کی وجہ سے یہ اللہ اور موسیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔
اور یہ تو محض جھوٹ ہے جس سے اللہ برتر ہے۔ اور اُس کا
یہ کہنا کہ ان کی خبر کو آج تک کوئی آدمی نہیں جانتا ہمارے
دعوے کا کافی ثبوت ہے۔ کہ یہ وہ تاریخ ہے جو لامحالہ موسیٰ کے
زمانۂ طویل کے بعد لکھی گئی۔ یہاں پر یہود کی توریت کا جس پر
ان کے ربانیین وعانانیین وعیسویین وصدوقیین نیز ان کے ساتھ
نصاریٰ بھی بلا کسی باہمی اختلاف کے متفق ہیں وہ کذب ظاہر
مکمل ہو گیا جو خبروں میں ہے اور اُن واقعات میں ہے جو اللہ تعالیٰ
کی پھر اُس کے ملائکہ کی پھر اس کے مرسلین علیہم السلام کی طرف
سے ہیں۔ جو کھلے ہوئے تناقض و اختلافات اور ان بیہودہ
باتوں کی شکل میں ہے جو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔
اور اگر توریت میں سے اُن فصول میں سے جو ہم نے بیان کیں
صرف ایک ہی فصل ہوتی جب بھی لامحالہ یہ اس امر کی موجب
ہوتی کہ یہ توریت گھڑی۔ بنائی بدلی ہوئی اور جھوٹی ہے۔
چہ جائیکہ یہ ایک دم سے ساٹھ فصلیں ہیں جن میں بعض فصلیں
ایسی ہیں جن میں سے ایک ہی فصل میں کم از کم سات جھوٹ
یا تناقض و اختلافات ہیں۔ سوائے اُن اٹھارہ فصلوں کے کہ
جن میں جو نص توریت یہود ہے بعینہ اُن اخبار کی وہی نص
نصاریٰ کے یہاں بھی ہے اور یہ دونوں باہم ایک دوسرے کی
تکذیب کرتی ہیں۔ دونوں حکایتوں میں سے ایک میں لامحالہ
واضح وروشن جھوٹ ہے۔ تمہارا اس تعداد کے جھوٹ اور تناقض
کے متعلق کیا خیال ہے جس کی مقدار ان کی توریت کے برابر ہو۔
یہ مقدار ایک سو دس[۱۱۰] ورق کی ہے جس کے ہر صفحے میں تقریباً تیئیس[۲۳] سطریں ہیں

جو ایسے پاشان خط میں ہیں کہ تقریباً ہر سطر میں سترہ کلمات ہوں گے۔
ہم انشاء اللہ تعالیٰ وہ حالات بیان کریں گے کہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے پاس ان کی سلطنت شروع ہونے سے اس کے ختم ہونے تک اور ان کے بیت المقدس واپس آنے تک اور عزرا الوراق کے اس توریت کو لکھنے تک یہ توریت کس طرح رہی جس پر ان کی کتب کا اجماع اور ان کے علماء کا اتفاق ہے اور اس کے متعلق ان میں سے کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ ہم نے اس لیے اس پر خبردار کر دیا کہ ہر صاحب فہم یہ یقین کرلے کہ یہ گھڑی اور بدلی ہوئی ہے۔ و باللہ تعالیٰ نستعین۔

توراۃ پر موسیٰ علیہ السلام کے بعد کیا گزری؟
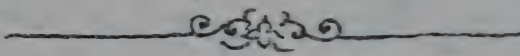
تاریخی واقعات

موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہی اسرائیل یوشع بن نون علیہ السلام کے ساتھ جو آن کے انتظامی معاملات کے مدبر تھے اردن فلسطین و غور میں داخل ہوئے۔ یوشع کے ہمراہ العازار بن ہارون علیہ السلام بھی تھے سراپردہ و شامیانہ اور جو کچھ اس میں تھا وہ انھیں (العازار) کے سپرد تھا۔ ان لوگوں کے اقرار کے مطابق توریت بھی انھیں کے پاس تھی نہ کسی اور کے پاس۔ یوشع علیہ السلام نے استقلال کے ساتھ ان کے امور کا انتظام کیا اور موسیٰ کی وفات سے اپنی وفات تک اکتیس ۳۱ سال تک دین کو ان لوگوں پر لازم رکھا۔ پھر فنحاس بن العزار بن ہارون نے استقلال اور دین کی پابندی کے ساتھ پچیس ۲۵ برس تک

ان لوگوں کا انتظام کیا۔ اور یہی صاحب سراپردہ و کاہن اکبر تھے اور توریت بھی انھیں کے پاس رہتی تھی نہ کسی اور کے پاس۔ پھر وہ مر گئے۔ حالانکہ ان کی ایک بہت بڑی جماعت کا ابتک یہ گمان ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اُن کے ساتھ تین شخص اور بھی۔ اور وہ الیاس نبی ہارونی علیہ السلام اور ملکیصدق بن خالج بن عامر بن ارفخشاذ بن سام بن نوح علیہ السلام اور وہ غلام جنھیں ابراہیم علیہ السلام نے بھیجا تھا کہ وہ اسحاق علیہ السلام کا نکاح رفقہ بنت بتویل بن ناخور برادر ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کردیں۔ ۱۴۲

بنی اسرائیل کی بت پرستی

جب فنیحاس بن العزر کی مدت مذکورہ ختم ہوگئی تو بنی اسرائیل نے کفر اختیار کیا، سب کے سب مرتد ہو گئے اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے۔ اسی حالت میں ان پر بادشاہ صور و صیدا آٹھ سال کی مدت تک کفر کی حالت پر مسلط رہا۔

پھر ان کے امور کا عتنیال بن قناز بن برادر کالب بن یفنہ بن یہوذا نے حالت ایمان پر چالیس سال تک انتظام کیا۔ وہ مر گئے تو پورے بنی اسرائیل نے کفر اختیار کیا سب مرتد ہو گئے اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے۔ اسی حالت میں عخلون جو بنی مواب کا بادشاہ تھا اٹھارہ سال تک بحالت کفران پر بادشاہ رہا۔

پھر ان کے امور کا اہوذ بن قارا نے انتظام کیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خاندان افرایم سے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ خاندان بنیامین سے تھے۔ ان کی مدت ریاست میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ اسی سال بھی کہے گئے ہیں اور پچپن ۵۵ سال بھی کہے گئے ہیں۔ وہ اپنی وفات تک ایمان پر رہے۔

پھر سمعان بن غاث بن خاندان اشار نے پچیس ۲۵ سال تک بحالت ایمان ان کے امور کا انتظام کیا۔ پھر یہ بھی مر گئے۔ اور تمام

بنی اسرائیل نے کفر اختیار کیا اور کھلم کھلا بت پرستی اختیار کرلی۔ اسی حالت میں مراثش الکنعانی بیس برس تک بحالت کفران کا بادشاہ رہا۔

پھران کے امور کا خاتون دبورا النبتیہ نے انتظام کیا۔ یہ خاندان نہوذا سے تھیں۔ ان کے شوہر جن کا نام سدوشث کا خاندان افرایم سے تھے۔ ان خاتون کی وفات تک بنی اسرائیل ایمان پر رہے۔ ان کے انتظام کی مدت چالیس برس تھی۔ جب یہ مرگئیں تو تمام بنی اسرائیل نے کفر اختیار کیا اور مرتد ہوگئے اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے۔ پھر سات برس تک بحالت کفر بادشاہ بنی مدین عوزبن ذراب ان لوگوں کا بادشاہ رہا۔

پھران کے امور کا انتظام جدعون بن لواس نے کیا جو افرایم کے خاندان سے تھے اور کہا جاتا ہے بلکہ وہ منشا سے خاندان سے تھے۔ یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی تھے۔ اور ان کے اکھتر بیٹے تھے۔ وہ چالیس برس تک بحالت ایمان ان کے بادشاہ رہے۔

پھران کی وفات ہوگئی۔ اور ان کا بیٹا ابوملک ابن جدعون والی ہوگیا۔ اور یہ فاسق وخبیث سیرت تھا۔ تمام بنی اسرائیل مرتد ہوگئے، انھوں نے کفر اختیار کیا اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے اس کی مدد لوگوں نے عدو بت خانوں سے جو بعل صنم کے نام کے تھے اس کے ماموں نے کی جو نابلس کے باشندے اور ان بنی اسرائیل میں سے تھے جن کا تعلق خاندان یوسف سے تھا۔ یہ سب لوگ اس کے ساتھ چلے گئے۔ اس نے اپنے تمام بھائیوں کو قتل کر دیا سوائے ایک کے جو بچ گیا۔ اور وہ تین سال تک اسی طرح رہا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد موتیع بن قوایا پانچ سال تک ان کا مدبر رہا جو

خاندان یساخر سے تھا، اور ہم کوئی بیان نہیں پاتے کہ آیا وہ ایمان پر تھا یا کفر پر تھا پھر وہ مر گیا۔

اس کے بعد بائیس سال تک یابین بن جلعاد جو خاندان منشا سے تھے ان لوگوں کے امور کے منتظم رہے اور وہ اپنی وفات تک ایمان پر رہے۔ ان کے بتیس بیٹے تھے جن میں سے ہر ایک بنی اسرائیل کے ایک ایک شہر کا والی ہوا

یابین کی وفات کے بعد تمام بنی اسرائیل مرتد ہو گئے، علانیہ بت پرستی کرنے لگے اور پے در پے تیرہ برس تک بنی عمون حالت کفر پر ان کے بادشاہ رہے۔

پھر ان میں منشا کے خاندان سے ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام ہیلیع بن جلعاد تھا۔ اس امر میں ان لوگوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ زانیہ کا لڑکا تھا۔ فاسق و خبیث سیرت تھا۔ اس نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے اس کے دشمن کے مقابلے میں فتحمند کرے گا تو وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لئے اپنے گھر کے اس شخص کی قربانی کرے گا جو سب سے پہلے اس سے ملے۔ چنانچہ جو شخص سب سے پہلے اس سے ملا وہ اس کی بیٹھی تھی اور اس کے سوا اس کے اور کوئی اولاد نہ تھی۔ مگر اس نے اپنی نذر پوری کی اور بیٹی کو بطور قربانی ذبح کر دیا۔ اس کے زمانے میں ایک نبی بھی تھے مگر اس نے ان کی طرف التفات نہ کیا۔ اس نے بنی افرایم کے بیالیس ہزار آدمی قتل کیے۔ چھ برس تک ان لوگوں کا بادشاہ رہا پھر مر گیا۔

اس کے بعد انصات ان کا والی ہوا جو خاندان یہودا میں سے بیت لحم کا بادشاہ تھا۔ اس کے تیس بیٹے تھے۔ اور وہ سات برس تک ان کا بادشاہ رہا۔ چھ برس بھی کہے جاتے ہیں پھر مر گیا۔ اس کا زیادہ ظاہر حال جیسا کہ ان کی خبریں ثابت کرتی ہیں

یہی ہے کہ وہ ایمان و استقامت پر تھا۔

اس کے بعد ایلون جو خاندان زبلون سے تھا دس برس تک ان کا بادشاہ رہ کے مر گیا جس کے بعد عبدون بن ہلال والی ہوا جو خاندان افرایم سے تھا اور وہ آٹھ سال تک بحالت ایمان بادشاہ رہا۔ اور اس کے چالیس بیٹے تھے۔

جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل سب کے سب مرتد اور کافر ہو گئے اور علانیہ بت پرستی کرنے لگے۔ پھر ان پر فلسطینیین جو کنعائینین وغیر کنعائینین تھے بادشاہ ہو گئے۔ یہ لوگ چالیس برس تک بحالت کفر بادشاہ رہے۔

پھر ان کے امور کا شمشون بن مانوح منتظم ہوا جو خاندان دانی سے تھا اور ان لوگوں میں اُسے اہل فسق اور زانیہ عورتوں کے پیچھے پھرنے والوں میں بیان کیا جاتا ہے وہ بیس برس تک ان کا منتظم رہا۔ اور یہ لوگ اس کی طرف معجزات منسوب کرتے ہیں۔ آخر وہ گرفتار ہو کے مر گیا۔

پھر بنی اسرائیل نے خود ہی آپس میں چالیس برس تک سلامت و ایمان کے ساتھ بغیر کسی ایسے رئیس کے جو انھیں جمع کرے اپنے امور کی تدبیر کی۔ پھر کاہن ہارونی نے بحالت ایمان بیس برس تک ان کے امور کا انتظام کیا یہانتک کہ وہ مر گئے۔ ۱۴۳

پھر شمویل بن فتان نبی نے ان کے امور کا انتظام کیا جو خاندان افرایم سے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ بیس برس تک یہ منتظم رہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چالیس برس تک رہے۔ یہ سب ان کی کتابوں میں ہے۔ وہ ایمان پر رہے بیان کرتے ہیں کہ اُن کے دو بیٹے تھے قوہال و ببا۔ یہ دونوں حکم میں بھی ناانصافی کرتے تھے اور لوگوں پر بھی ظلم کرتے تھے۔ اور اس کے باوجود انھوں نے شمویل سے خواہش کی کہ وہ انھیں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا دیں۔

طالوت کی حکومت

شمویل نے اپنے بیٹوں کی درخواست رد کر کے چمڑا رنگنے والے شاول بن قیش بن انیل بن شارون بن بورات بن آسیا بن خس کو بنی اسرائیل کا والی بنایا۔ یہی شاول طالوت تھے (جن کا ذکر قرآن میں ہے)۔ یہ بیس برس تک ان کے بادشاہ رہے۔ بنی اسرائیل کے یہ سب سے پہلے بادشاہ تھے۔ یہ لوگ انھیں نبوت اور اس کے ساتھ ہی فسق و ظلم و معاصی سے موصوف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انھوں نے بنی ہارون کے تقریباً نواسی مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا اس لیے کہ ان لوگوں نے داؤد علیہ السلام کو صرف ایک روٹی کھلا دی تھی۔

سات بار مرتد ہوئے

اب تمھیں جاننا چاہیے کہ اس وقت سے کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد ارض مقدسہ میں داخل ہوئے ان کے سب سے پہلے بادشاہ کی ولایت تک، اور وہ شاول مذکور تھے۔ سات بار ارتداد ہوا جس میں انھوں نے ایمان کو ترک کر دیا اور بت پرستی کا اعلان کر دیا۔ سب سے پہلی ردت میں یہ لوگ آٹھ سال تک رہے۔ دوبارہ اٹھارہ سال۔ تیسری مرتبہ بیس[2] سال۔ چوتھی مرتبہ سات سال۔ پانچویں مرتبہ تین سال اور اکثر اس سے بھی زیادہ۔ چھٹی مرتبہ اٹھارہ سال۔ ساتویں مرتبہ چالیس[4] سال مرتد رہے۔ اب غور تو کرو کہ درازی کفر و ترک ایمان کے ساتھ اور وہ بھی اتنی اتنی طویل مدتوں تک اور ایک ایسے چھوٹے سے شہر میں جس کی مقدار بقدر تین دن کی مسافت کے ہو اور ان کے دین کا ماننے والا اور ان کی کتاب کی پیروی کرنے والا سوائے ان کے روئے زمین پر کوئی نہ ہو کونسی کتاب باقی رہ سکتی ہے۔

داؤد علیہ السلام پر افترا

پھر شاول مذکور قتل کر دیے گئے اور ان لوگوں کے والیِ امور داؤد علیہ السلام ہوئے۔

یہ لوگ ان کی طرف والدہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ علانیہ زنا کو منسوب کرتے ہیں۔ کہ والدہ سلیمان کے یہاں حضرت داؤد سے قبل سلیمان زنا سے ایک اور لڑکا پیدا ہوا جو مر گیا۔ (معاذ اللہ) لہذا ایسے لوگوں پر جو انبیاء علیہم السلام کی طرف ایسی باتیں منسوب کریں لاکھوں لعنتیں ہوں۔

یہ لوگ حضرت داؤد کی طرف یہ بھی منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے شادل کے گناہ کی وجہ سے ان کی تمام اولاد کو قتل کر دیا سوائے ایک چھوٹے بچے کے کہ جوان میں اپاہج تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی مدت سلطنت چالیس سال رہی۔

سلیمان علیہ السلام پر بہتان

سلیمان علیہ السلام اپنے والد کے والی ہوئے۔ ان کی ان لوگوں نے وہی تعریف کی ہے جو ہم نے پہلے بیان کی (یعنی ولد زنا بنایا ہے) یہ لوگ ان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنا نفقہ و خرچ اسباط (یعنی حضرت یعقوب کی اولاد کے بارہ خاندانوں) پر فرض کر دیا تھا۔ ہر سبط پر سال کے ایک مہینے کا خرچ مقرر کر دیا تھا۔ ان کے لشکر میں بارہ ہزار اسپ سوار اور چالیس ہزار خچر سوار تھے۔ حالانکہ یہ توریت کے حکم کے خلاف ہے کہ یہ لوگ گھوڑے زیادہ نہ رکھیں انھوں نے بیت المقدس میں ہیکل بنائی اور اس میں پردے بنائے اور مذبح اور منارہ بنایا جو اب تک ہے اور قربانی و توریت و تابوت و سکینہ ذبی ہارون کو رکھا۔ ان کی ولایت بھی چالیس سال رہی۔ پھر ان کی وفات ہو گئی اور بنی اسرائیل کا شیرازہ بکھر گیا۔

بنی یہوذا اولاد نبیا میں بیت المقدس میں بنی سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی سلطنت میں ہو گئے۔ اور بقیہ دس اسباط (خاندان) کی سلطنت انھیں کے ایک دوسرے بادشاہ کے سپرد ہو گئی جو بیت المقدس سے اٹھارہ میل نابلس میں رہتا تھا۔ یہ لوگ اپنے

حالت کے ادبار تک اسی حالت پر رہے جیسا کہ ہم انشاء اللہ بیان کریں گے۔ ہم اللہ کی مدد و قوت سے بنی سلیمان علیہ السلام کے بادشاہوں کے نام اور ان کے مذہب بیان کریں گے پھر دس اسباط کے بادشاہوں کا ذکر کریں گے۔ (اور اللہ عزوجل ہی ہمارا مددگار ہے۔) تاکہ ہر شخص دیکھ لے کہ ان لوگوں کی سلطنت کے زمانے میں توریت کا اور مذہب کا کیسا حال تھا۔

کفر بعد الایمان

سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کا بیٹا رحبعام بن سلیمان جس کی عمر سولہ برس کی تھی والی ہو گیا اس کی ولایت سترہ برس تک رہی۔ اس نے اپنی ولایت بھر میں علی الاعلان کفر اختیار کیا اور علانیہ بت پرستی کی اس نے بھی اور اس کی رعیت و لشکر نے بھی جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا لشکر ایک لاکھ بیس ہزار تھا۔ اسی کے زمانے میں بادشاہ مصر سات ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادہ فوج کے ہمراہ جنگ بیت المقدس کے لیے روانہ ہوا اور اسے بزور شمشیر زبردستی لے لیا۔ رحبعام بھاگ گیا۔ شاہ مصر نے شہر اور محل اور ہیکل کو لوٹ لیا اور اس میں جو کچھ تھا لے لیا اور مال غنیمت لے کے صحیح و سالم مصر واپس آ گیا۔ پھر رحبعام بحالت کفر مر گیا اور اس کا بیٹا ابیا جس کی عمر اٹھارہ سال کی تھی اس کا قایم مقام ہوا۔ وہ بھی اور اس کا لشکر و رعیت بھی علانیہ کفر و بت پرستی پر باقی رہا۔ اس کی سلطنت چھ سال تک رہی۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ دس اسباط کے ساتھ اس کے جنگ کرنے میں پانچ لاکھ آدمی اسباط کے مقتول ہوئے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اسا بن ابیا والی ہوا جس کی عمر دس برس کی تھی وہ مومن تھا اس نے بت خانے منہدم کر دیے اور ایمان کو ظاہر کیا۔ اپنی سلطنت میں بحالت ایمان اکتالیس برس تک رہا۔ بیان کرتے ہیں کہ

۱۴۴

اس کے لشکر میں بنی یہوذا کے تین لاکھ سپاہی تھے۔ اور باون ہزار بنی بنیامین کے۔ اس کی وفات ہوگئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا یہوشافاط بن اسا والی ہوا جس کی عمر پینتیس سال کی تھی۔ اس کی ولایت پچیس ۲۵ برس تک رہی۔ اس کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی وفات تک برابر ایمان پر رہا۔ پھر اس کا بیٹا یہورام بن یہوشافاط والی ہوا۔ اور ہم اس کی سیرت و مذہب کا حال بجز اس کے نہیں پاتے کہ یہ بھی بقیہ اسباط کے بادشاہوں کی طرح بت پرستی سے الفت رکھتا تھا۔ اور یہ بتیس سال کی عمر میں والی ہوا اور اس کی ولایت آٹھ برس رہی۔ یہ مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا احزیاہو جس کی عمر بائیس برس کی تھی ہوگیا۔ اور اس نے بھی اپنی تمام رعیت میں کفر و بت پرستی کو پھیلایا۔ اور اس کی ولایت ایک سال تک رہی۔ اور یہ قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کی ماں عثلیاہو بنت عمری والی ہوگئی اور عمری دس اسباط کا بادشاہ تھا۔ اور یہ زیادہ سے زیادہ شدید کفر و بت پرستی پر قایم رہی۔ اس نے بچوں کو قتل کیا اور بیت المقدس اور اپنی سلطنت کے تمام حدود میں علانیہ زنا کا حکم دیا۔ اس نے یہ عہد کیا کہ یہ کسی عورت کو منع نہ کرے گی جو زنا کا ارادہ کرے گی۔ اور یہ بھی عہد کیا کہ اس کو کوئی شخص برا نہ سمجھے۔ اسی حالت میں چھ برس تک رہی یہاں تک کہ قتل کر دی گئی۔

زکریا علیہ السلام کا قتل

پھر اس کا پوتا یواش بن احزیاہو والی ہوگیا جس کی عمر سات سال کی تھی۔ برابر چالیس سال تک اسی کی حکومت رہی۔ اور اس نے بھی علانیہ کفر و بت پرستی کی۔ اسی نے زکریا نبی علیہ السلام کو پتھروں سے قتل کیا۔ پھر اس کو اس کے غلاموں نے قتل کر دیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا امصیاہو بن یواش والی ہوا جس کی عمر پچیس سال کی تھی۔ اس نے اور اس کی تمام رعیت نے علانیہ

کفر و بت پرستی کی۔ اور وہ اسی طرح رہا یہانتک کہ بحالت کفر قتل کر دیا گیا۔
اس کی ولایت انتیس[29] سال رہی۔ اسی کے زمانے میں دس اسباط
کے بادشاہوں نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور جو کچھ اس میں
تھا اسے دو بار لوٹا۔ اس کے بعد عزیا ہو بن امصیا ہو والی ہوا
جس کی عمر سولہ برس کی تھی۔ یہ بھی اپنی وفات تک اور اس کی
تمام رعیت علانیہ کفر و بت پرستی کرتی رہی۔ اس کی ولایت باون برس
رہی۔ اسی نے عاموص داؤدی نبی علیہ السلام کو قتل کیا۔ اس کے بعد
اس کا بیٹا یوثام بن عزیا ہو پچیس سال کی عمر میں والی ہوا۔ ہمیں
اس کی سیرت نہ ملی۔ اس کی ولایت سولہ برس رہی۔ پھر وہ مر گیا اور
اس کی جگہ اس کا بیٹا احاز بن یوثام جس کی عمر بیس برس کی تھی والی ہوا۔
اس نے بھی اپنے مرنے تک علانیہ کفر و بت پرستی کی اور اس کی
ولایت سولہ برس رہی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حزقیا بن احاز
پچیس سال کی عمر میں والی ہوا اس کی ولایت انتیس[29] برس رہی۔
اس نے ایمان کو ظاہر کیا اور بتخانے منہدم کر دیے اور ان کے
خدام کو قتل کر دیا۔ یہ اپنی وفات تک مومن رہا اور اس کی تمام
رعیت بھی ایمان پر رہی۔

حاکم سے محکوم ہو گئے

اس کی ولایت کے ساتویں برس بنی اسرائیل سے
دس اسباط کی سلطنت ختم ہو گئی۔ اور ان پر بادشاہ موصل
سلیمان الاعسر غالب آ گیا اور اس نے ان سب کو
گرفتار کر لیا اور آمد اور جزیرے کے شہروں کی طرف
انھیں منتقل کر دیا۔ دس اسباط کے شہروں میں اہل آمد و جزیزہ نے
سکونت اختیار کی اور ان لوگوں نے دین سامرہ کو ظاہر کیا۔ جو
آج تک وہاں ہیں۔

حزقیا کی وفات کے بعد اس کا بیٹا منشا بن حزقیا جس کی
عمر بارہ برس کی تھی والی ہو گیا۔ اپنی سلطنت کے تیسرے سال اس نے کفر کا

۱۲۵

اظہار کیا اور بت خانے تعمیر کرائے۔ اور اس نے اور اس کی تمام رعیت نے کھلم کھلا بت پرستی کی۔ شعیا نبی کو قتل کردیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے انھیں اُن کے سر سے نیچے تک آرے سے چیر ڈالا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پتھروں سے قتل کیا۔ اور انھیں آگ میں جلادیا۔ تعجب تو اس پر ہے کہ یہ لوگ اپنی بعض کتب میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس کسی فرشتے کے ہمراہ وحی بھیجی تھی۔ اسے شاہ بابل نے گرفتار کرلیا اور اپنے شہر لے گیا ایک تانبے کے اس کو بیل میں گھسیڑ دیا اور اس کے نیچے آگ سلگادی۔ اس نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجا جس نے اسے اس بیل سے نکالا اور بیت المقدس واپس گیا۔ باوجود ان سب باتوں کے وہ اپنے مرنے تک کفر ہی پر قایم رہا۔ اس کی حکومت پچپن برس رہی۔

اے گروہ سامعین اب کہو کہ وہ شہر جس میں علانیہ بت پرستی کی جائے، قربانگاہیں بنائی جائیں، جو نبی اس میں پایا جائے اسے قتل کردیا جائے، تو یہ کیسے جائز ہے کہ اس میں کتاب اللہ سالم رہے۔ یہ ممکن کیونکر ہے؟

جب منشا مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا آمون بن منشا۔ جو بائیس سال کا تھا والی ہوا۔ اس کی ولایت دو سال رہی۔ وہ مرتے دم تک کفر و بت پرستی پر قایم رہا۔

نیکی برباد

پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا یوشیا بن آموز جس کی عمر آٹھ سال کی تھی والی ہوا۔ اس نے اپنی سلطنت کے تیسرے سال ایمان کا اعلان کیا صلیبین توڑ ڈالیں اور انھیں جلا ڈالا۔ تمام قربانگاہوں کو بھی بنیاد سے کھدوا دیا۔ اور ان کے خدام کو بھی قتل کردیا۔ اپنے قتل ہونے تک برابر ایمان پر قایم رہا۔ اسے بادشاہ مصر نے قتل کیا۔ اسی کے زمانے میں ارمیا نبی نے سرادق (پردے) اور تابوت اور آگ کو لے کے

ایسی جگہ چھپا دیا کہ اسے کوئی نہیں جانتا اس لیے کہ انھیں علم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں کی حکومت رہے گی۔

بعدہٗ اس کا بیٹا یہو یاحوزبن یونثیا والی ہوا۔ اس کی عمر تئیس سال کی تھی۔ اس نے کفر کو لوٹایا اور بت پرستی کا اعلان کیا۔ توریت کاہن ہارونی سے لے لی۔ اس میں جہاں کہیں اللہ کے نام پائے پراگندہ کر دیے۔ اس کی حکومت تین مہینے رہی۔ شاہ مصر نے اس کو گرفتار کر لیا۔

گناہ لازم

اس کی جگہ اس کا بھائی یہو یاقیم بن یونثیا والی ہوا جس کی عمر پچیس سال کی تھی۔ اس نے اور اس کی تمام رعیت نے کفر کا اعلان کیا اور بت خانے تعمیر کیے۔ اور دین کو بالکل ختم کر دیا۔ توریت کو ہارونی سے لے کے آگ میں جلا دیا۔ اور اس کا نشان تک مٹا دیا۔ اس کی حکومت گیارہ سال رہی۔

یہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا یہو یاکین بن یہو یاقیم والی ہوا۔ اس نے یننجیا کا لقب اختیار کیا۔ عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ بھی کفر پر قائم رہا اور علانیہ بت پرستی کی۔ اس کی حکومت تین مہینے رہی۔ اسے بخت نصر نے گرفتار کر لیا۔

اس جگہ اس کا چچا متنیا بن یونثیا والی ہوا اور اس نے صدقیا کا لقب اختیار کیا۔ اس کی عمر اکیس برس کی تھی یہ بھی کفر پر قائم رہا۔ اس نے اور اس کی رعیت نے علانیہ بت پرستی کی سلطنت گیارہ سال رہی۔ اسے بھی بخت نصر نے گرفتار کیا۔ بیت المقدس اور شہر کو منہدم کر دیا۔ تمام بنی اسرائیل کی بیخ کنی کر دی۔ شہر کو ان سے خالی کرا لیا اور انھیں گرفتار کر کے بابل لے گیا۔

صدقیا بنی اسرائیل و بنی سلیمان دونوں کا آخری بادشاہ تھا۔ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے بادشاہوں کی یہ حالت تھی۔

توریت کہاں رہی

اب تمھیں جاننا چاہیے کہ توریت ابتدائے سلطنت بنی اسرائیل سے انتہا تک ہیکل میں تنہا صرف ایک ہارونی کاہن اکبر کے پاس رہی۔ جو دس اسباط کے بادشاہ تھے تو ان میں کبھی کوئی مومن نہیں ہوا، نہ ایک نہ ایک سے زیادہ۔ یہ سب کے سب علانیہ بت پرستی کرنے والے، انبیا کو ڈرانے والے، اور بیت المقدس کے قصد سے روکنے والے تھے۔ انہیں جب کبھی کوئی نبی ہوا۔ وہ یا تو قتل کر دیا گیا یا خوف سے بھاگ گیا۔

اگر کہا جائے کہ کیا الیاسؑ نے بابل کے تمام انبیا کو جو آٹھ سو اسی شخص تھے محض اس بت کی وجہ سے جسے بادشاہ پوجتا تھا اور کھجور کے اس درخت کی وجہ سے بنی اسرائیل جس کی پرستش کرتے تھے قتل نہیں کیا ہے۔

ہم کہیں گے کہ الیاس ان لوگوں کی کتابوں کے مطابق ایک ہی مشہد و محفل میں تھے، وہ اسی وقت بھاگ گئے، انھیں بادشاہ کی ملکہ نے تلاش کیا تاکہ انھیں قتل کرے اور وہ کسی کو نظر نہ آئے۔

یہودی گئوسالہ پرستی

دس اسباط کے بادشاہوں میں سب سے پہلا بادشاہ یربعام بن ناباط الافرایمی تھا جو سلیمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی ان لوگوں کا والی ہوا۔ اُس نے اپنے وقت میں سونے کے دو بچھڑے بنائے اور کہا کہ یہی دونوں تمھارے وہ خدا ہیں جنھوں نے تم کو مصر سے رہائی دلائی دو قربانگاہیں بنائیں اور دونوں کے لیے غیر نبی لاوی میں سے مجاور مقرر کیے۔ اس نے اور اس کی تمام رعیت نے ان دونوں کی پرستش کی۔ اس نے ان لوگوں کو بیت المقدس جانے سے روکا شریعت اگرچہ ایک ہی تھی مگر اتنا تفاوت ہو گیا تھا کہ بیت المقدس جانے اور وہاں قربانی کرنے کی ممانعت ہو گئی تھی۔

۱۴۶

یہ بیس برس تک بادشاہی کر کے مرگیا۔ اس کا بیٹا ناداب
بن یربعام علانیہ کفر کے ساتھ دو برس تک حکمراں رہا۔
اُسے اور اس کے تمام اہل بیت کو بعشا بن ایلا نے جو
بنی یساخر میں سے تھا قتل کر دیا اور خود والی ہو گیا۔ جو بیس سال تک
فرمانروائی کی جس میں علانیہ بت پرستی کرتا رہا۔

اس کا بیٹا ایلا بن بعشا بحالت کفر و بت پرستی دو سال تک
والی رہا یہانتک کہ اسی کے سرداران لشکر میں سے ایک شخص جس کا
نام زمری تھا اُس کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اُسے اور
اس کے تمام اہل بیت کو قتل کر دیا۔

زمری سات روز بادشاہ رہا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔ اُسے اس کے
گھر سمیت جلا دیا گیا۔

حکومت دو شخصوں پر تقسیم ہو گئی۔ جن میں سے ایک کا نام
تبنی بن جینۃ اور دوسرے کا عمری تھا۔ یہ دونوں اسی حالت میں
بارہ برس تک رہے۔ پھر تبنی مرگیا اور تنہا عمری ان کی سلطنت کا
مالک رہ گیا۔ وہ بھی اسی حالت میں آٹھ سال تک کفر و بت پرستی پر
قائم رہ کے مرگیا۔

حضرت الیاسؑ کا تعاقب

بعدہ اس کا بیٹا احاب بن عمری حکمراں ہوا اور
انتہائی شدید کفر و بت پرستی پر گیارہ سال تک رہا
اسی کے زمانے میں الیاس نبی علیہ السلام اس سے
اور اس کی عورت دختر بادشاہ صیدا سے جنگلوں میں
بھاگتے پھرتے تھے۔ یہ دونوں اُنھیں قتل کرنے کے لیے تلاش
کرتے پھرتے تھے۔

پھر احاب مرگیا اور اس کا بیٹا احزیا بن احاب بحالت کفر و
بت پرستی تین سال تک والی رہا۔

پھر یہ مرگیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی یہورام بن احاب

بحالت کفر و بت پرستی بارہ برس تک والی رہا۔ یہانتک کہ یہ اور اس کا پورا کنبہ قتل کر دیا گیا۔ اسی کے زمانے میں الیسع علیہ السلام تھے۔

یاہو بن نمشی اس کا جانشین ہوا جو نشیا کے خاندان سے تھا۔ یہ کفر میں ان سب سے کم تھا۔ اس نے قربانگاہیں جو بت کے نام پر تھیں منہدم کر دیں۔ اور مجاوروں کو قتل کر دیا البتہ بت پرستی میں کمی نہ ہونے دی بلکہ لوگوں کو اس پر قائم رہنے دیا۔ ایمان کو ظاہر نہیں کیا۔ اسی حالت میں اٹھائیس برس تک حکومت کر کے مر گیا۔

اس کی جگہ اس کا بیٹا یہویاحاز بن یاہو سترہ برس تک والی رہا۔ اس نے بت خانے تعمیر کرائے اور علی الاعلان اس نے اور اس کی رعیت نے بت پرستی کی۔ یہانتک کہ مر گیا۔ یہود کی کتابوں میں ہے کہ اس کے زمانے میں بنی اسرائیل کے دسوں خاندانوں کی حالت اتنی کمزور ہو گئی تھی کہ اس کے لشکر میں صرف پچاس سوار اور دس ہزار پیادے رہ گئے۔ اس لیے کہ بادشاہ دمشق ان پر غالب آگیا تھا اور اس نے انھیں قتل کر دیا تھا۔

مسجد سلیمان[۴] کو لوٹ لیا

بعد کو اس کی جگہ پر اس کا بیٹا یواش بن یہویاحاز سولہ برس تک والی رہا جو اپنے باپ سے بھی زیادہ شدید کفر پر تھا۔ اس نے بت پرستی اختیار کی اسی نے بیت المقدس میں جنگ کی اُسے اور ہیکل کو لوٹا اور جو کچھ اس میں تھا لے لیا۔ شہر پناہ کی دیواریں سے چار سو گز منہدم کر دی۔ بادشاہ یہوذا اس کے مقابلے سے بھاگ گیا۔

یہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا یاربعام بن یوآش بیتالیس برس اپنے باپ سے بڑھ کے کفر و بت پرستی کے ساتھ والی رہا۔ اس نے بھی بیت المقدس میں جنگ کی۔ اس کے مقابلے سے وہاں کا داؤدی بادشاہ بھاگا۔ اس نے تعاقب کر کے اُسے قتل کر دیا۔

یہ بھی مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا زخریا بن یاربعام یوآش

بن یہو یاحاز بن یاہو بن نمشی چھ مہینے تک بحالت کفر و بت پرستی والی رہا یہانتک کہ وہ اور اس کے تمام اہل بیت قتل کردیے گئے۔

اس کی جگہ شلوم بن ناص جو خاندان نفتالی سے تھا والی ہوا۔ یہ بحالت کفر و بت پرستی ایک ہی مہینے بادشاہ رہا تھا کہ قتل کردیا گیا۔

اس کے بعد میاخیم بن قارا جو خاندان یساخر سے تھا بحالت کفر و بت پرستی بیس برس تک والی رہا۔ اور مرگیا۔

اس کی جگہ اس کا بیٹا محیا بن میاخیم بحالت کفر و بت پرستی دو سال تک والی رہا یہانتک کہ یہ اور اس کے تمام اہل بیت قتل کردیے گئے۔

اس کی جگہ ناحج بن ملیا جو خاندان دائی سے تھا والی ہوا۔ یہ اٹھائیس برس تک بحالت کفر و بت پرستی بادشاہ رہا۔ یہانتک کہ یہ اور اس کے تمام اہل بیت قتل کردیے گئے۔ اسی کے زمانے میں تبا شر شاہ جزیرہ نے بنی رؤابین و بنی جادا اور نصف خاندان منشا کو ان کے شہروں سے غور میں جلاوطن کردیا اور انھیں اپنے شہر میں لے گیا۔ ان کے شہروں میں اپنے ہاں کی ایک قوم کو آباد کیا۔

پھر اس کی جگہ ہوسیع بن ایلا جو خاندان جادا سے تھا اور کفر و بت پرستی پر نھا سات سال والی رہا۔ یہانتک کہ اسے بادشاہ موصل سلیمان الاعسر نے گرفتار کرلیا اور اسے اور بنی اسرئیل کے نو خاندانوں کو اور نصف خاندان منشا کو قید کرکے اپنے ملک لے گیا۔ ان کے شہروں میں اپنے شہر کی ایک قوم سامریہ کو آباد کردیا جو آج تک ہے۔

فرقۂ سامریہ

ہوسیع دس خاندانوں کا آخری بادشاہ ہے۔ ان لوگوں کی حکومت ختم ہوگئی۔ وہ بچے کھچے لوگ جو آمد وجزیرے سے بنی اسرائیل کے وطنوں میں منتقل کیے گئے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو توریت کے بالکل منکر تھے۔ ان کے

نزدیک توریت ایک دوسری کتاب تھی جو یہود کے پاس والی توریت کے علاوہ تھی۔ یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی پر ایمان نہیں لاتے۔ نہ یہ بیت المقدس کی بزرگی کے قائل ہیں اور نہ اُسے مانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ شہر مقدس نابلس ہے۔

سامری توریت

ان لوگوں کی توریت کی حالت ان لوگوں کی توریت سے بھی کمزور ہے۔ اس لیے کہ وہ اس توریت میں قطعاً کسی نبی کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے (کہ اُس سے اغلاط کی تصحیح ہوتی رہتی) نہ وہاں بنی اسرائیل کی سلطنت کا زمانہ تھا (کہ وہ اپنی طاقت سے اس کی حفاظت کر سکتے) اس توریت کو بھی محض ان کے چند رؤسا نے ان کے لیے بنایا ہے۔

لہذا یقیناً ثابت ہو گیا کہ تمام اسباط بنی اسرائیل میں سوائے خاندان یہوذا و بنیامین کے اور ان بنی ہارون کے جو سلیمان علیہ السلام کے بعد انھیں میں رہتے تھے دوسو اکھتر برس تک ایک دن یا اس سے کم کے لیے بھی کبھی کسی نے ایمان ظاہر نہیں کیا۔ یہ لوگ محض بت پرست تھے۔ ان میں جب کبھی کوئی نبی نہیں ہوا اسے خوفزدہ کر دیا گیا۔ ان لوگوں میں نہ تو توریت کا کوئی ذکر تھا نہ رسم نہ اثر۔ نہ ان کے پاس اس کی شریعت میں سے قطعاً کوئی شے تھی۔ اسی حالت پر ان سے تمام عوام اور تمام بادشاہ گزرے جن کا ہم نے نام بنام ذکر کیا ہے۔ یہانتک کہ انھوں نے قوموں کو ڈرایا، اُن میں گھسے اُن صابئین کا دین اختیار کیا جو ان میں قابو یافتہ تھے۔ اور ان کی پرانی ہڈیوں کا نشان تک ہمیشہ کے لیے مٹ گیا۔ ان میں سے ایک کی بھی آنکھ (توریت کو) نہیں جانتی۔

مدت سلطنت

ظاہر ہو گیا کہ سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی یہوذا و اولاد بنیامین کی مدت سلطنت کچھ کم چارسو برس تھی۔ جیسا کہ ان کی کتابوں میں اس کے متعلق

دس بیس برس کا اختلاف ہے۔ اور ہم کہہ چکے ہیں کہ ان کتابوں میں دخل دیا گیا ہے اور یہ فاسد ہیں۔

اس مدت میں بنی سلیمان بن داؤد علیہ السلام۔ میں سے انیس[19] مرد بادشاہ ہوئے اور دوسرے خاندان سے ایک[1] عورت جس سے ان کے بیس بادشاہوں کی تکمیل ہوئی۔ جن سب کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ یہ کافر اور علانیہ بت پرست تھے، ان میں سے سوائے پانچ کے جو مومن تھے باقی سب کے سب کافر یا کفر نواز تھے۔

ایماندار سلاطین

ان پانچوں مومن بادشاہوں میں سے ایک یہ "اشا" "ابن "اسا" تھے جو اکتالیس برس بادشاہ رہے اور ان کے بیٹے یہوشافاط بن اشا تھے جو پچیس برس بادشاہ رہے۔ اور چھیاسٹھ[66] برس ایسے گزرے کہ ان لوگوں میں بظاہر کفر و بت پرستی کا تسلسل نہیں رہا۔ پھر آٹھ برس یورام بن یہوشافاط کے جن کے دین کی حقیقت ہم نے نہیں پائی مگر ہم نے ان کے والد کی وجہ سے انھیں بھی ایمان ہی پر محمول کر لیا۔

پھر کفر و بت پرستی ظاہری طور پر ایک سو ساٹھ برس تک ان کے بادشاہوں میں اور ان کے عوام میں ان کے بقیہ اسباط کے کفر کے ساتھ علی الاتصال جاری رہی۔ ان کے اولین سے آخرین تک سب میں کفر و بت پرستی عام طور پر پھیلی رہی۔ تو بھلا کونسی کتاب اور کونسا دین ہے جو اس حالت کے ساتھ باقی رہ سکے۔

پھر حزقیا جو مومن تھے انتیس[29] برس والی رہے۔ ان کے بعد ستاون[57] برس تک کفر و بت پرستی ان کے عوام اور بادشاہوں میں پھیلی رہی۔

پھر یوشا جو مومن و بزرگ تھے اکتیس برس تک والی رہے۔ ان کے بعد ساڑھے بائیس برس تک سوائے کافر اور علانیہ بت پرستی کرنے والے کے کوئی والی نہیں ہوا۔ ان میں وہ بھی تھا جس نے

اللہ تعالیٰ کے نام توریت سے نکال دیئے، اور وہ بھی تھا جس نے توریت کو جلا کے اس کا نشان تک مٹا دیا۔

ایمان کی تباہی اور قتل انبیاء

ان لوگوں کے بعد ہیں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ملا جس میں ایمان ظاہر ہوا ہو۔ سوائے کفر و قتل انبیاء علیہم السلام کے یہانتک کہ ان کی حکومت بخت نصر کی لوٹ سے بالکل ختم ہو گئی۔ یہ سب لوگ گرفتار کر لیے گئے۔ بیت المقدس منہدم کر دیا گیا اس کا نشان تک مٹا دیا گیا۔ شہر بیت المقدس اور اس کی ہیکل کو کئی بار لوٹا گیا۔ توریت جس کسی کے پاس بھی رہی اسی ہیکل میں رہی اور لوٹ کے وقت اس میں کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی۔

ایک مرتبہ رجبعام بن سلیمانؑ کے زمانے میں ان لوگوں کو شاہ مصر نے لوٹا اور دو مرتبہ امصیا کے زمانے میں یہی وہ بادشاہ ہے جو پہلے دسویں خاندان کا بادشاہ تھا۔ ۴۸

تورات کو عزرا الوراق الہارونی نے بالآخر محض اپنی یاد سے ان لوگوں کو لکھوا دیا۔ یہ لوگ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ عزرا نے توریت کو ان لوگوں کے پاس ایسی حالت میں پایا جس میں بہت کچھ خلل و خرابی تھی، اس نے اس کی اصلاح کی۔ اور یہی اس کے غیر معتبر ہونے کے لیے کافی ہے۔

عزرا کی توریت کی کتاب بیت المقدس کے ویران ہونے کے ستر برس سے بھی زاید زمانہ گزرنے کے بعد ہوئی۔ خود ان کی کتابیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ عزرا نے ان لوگوں کے بیت المقدس واپس آنے کے تقریباً چالیس برس بعد ان کے لیے توریت لکھی اور اس کی اصلاح کی۔ یہ واقعہ ان ستر برسوں کے بعد ہوا جن میں یہ لوگ خالی رہے۔ ان میں اس وقت نہ تو کوئی نبی تھا، نہ قبہ اور نہ تابوت۔ نار میں اختلاف ہے کہ آیا وہ بھی ان کے پاس تھی یا نہیں۔

اُسی وقت سے توریت کی اشاعت ہوئی اور یہ نقل کی گئی اور کمزوری کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ اس کے باوجود وہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پڑتی رہی۔

بیت المقدس میں بت

شاہ انطاکیوس نے جس نے انطاکیہ بنایا ہے، عبادت کے لیے بیت المقدس میں ایک بت بنایا۔ بنی اسرائیل نے اس کی عبادت اختیار کی۔

سور کی قربانی

مذبح بیت المقدس پر سور قربان کیے گئے پھر سیکڑوں برس کے بعد بنی ہارون کی ایک جماعت حکومت کی والی ہوگئی۔ اور قربانیاں ختم ہوگئیں۔ اُس وقت توریت کے وہ نسخے پھیلے جو اس زمانے میں ان لوگوں کے ہاتھوں میں تھے۔

نماز ایجاد کی

ان کے علماء نے نمازیں ایجاد کیں جو ان کے یہاں نہ تھیں اور انھیں قربانیوں کا بدل قرار دیا۔ ان کے لیے انھوں نے نیا دین بنایا، ہر گاؤں میں عبادت خانے بنائے جو ان لوگوں کے زمانۂ سلطنت و زوال سلطنت کے چار سو برس سے زائد کے زمانۂ طویل کے حال کے خلاف تھا۔

یہودی جمعہ

انھیں علماء نے ان کے لیے ہر ہفتے کا جمعہ ہونا ایجاد کیا جس پر یہ لوگ آج بھی قائم ہیں۔ مگر یہ ان کی سلطنت کے زمانے بھر کبھی نہیں ہوا۔ کیونکہ سوائے بیت المقدس کے ان لوگوں کا ان کے شہروں میں نہ تو کوئی عبادت خانہ تھا، نہ کوئی ذکر و تعلم کے لیے جمع ہونے کی جگہ تھی اور نہ کوئی قربانی کا مقام تھا۔

سرادق (پردے) کا مقام بھی بیت المقدس کی تعمیر سے پہلے تھا۔ اور اس کی دلیل خود ان کے اقرار کے مطابق وہ ہے جو سفر یوشع بن لون میں ہے کہ بنی رؤابین و بنی جاد او نصف سبط منشا جب

فتح شہر اردن وفلسطین کے بعد اپنے وطن مشرقی اردن میں واپس آئے تو انھوں نے مذبح بنایا تو یوشع بن نون اور بقیہ بنی اسرائیل نے اس کی وجہ سے ان لوگوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ انھوں نے یوشع سے کہلا بھیجا کہ "ہم نے قطعاً اسے نہ تو قربانی کے لیے قائم کیا ہے اور نہ تعظیم وتقدیس کے لیے۔ خدا کی پناہ اس سے کہ ہم کوئی مقام تقدیس وتعظیم بنائیں جو اس کے علاوہ ہو جس پر سب کا اتفاق ہے اور جو سرادق وبیت اللہ میں ہے۔" اس وقت یوشع ان کی جنگ سے باز رہے۔

واقعات اگر اتنے وسیع وطویل بھی نہ ہوتے جب بھی صاحب عقل کے یہ سمجھنے کے لیے کافی تھا کہ یہ کتاب بدلی ہوئی جھوٹی اور بنائی ہوئی ہے۔ اور یہ وہ بنایا ہوا دین ہے جو اس دین کے خلاف ہے جسے خود ان کے اقرار کے مطابق موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس لائے تھے۔ شیطان اس سے زیادہ ان کے ساتھ کیا کر سکتا ہے اور گمراہی میں اس پر اور کیا اضافہ کر سکتا ہے۔ ہم اس بدنصیبی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

نسخۂ سبعینیہ

توریت کے ظہور واشاعت کے بعد شاہ بطلیموس کے لیے جو ستر شیوخ نے ترجمہ کیا وہ اس توریت کے خلاف ہے جو ان کے لیے عزرا الوراق نے لکھی۔ نصاریٰ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہی وہ توریت ہے جس کا ان ستر مشائخ نے ترجمہ کیا ہے جس میں آدم ونوح علیہما السلام کے درمیانی بزرگوں کی عمروں میں اختلاف ہے جس اختلاف کی وجہ سے تاریخ یہود وتاریخ نصاریٰ میں ایک ہزار سے بھی زاید سالوں کا اختلاف پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے بعد بیان کریں گے۔ اگر یہ ایسا ہے تو امر یقینی اور ان ستر مشائخ کا جھوٹ اور ان کا دیدہ ودانستہ باطل کا نقل کرنا واضح ہو گیا۔ اور ان لوگوں کا بھی جنھوں نے اپنا

دین ان لوگوں سے لیا۔ پھٹکار ہے اُس دین پر جو ایسے لوگوں سے لیا جائے جن کا جھوٹا ہونا یقینی ہو۔

توریت کے سفر خامس میں ہے "جس کو یہ لوگ تکرار کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا کہ تم پہلی تختیوں کے مطابق دو تختیاں بناؤ اور کوہ طور پر چڑھو اور لکڑی کا تابوت (صندوق) بناؤ کہ میں ان دونوں تختیوں میں وہ دس کلمات لکھدوں جو تم کو سید نے اسی پہاڑ پر جب تم لوگ اس کے پاس جمع ہوئے تھے شعلے کے اندر سے سنائے تھے اور ان دونوں تختیوں کو درست کر کے میرے پاس لے آؤ۔ میں پہاڑ سے واپس آگیا اور میں نے انھیں تابوت میں رکھ دیا جو آج تک اُس میں ہیں"۔

اسی سفر میں اس فصل کے بعد ہے کہ "بعد اس کے کہ موسیٰ نے ان عہدوں کو ایک مصحف میں لکھ دیا۔ اور اس میں بنی لاوی کا جو عہدر بانی کے تابوت کو اٹھانے والے ہیں پورا حال لکھ دیا۔ اور ان لوگوں سے کہا کہ اس مصحف کو لو اور اسے مذبح میں رکھو اور اس پر عہد رب کا جو تمہارا معبود ہے تابوت رکھ دو کہ یہ تم پر گواہ رہے"۔

نیز اس کے قبل سفر مذکور میں کہا ہے کہ "جب تم لوگ اپنے اوپر کسی بادشاہ کے ہمجنس بادشاہوں کے حال کے مطابق مقرر کرنے کے لیے اتفاق کرو تو اسی شخص کو مقدم کرو جس کو تمہارے بھائیوں میں سے پروردگار پسند کرے اور کسی اجنبی کو اپنے اوپر مقدم نہ کرو" یہاں تک کہا ہے کہ "جب وہ اپنے تخت سلطنت پر بیٹھ جائے تو وہ اس (کتاب موسومہ) تکرار سے اس مصحف میں لکھ لے جو اس کو بنی لاوی کا کاہن متقدم و پیشوا عطا کرے جو اس کے ہمشکل ہو۔ یہ تحریر اس کے ہمراہ رہے اور وہ اسے اپنے پورے زمانہ سلطنت میں روزانہ پڑھتا رہے کہ اپنے رب معبود سے ڈرتا رہے اور اس کی کتاب اور اس کے عہد کو یاد رکھے"۔

۱۴۹

کلمات عشرہ

یہ سب ہمارے قول کی صحت کا واضح ثبوت ہے کہ دسوں کلمات اور مصحف توریت صرف ہیکل ہی میں تابوت عہد کے نیچے تھا اور تابوت ہی میں تھا جو تنہا کاہن اکبر کے پاس تھا، اس لیے کہ یہ ان کے اجماع سے ثابت ہے کہ اس مقام تک سوائے کاہن کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

اسی میں یہ بھی ہے کہ اس نے کاہن مذکور کو حکم دیا کہ "وہ فقط سفر خامس سے کوئی ایسی چیز لکھدے جو روزانہ بادشاہ کو پڑھنا ممکن ہو" اور اس قسم کا مضمون نہایت ہی قلیل ہو سکتا ہے جو تقریباً ورق دو ورق ہو گا۔

اس کے ساتھ ہی ان لوگوں میں اس امر میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کے چالیس بادشاہوں میں سے سوائے ان چار یا پنج بادشاہوں کے جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا اور کسی نے قطعاً اس کی طرف التفات نہیں کیا۔

سفر مذکور میں یہ بھی ہے کہ "پھر موسیٰ نے یہ کتاب لکھی اور اسے بنی لاوی کے ان کاہنوں کے پاس بھیجا جو عہد رب کو اچھی طرح پورا کرتے تھے۔ اور موسیٰ نے ان سے کہا کہ جب تم اپنے رب معبود کے سامنے تقدیس و تسبیح کے لیے اس مقام میں جمع ہونا جس کو رب نے پسند کیا ہے تو بنی اسرائیل کی جماعت کے ساتھ فقط ان کے اجتماع کے وقت تم وہ پڑھنا جو اس مصحف میں ہے۔ کہ وہ لوگ سنیں جو ان کے لیے لازم ہے"۔

ان کی توریت میں تصریح ہے کہ بیت المقدس جانا سال میں صرف تین مرتبہ ان لوگوں پر لازم ہے اور توریت کی تصریح کے مطابق جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے موسیٰ نے صرف کاہن ہارونی کو حکم دیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے اجتماع کے وقت انھیں پڑھ کے سنادے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ توریت صرف ہیکل ہی میں تھی اور صرف کاہن ہارونی ہی کے پاس تھی

اور اس کے سوا کسی کے پاس نہ تھی۔

ہم یہ پہلے واضح کر چکے ہیں کہ دس اسباط میں سے ان کے ختم ہونے تک ان میں سے کوئی بھی سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بیت المقدس میں کبھی داخل نہیں ہوا۔ اور بنی یہوذا و بنی بنیا مین بھی سوائے پانچ مومن بادشاہوں کے عہد کے اور کبھی بیت المقدس میں جمع نہیں ہوئے۔ لہذا ان تمام امور سے وہ ظاہر ہو گیا جو ہم نے کہا تھا اور یقینی طور پر اس کا بدل دیا جانا ثابت ہو گیا۔

حاملان تورات کیسے تھے

کوئی شک نہیں کہ اس مدت طویلہ میں جو کچھ کم چار سو برس کی تھی ہارونی کاہنوں میں بھی وہی کفر و فسق و بت پرستی پھیل گئی تھی جو دوسروں میں تھی جیسا کہ یہ لوگ کاہن عالی ہارونی کے دو بیٹوں اور ان دوسروں کے متعلق بیان کرتے ہیں جن کے متعلق یہ اپنی کتاب لون میں پڑھتے ہیں کہ بنی ہارون و بنی لاوی کے لوگ بتوں اور تنخالوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جس کی یہ حالت ہو اس پر کیسے اطمینان کیا جا سکتا ہے کہ یہ اس چیز میں تغیر نہ کرے گا جو تنہا اسی کے پاس ہے (پھر جب اس کا عمل بھی اس کتاب کے خلاف ہو تو وہ لامحالہ وہ کتاب ہی کو اپنے عمل کے مطابق بنائے گا)

یہ وہ تمام دلائل ہیں جو آفتاب سے زیادہ اس امر کا روشن ثبوت ہیں کہ ان کی توریت میں تبدیل و تحریف ہو گئی۔

سوائے ایک سورۃ کے کہ جو ان کی توریت میں بیان کی گئی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کو لکھا جائے اور تمام بنی اسرائیل کو تعلیم دی جائے کہ وہ اسے یاد کریں اور اس پر قایم رہیں۔ اور ان کی نسل میں سے کوئی اس کے حفظ کرنے سے باز نہ رہے۔ اور یہ حرف بحرف اس (سورۃ) کی نص ہے۔

سورۂ موسیٰ

"اے آسمانوں میرا کلام سنو اور زمین بھی سنے میرا کلام

مثل بارش کے بکثرت ہے بلکہ مثل پھوہار کے میرا کلام ہے۔ اور مثل
اس بارش کے ہے جو گھاس پر ہو اور مثل اس پھوہار کے ہے جو چارے
پر ہو۔ اس لیے کہ میں رب کے نام کی ندا کرتا ہوں تو رب بھی اس کی
تعظیم کرتا ہے جو ہمارا وہ معبود ہے جس نے اپنی مخلوق کو مکمل کیا اور
جس کے احکام معتدل ہیں۔ اللہ ایسا امین ہے جو ظلم نہیں کرتا۔ وہ
عادل اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اس کے آگے وہ لوگ گناہ کرتے ہیں
جو اس کے دوست نہیں ہیں۔ اور حالت کی بدل ڈالنے والی گنہگار امت
مٹ گئی۔ اور یہ شکر ہے پروردگار کا۔

اے امت مستقیمہ جاہلہ۔ خبردار۔ وہ تمھارا وہ باپ ہے جس نے
تمھیں پیدا کیا اور تمھارا مالک ہے۔ لہذا اس قدیم کو یاد رکھو اور اپنے
بزرگوں سے درخواست کرو تو وہ تمھیں سکھائیں گے اور اپنے بڑوں
سے پوچھو تو وہ تمھیں بتائیں گے۔ جب اعلیٰ و برتر جنسوں کو تقسیم
کر رہا تھا اور بنی آدم کے درمیان امتیاز کر رہا تھا اس نے اجناس کی
تقسیم بنی اسرائیل کے حساب کے مطابق کی۔ پروردگار نے اس کی امت
اور یعقوبؑ نے اس کی تقسیم کا قصد کیا۔ اس کا حصہ ویران زمین میں ہے
اور ایسے برے مقام میں ہے جس کا راستہ نہیں چلا جاتا۔ اس نے اسے
آزاد کر دیا اور اسے لے آیا اور اس کی اس طرح حفاظت کی جس طرح
بال آنکھ کی حفاظت کرتے ہیں اور اس نے ان لوگوں کو اسی طرح
اڑایا جس طرح جر گدھ اپنے بچے کو اڑاتا ہے اور اس کو گھماتا ہے اور
اس کی حفاظت کے لیے اپنے بازو کھول دیتا ہے۔ وہ انھیں لایا اور انھیں
اپنے کندھوں پر اٹھا لایا۔ صرف پروردگار ہی ان کا رہبر تھا اور اس
کے ساتھ کوئی اور خدا نہ تھا۔

۱۵۰

اس نے انھیں اپنی بزرگترین زمین میں رکھا تاکہ وہ اس
زمین کی روٹی کھائیں اور اس کے پہاڑوں کا شہد اور اس کی چٹانوں کا
تیل اور اس کے مویشی کا گھی اور اس کی بکریوں کا دودھ اور بکری کے

ششش ماہہ بچوں کی اور نئی ملبان کے بینڈھوں کی چربی اور ہرلوں کا گوشت اور گیہوں کا آٹا اور انگور کا خون حاصل کریں۔ اور انھوں نے نافرمانی کی اور موٹے ہو گئے اور پشت پھیرلی اور پھیل گئے۔ پھر اپنے خالق اللہ سے جدا ہو گئے اور اپنے سلامت رکھنے والے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اپنی بت پرستی سے اس کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کے شیطان کو نہ کہ اللہ کو سجدہ کرنے سے اور ان کے اجناس کے ساتھ معبودوں کو سجدہ کرنے سے ان پر سخت ناراض ہوا جن معبودوں کو یہ لوگ جانتے بھی نہ تھے اور نہ ان کے قبل ان کے بزرگ ان کا شمار کرتے تھے۔

یہ اس اللہ سے جدا ہو گئے جس نے انھیں جنا اور اپنے پیدا کرنے والے پروردگار کو بھول گئے۔ پروردگار نے اس کو دیکھا اور اس کی وجہ سے ناخوش ہوا جبکہ اس کے بیٹا بیٹی جدا ہو گئے تو اس نے کہا کہ میں اپنا چہرہ ان سے چھپاؤں گا تاکہ میں ان کی آخری حالت کو معلوم کروں۔ کیونکہ یہ امت کا فرو نافرمان ہے۔ ان لوگوں نے مجھے اس کی عبادت سے ناخوش کردیا ہے جو معبود نہیں اور مجھے اپنی بدکاریوں کی وجہ سے ناراض کردیا ہے۔ میں انھیں ایک کمزور امت کے ہاتھوں پر بدل دوں گا اور ایک جاہل امت کے ہاتھوں پر میں انھیں ذلیل کردوں گا۔ میرے غضب سے پہلے ایک ایسی آگ آئے گی جو ہوا تک جلادے گی اور اپنی تیزی کے ساتھ زمین پر آئے گی۔ پہاڑوں کی جڑوں میں جائے گی۔ میں اپنے خوف کو ان پر جمع کردوں گا۔ انھیں اپنے تیر سے چھیدوں گا۔ اور انھیں بھوک سے ہلاک کروں گا۔ پرندوں کا لقمہ بناؤں گا۔ ان پر درندوں کے دانتوں کو قابو دوں گا اور ان پر زندگی تنگ کردوں گا۔ اگر وہ میدان جنگ میں آئیں گے تو انھیں نیزوں سے ہلاک کردوں گا۔ اگر وہ قلعے میں رہیں گے تو میں ان کے جوان بچے اور کنواریوں کو اور بوڑھے کو خوف سے ہلاک کردوں گا۔

یہانتک کہ میں کہوں گا کہ یہ لوگ کہاں گئے چنانچہ میں روئے زمین سے اُن کا ذکر مٹادوں گا۔

لیکن میں انھیں اُن کے دشمنوں کے شدت غضب کی وجہ سے وسعت دوں گا تاکہ وہ تکبر نہ کریں اور یہ نہ کہیں کہ ہمارے طاقتور ہاتھوں نے یہ کیا نہ کہ پروردگار نے۔

یہ امت ایسی ہے جسے نہ عقل ہے نہ تمیز۔ کاش یہ پہچانتی اور سمجھتی اور ابھی غور کرلیتی جس کو یہ اپنے انجام میں سمجھے گی۔ کیونکہ ان میں کا ایک شخص ایک ہزار کا پیچھا کر سکتا ہے اور دو سے دس ہزار کیسے بھاگ سکتے ہیں۔ کیا یہ اس لیے نہیں ہے کہ ان کے پروردگار نے انھیں سلامت رکھا اور اُن کے پروردگار نے انھیں فتح دی ہمارا معبود ان کے معبودوں کی طرح نہیں ہے۔ اور وہ حاکم ہوگیا۔ ان کا درخت انگور سدوم کا درخت انگور ہے اور ان کے خوشے عامورا کے تھے۔ پھر ان کے خوشے تلخ خوشے اور ان کی شراب نالوں کی تلخی ہوگئی اور وہ زہر ہوگئی جس کی کوئی دوا نہیں۔ کیا یہ میرے علم میں اور میرے خزانوں میں مشہور نہیں ہے۔ مجھے انتقام کا حق ہے اور میں وقت کے اندر بدلہ دوں گا۔ پھر تمھارے قدم برداشت نہ کرسکیں گے۔

یہود کی بربادی کا وقت آگیا ہے اور زمانہ تیزی کے ساتھ اسی کی طرف جارہا ہے۔ پروردگار اپنی امت کے خلاف حکم دے گا اور اپنے بندوں پر رحم کرے گا جب انھیں دیکھے گا کہ وہ کمزور ہوگئے اور انھیں روک دے گا اور وہ بھی گئے اور ان کے پچھلے لوگ بھی گئے۔

اس نے کہا کہ تمھارے وہ معبود کہاں ہیں جن سے تم ڈرتے تھے اور ان کی قربانی کھاتے تھے اور اسے پیتے تھے۔ لہٰذا وہ اٹھیں اور اپنی حاجت کے وقت فریاد کریں۔ پھر تم مجھے دیکھو تو مجھے تنہا دیکھو گے اور میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ہی مارتا ہوں اور میں ہی

جلاتا ہوں۔ اور میں ہی بیمار ڈالتا ہوں اور میں ہی صحت دیتا ہوں
اور میرے ہاتھ سے کوئی شے چھوٹ نہیں سکتی۔ پھر میں آسمان کی طرف
اپنا ہاتھ اٹھاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میری دائمی زندگی کی قسم اگر میں
اپنے نیزے کو برق کی طرح تیز کروں گا اور اپنے داہنے ہاتھ کو حکم
دینا شروع کر دوں گا تو میں ضرور اپنے دشمنوں اور نیزے والوں سے
بدلہ لوں گا اور میں اپنے تیر سے خون بھر دوں گا۔ اور اپنے نیزے
سے گوشت قطع کر دوں گا۔ اے جنس والوں کے گروہ امت کی
مدح کرو۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں کے خون کی گرفت کرے گا اور
اُن کے دشمنوں سے انتقام لے گا اور اُن کے ملک پر رحم کرے گا۔

ترک سورت

یہ وہ سورۃ ہے جو ان لوگوں کے لیے جائز کی گئی ہے
اور انھیں صرف اسی کے نہ کسی اور کے حفظ کرنے کا
اور لکھنے کا حکم دیا گیا جو ان کے دعوے کے مطابق
ان کی توریت کی تصریح ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلیمان
علیہ السلام کی وفات کے بعد نہ تو وہ لوگ اسی سورۃ میں مشغول
ہوئے اور نہ کسی اور میں سوائے پانچ مومن بادشاہوں کے زمانے کے۔
اس لیے کہ یہ سب لوگ بت پرستی کر رہے تھے۔ انھوں نے انبیاء کو
قتل کیا اور انھیں ڈرایا اور بھگایا۔ اور یہ وہ امر ہے جس میں نہ کسی
کافر کو شک ہے نہ مومن کو۔

علاوہ اس کے اس سورۃ میں وہ رسوا کن امور ہیں جن کا اللہ عزوجل
کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔

شرک کی تعلیم

مثلاً اس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ان کا وہ باپ ہے
جس نے انھیں جنا۔ اور یہ لوگ اس کے بیٹا بیٹی ہیں۔
اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ اور نصاریٰ کو محض
اسی وجہ سے راہ ملی اور انھیں آسان ہو گیا کہ وہ اللہ کے لیے بیٹا
بنائیں کہ انھوں نے جو کچھ ان ملعون جھوٹی اور بدلی ہوئی کتابوں میں

۱۸۱

پایا جو یہود کے ہاتھ میں ہیں۔ اس سے زیادہ عجیب بات اور کیا ہو گی کہ یہ لوگ خود اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی اولاد بناتے ہیں۔ حالانکہ جو شخص انہیں جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ لوگ تمام امتوں میں سب سے زیادہ گندی ہیئت والے اور سب سے زیادہ بیہودہ طبیعت والے اور سب سے زیادہ لچر باتوں والے اور سب سے زیادہ خباثت والے اور سب سے زیادہ دغا و فریب والے اور سب سے زیادہ بزدل اور سب سے زیادہ ذلیل اور سب سے زیادہ جھوٹے اور سب سے زیادہ کم ہمت۔ اور سب سے زیادہ متکبر ہیں۔ بلکہ ایسے بدترین انتخاب سے اللہ تعالیٰ بہت دور ہے۔

خدا کا تجسم

اسی سورۃ میں اس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اپنے کندھوں پر لادا۔ اور جیسے اس کا یہ کہنا کہ اس نے اجناس بنی آدم کو تقسیم کیا اور اجناس کی تقسیم بنی اسرائیل کے حساب سے کی۔ اور بنی اسرائیل کو اپنا حصہ بنایا۔ چنانچہ یہ بھی کھلا ہوا جھوٹ ہے جس سے اللہ بری ہے۔ اس لیے کہ اولاد بنی اسرائیل بارہ تھیں۔ اس بناء پر لازم آتا ہے کہ اجناس بنی آدم بھی بارہ ہوں۔ حالانکہ واقعہ اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر بنی اسرائیل ہی کے خاندان کی طرف توجہ کی جائے تو اس وقت بھی یہ بہت برا اور بدترین جھوٹ ہو گا کیونکہ ان لوگوں کی تعداد بھی کسی ایک مقدار پر قائم نہیں ہے بلکہ ولادت و موت کی وجہ سے یہ لوگ بھی روزانہ کم و بیش ہوتے رہتے ہیں۔ یہ وہ بات ہے جس میں کسی کو شک نہیں۔

یہ سب اس امر کے واضح دلائل ہیں کہ یہ توریت بنائی ہوئی بدلی ہوئی اور جھوٹی ہے۔ پھر جب یہ کتاب ایسی ہے تو کسی کی عقل میں بھی یہ قطعاً ناجائز ہے کہ وہ کسی شریعت کی تصحیح میں یا کسی معجزے کے نقل کرنے میں یا کسی نبوت کے ثابت کرنے میں جھوٹی گھڑی اور بنائی ہوئی روایات کی بناء پر شہادت دے۔ یہ بھی وہ بات ہے

جس میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔

فساد روایت

ہم کہہ چکے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ یہود کی روایت فاسد ہے اور اس میں آمیزش ہے۔ اس لیے کہ یہ نقل وروایت ایک ایسی قوم کی طرف راجع ہے جنھوں نے ایک ایسے شخص کا اتباع کیا ہے جس نے انھیں ذلت۔ مصیبت۔ بیگار۔ اور اینٹ پاتھنے کے کام سے اور پیدا ہوتے ہی ان کی اولاد کے ذبح کیے جانے سے اور ایسے حال سے کہ جس پر کوئی چھوٹا ہوا کتا اور آزاد کیا ہوا گدھا بھی صبر نہیں کر سکتا، نکالکر عزت راحت عافیت اور تونگری ومالداری کی طرف لے گیا اور اس قابل کر دیا کہ یہ لوگ حاکم ومخدوم بنیں اور اپنی جان اور اولاد پر انھیں امن واطمینان ہو۔ اس قسم کے حال میں کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جس کو آزاد کرایا جائے وہ آزاد کرانے والے کے لیے ہر ایسی بات کی شہادت دے گا جو وہ اس سے خواہش کرے۔

ان سب باتوں کے باوجود بھی ان لوگوں کا آن موسیٰ علیہ السلام کا پیرو ہونا جنھوں نے ان کو اسی حالت سے نکال کر دوسری حالت تک پہنچایا اور ان کا موسیٰ کا مطیع ہونا بھی مشکوک کمزور اور غیر مکمل تھا۔

نص توریت میں مذکور ہے کہ ان لوگوں نے جب بچھڑا بنایا تو ندا دی کہ یہی موسیٰ کا وہ خدا ہے جس نے ان لوگوں کو مصر سے رہائی دلائی۔

ایک اور مرتبہ ان لوگوں نے موسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا۔ اور باہم شور کیا کہ ہمارے اوپر کسی رہبر کو مقرر کرو اور ہم مصر واپس جاتے ہیں۔ اور ان سب باتوں کے ساتھ ہی ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ساحرین نے بھی بکثرت وہی عمل کیا جو موسیٰ نے کیا تھا۔ یہ سب بیان ہے جو معمولی کاریگری سے بھی ممکن ہے۔ اور یہی کافی ہے۔

یہ لوگ بغیر اپنے آپس کے اختلاف کے اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ

سوائے ان کے اور کسی امت نے موسیٰ کی پیروی نہیں کی اور نہ ان کے سوا کسی دوسری جماعت نے کوئی معجزہ نقل کیا۔ نصاریٰ نے بھی موسیٰ کی نبوت و معجزات کے متعلق جو کچھ لیا وہ انھیں یہود سے لیا۔ لیکن بقیہ امتوں اور مذاہب نے جیسے مجوس و فارس و صابئین و سریانین و مانیہ و سمنیہ و براہمہ و ہند و چین و ترک نے تو قطعاً ان سے کوئی بات نہیں لی۔ اور نہ ان لوگوں کے سوا یا ان کے سوا جو انھیں کی ایک شاخ ہیں مثلاً نصاریٰ روئے زمین پر کوئی موسیٰ کی نبوت اور ان کی اس توریت کا ماننے والا ہے جو ان کے ہاتھوں میں ہے۔

ہم مسلمانوں نے نبوت موسیٰ و ہارون و داؤد و سلیمان والیاس و الیشع علیہم السلام کو محض اس لیے قبول کیا اور مانا ہے اور ان لوگوں پر ایمان لائے ہیں اور موسیٰ وہی ہیں جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشینگوئی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نبوت و معجزات کی صحت کی خبر دی ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس کے متعلق خبر نہ دیتے تو یہ حضرات بھی ہمارے نزدیک ایسے ہی ہوتے جیسے شموال۔ ابراش۔ حداث۔ حقای۔ جبقدن۔ عددا۔ لوئال۔ عاموص۔ عوبدیا۔ یسنحا۔ ناحوم۔ صفینا۔ ملاخی۔ اور وہ بقیہ لوگ کہ یہود جن کی نبوت کا اسی طرح اقرار کرتے ہیں جس طرح نبوت موسیٰ کا۔ بالکل برابر سرابر۔ اور ان سب حضرات کی نبوت کے طریقۂ نقل میں ان لوگوں نے کوئی فرق نہیں کیا ہے۔

ہم اس معاملے میں یہود کی روایت کی کچھ بھی تصدیق نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بنی اسرائیل میں انبیا تھے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب میں خبر دی ہے جو اس کے نبی صادق مرسل پر نازل کی گئی ہے۔ ہم ان حضرات کی نبوت کا تو یقین رکھتے ہیں جن کے نام ہمیں بتا دیے گئے ہیں۔ اور ان حضرات کے بارے میں جن کے نام ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۵۲

نہیں بتائے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہی زیادہ عالم ہے اگر وہ انبیاء تھے تو ہم اُن پر ایمان لاتے ہیں۔ اگر وہ انبیا نہ تھے تو ہم اُن پر ایمان بھی نہیں لاتے۔ ہم اللہ پر اس کی کتابوں اُس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اُس کے رسولوں میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اسی طرح ہم صالحؑ و ہودؑ و شعیبؑ و اسماعیلؑ کی نبوت کا بھی اقرار کرتے ہیں اور اس کا کہ یہ لوگ یقیناً اللہ کے رسول تھے۔

ان لوگوں کی نبوت سے یہود کے انکار کی اور ان کے متعلق یہود کے جہل کی ہم کوئی پروا نہیں کرتے۔ اس لیے کہ پیغمبر صادق علیہ السلام نے ان سب کی رسالت کی شہادت دی ہے۔ رہی توریت تو ہم کبھی اس کے موافق نہیں۔ ہم تو اس سچی توریت کا اقرار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے اصحاب پر نازل فرمائی تھی۔ اس لیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب صادق میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر ناطق ہے اس کے متعلق خبر دی ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ توریت جو ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے وہ اپنی تصریحات کی وجہ سے وہ نہیں ہے (جو اللہ نے نازل کی تھی) بلکہ بہت کچھ ان لوگوں کی باتیں اور بدلی ہوئی ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ اسی کو توریت مانتے ہیں جو ان کے ہاتھوں میں ہے اور اُسے نہیں جانتے جس پر ہم لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اسی طرح ہم لوگ اُن کی اس شریعت کی تصدیق نہیں کرتے جس پر وہ اب ہیں بلکہ یہ یقین کرتے ہیں کہ یہ بنائی ہوئی بدلی ہوئی اور جھوٹی ہے۔ وہ لوگ ان موسیٰؑ پر بھی ایمان نہیں رکھتے جنھوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رسالت اور آپ کے اصحاب کے متعلق بشارت دی ہے۔

تمھیں جاننا چاہیے کہ ہم لوگ ان کے دین کی کسی چیز کی تصدیق کے بھی موافق نہیں اور نہ ان کے عقائد کے اور نہ ان کی

اس کتاب کے جو ان کے ہاتھوں میں ہے۔ اور نہ اس نبی کے جس کو وہ بیان کرتے ہیں ان کے فساد نقل کی وجہ سے ہم واضح کر چکے ہیں اور اس میں کھلے ہوئے جھوٹ اور بڑھائی ہوئی باتوں کی وجہ سے (ہم قطعاً اس کی تصدیق نہیں کرتے)۔

انشاء اللہ ہم ان کی ان بقیہ کتب کا فساد بھی کسی قدر بیان کریں گے جو ان کے پاس ہیں اور جنھیں یہ انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے ان کی توریت میں بیان کیا۔ اور اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ بہ نسبت دوسرے انبیاء کی کتابوں میں ان کے کذب کی آمیزش کے توریت میں ان کے جھوٹ کی آمیزش بہت شدید بہت زائد اور کئی گونہ زائد ہے۔

انسانی تصنیف

کتاب یوشع میں تو اس امر کے قطعی دلائل موجود ہیں کہ یہ بھی یقیناً ایک تاریخ ہے جسے بعض متاخرین یہود نے تالیف کیا ہے۔ اور یوشع نے اسے ہرگز نہیں لکھا اور نہ وہ اسے جانتے تھے اور نہ یہ ان پر نازل کی گئی۔ اس کے متعلق خود اسی میں نص ہے کہ "جب یہ بات دوسرائل شاہ بیوس تک پہنچی" بیوس وہ مقام ہے جس میں سلیمانؑ بن داؤدؑ نے بیت المقدس بنایا ہے" تو اس نے یہ کام کیا (جس کو اس نے بیان کیا ہے)"

تصنیف کا واضح ثبوت

یہ محال و ممتنع ہے کہ یوشع اس کی خبر دیں کہ سلیمانؑ نے بیت المقدس بنایا۔ حالانکہ یوشع سلیمانؑ سے تقریباً چھ سو برس پہلے تھے۔ اور یہ نص مذکورۂ بالا کتاب یوشع میں بطور پیشینگوئی کے بھی ہرگز نہیں آئی ہے کیونکہ اس کا طرز کلام ایسا ہے جیسا گزشتہ واقعات کی خبروں کا طرز کلام ہوتا ہے۔

بدترین کہانی

اس میں ایک نہایت بدترین قصہ بھی ہے وہ قصہ یہ ہے کہ عخار بن کرمی بن شذان بن شیلہ بن یہوذا بن

یعقوب علیہ السلام نے مال غنیمت میں سے ایک سرخ رنگ کا تاگا اور سونے کا ڈبہ جس میں پچاس مثقال اور دو سو درہم بھر چاندی تھی چرایا۔ تو یوشع نے اس کے اور اس کے بیٹوں اور بیٹیوں کو پتھروں سے رجم کرنے کا حکم دیا کہ یہ سب لوگ مرجائیں۔ ان کے تمام مویشی میں بھی آگ لگانے کا حکم دیا۔

۱۵۳

معاذ اللہ، نبی ایسا حکم کیوں دینے لگا کہ وہ اس ذریت کو جس کا کوئی گناہ نہیں اور جس نے اپنے باپ کے جرم میں کسی قسم کی شرکت بھی نہیں کی ایسی شدید سزا دے۔ باوجود اس کے کہ یہ توریت کی نص ہے کہ نہ تو باپ کو بیٹے کے قصور میں قتل کیا جائے اور نہ بیٹے کو باپ کے قصور میں۔ لامحالہ یا تو یہ لوگ یہ کہیں کہ یوشع نے اس حکم کو منسوخ کردیا تھا، تو یہ لوگ یہ ثابت کردیں گے کہ ایک نبی نے اپنے پہلے نبی کی شریعت کو منسوخ کردیا۔ اور موسیٰؑ کی شریعت میں بھی ہے۔ اور یا یہ لوگ یوشع کی طرف ظلم و احکام الٰہی کی نافرمانی منسوب کریں۔ اور انھیں ظالم اور اللہ کا نافرمان، اور اس کے احکام کا بدلنے والا بنائیں۔ حالانکہ جس کا انھوں نے انتخاب کیا ہے اس میں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وباللہ التوفیق۔

حکم ختنہ

اس کتاب میں یہ بھی ہے کہ بنی اسرائیل کے جو لوگ ارض مقدسہ میں داخل ہوئے وہ سب ختنہ کیے ہوئے تھے۔ اور اس میں انسٹھ سال اور اس سے کم عمر کے لوگ تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مصر سے نکلنے کے بعد جو پیدا ہوئے ان میں سے کسی کا ختنہ نہیں کیا۔ اور یہ ان کے اس اقرار کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ختنہ کرنے کی شدید تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ جس کا ولادت کے ساتویں روز ختنہ نہ کیا جائے اسے موسیٰؑ کی امت سے خارج کردیا جائے یعنی قتل کردیا جائے۔ تو بھلا موسیٰؑ اس تاکیدی شریعت کو کیسے

چھوڑ سکتے تھے کہ یوشع اُن کی وفات کے زمانہ دراز کے بعد سب کا ختنہ کرتے۔

ایک مناظرہ

اس مضمون سے ایک یہودی عالم کو شرم آئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ وہ لوگ تیہ (سرگردانی کے بیابان) میں سفر میں تھے اور انھیں بعض امور معاف کر دیے گئے تھے۔

میں نے کہا کہ وہ کیا تھے۔ اور یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ایسا تو ہے بھی نہیں جیسا تم لوگ کہتے ہو بلکہ وہ لوگ زمانہ دراز (یعنی ۴۰ سال) تک ایک ہی مقام میں رہے تھے۔ جس کو تم کتاب یوشع کہتے ہو اس میں تصریح ہے کہ یوشع نے اس وقت اُن لوگوں کا ختنہ کیا جب یہ لوگ اردن سے گزر گئے۔ جنگ شروع کرنے سے پہلے۔ اور نہایت تنگ وقت میں۔ اس وقت انھوں نے سب کا ختنہ کر دیا حالانکہ یہ لوگ ادھیڑ اور جوان تھے اور ختنہ چھوڑے ہوئے تھے، جب ان کے ختنہ میں بچہ ہونے کی وجہ سے کوئی دشواری نہ تھی ان کی ماں انھیں ختنہ کی حالت میں بھی اسی طرح گود میں لے سکتی تھی جس طرح بغیر ختنہ کی حالت میں اور کوئی فرق نہیں تھا۔ پھر وہ لاجواب ہو کے خاموش ہو گیا۔

خدا کا بیٹا

وہ کتاب جس کو یہ لوگ زبور کہتے ہیں اس کے مزمور اول میں ہے کہ "مجھ سے پروردگار نے فرمایا کہ تو میرا بیٹا ہے میں نے آج تجھے جنا ہے"

کہتے ہیں کہ اس باب میں تم لوگ نصاریٰ پر کا ہیکو اعتراض کرتے ہو؟ آج کی رات کل کی رات کے کیسی مشابہ ہے؟

خدا اور علی کے بیٹے

نیز اس میں ہے کہ تم لوگ اللہ کے بیٹے ہو تم لوگ سب کے سب علی (برتر) کے بیٹے ہو۔

یہ تو پہلے سے بھی زیادہ مصیبتناک ہے اور ایسا ہی ہے جیسا

نصاریٰ کے یہاں ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ ناپاک۔

خدا کی شان

اسی کے چوالیسویں مزمور میں ہے کہ "اے اللہ تیرا عرش عالم میں اور ابد (دوام) میں ہے۔ عدل کی شاخ تیری سلطنت کی شاخ ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت ہے۔ تیرے خدا نے تیرے شریکوں کے درمیان تیرے روغن فرحت لگایا"

خدا کے شریک

یہ بھی دوامی خرابی اور ہمیشہ کی ہلاکت اور پشت شکن آفت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے بالمقابل ایک دوسرے خدا کا اثبات ہے جس نے اس کی مدارات کے لیے اس کے تیل لگایا۔ نیکی اُس کی محبت کے صلے میں ہے۔ اللہ کے شرکاء کا اثبات ہے۔ اور بغیر کسی دشواری کے یہ دین نصاریٰ ہے۔ لیکن ایسے خدا کا اثبات ہے جو اللہ سے کم ہے۔ اور یہ یہود کے نزدیک علانیہ ظاہر ہے جیسا کہ ہم بعد کو انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

خدا کی بیوی اور بیٹی

اس کے کچھ ہی بعد اس طرح اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہے کہ "تیری داہنی طرف تیری زوجہ کھڑی ہے۔ جس کا جوڑا سونے کا ہے۔ اے بیٹی سن اور اپنے کان لگا اور دیکھ اور اپنے کنبے اور اپنے باپ کے گھر سے اُنس و رغبت کر۔ تیری خواہش میں بادشاہ ہے اور وہی رب اور اللہ ہے۔ لہٰذا خوشی سے اُسے سجدہ کر۔"

۱۵۴

ماشاء اللہ کہاں تو یہ تھا کہ ہم تو اولاد ہی کو برا سمجھ رہے تھے۔ وہ تو بیوی اور سسروں کو بھی لے آئے۔ تبارک اللہ۔ لہٰذا ہم تو نصاریٰ پر قطعاً ان کی کوئی فضیلت نہیں سمجھتے۔ اس بدنصیبی سے خدا کی پناہ۔

خدا کی انسانیت

کتاب مذکور کے اس مزمور میں جو ایک سو سات کی تعداد کو پورا کر رہا ہے مسطور ہے کہ "رب نے میرے رب سے کہا تو میری داہنی جانب بیٹھ جا تاکہ میں تیرے

دشمنوں کو تیرے قدموں کی کرسی بنا دوں"

یہ بھی کفر و جنون میں اپنے ماقبل ہی کی طرح ہے، رب کے اوپر کوئی رب ہے۔ ایک رب کے داہنے جانب دوسرا رب بیٹھتا ہے اور ایک رب پر دوسرا رب حکومت کرتا ہے، بدنصیبی سے خدا ہی کی پناہ۔

خدا نے صیہون کو جنا

اسی کتاب کے مزمور ہشتاد و ششم[۸۶] میں ہے کہ روح القدس صیہون سے کہتا ہے کہ اسے مرد کہا جاتا ہے حالانکہ مرد نے اس مقام میں جنا اور وہ وہی بلندی ہے جس کی اسی رب نے بنیاد ڈالی جس نے اسے پیدا کیا۔ امت کے کتب خانے کے نزدیک شمار کیا جاتا ہے کہ اس نے وہاں جنا ہے۔" یہی وہ دین نصاریٰ ہے جس کی وجہ سے یہود انھیں برا کہتے ہیں کہ اللہ نے صیہون کو جنا۔ اگر اس سے پہاڑ منہدم ہو جائیں تو تعجب نہ ہوگا۔

خدا کیسے کھڑا ہوا

مزمور ہفتاد و ہفتم میں ہے کہ "رب کھڑا ہوا جس طرح اپنی نیند سے بیدار ہونے والا، جس طرح وہ ظالم جس سے نشے کا اثر بھاگ رہا ہو۔ جیسا کہ بیل کھڑا ہوتا ہے۔"

بیل جیسا خدا

اسی کتاب میں ہے کہ "اپنے اس رب سے ڈرو جس کی قوت بیل کی قوت کی طرح ہے۔"

کثیر حماقت اور ذلیل کفر میں بھی اسی قسم کا فعل نہ سنا گیا ہوگا۔ کبھی تو اللہ تعالیٰ کے قیام کو نیند سے بیدار ہونے والے سے تشبیہ دیتا ہے حالانکہ ہم جانتے ہیں جس وقت آدمی نیند سے اٹھتا ہے تو اس سے زیادہ کسلمند اور اس سے زیادہ لیٹنے کا محتاج اور اس سے زیادہ حرکت میں ثقیل کوئی نہیں ہوتا۔

کبھی اس ظالم سے تشبیہ دیتا ہے جو نشے میں ہو۔ حالانکہ جو وقت آدمی کے نشہ اترنے کا ہوتا ہے اس وقت اس سے زیادہ بدکیفیت،

گراں چشم، بددل درد سر میں مبتلا اور کمزور آواز والا کوئی نہیں ہوتا۔
کبھی اُسے جریش یعنی بیل کے مثل بناتا ہے۔ جریش کیا ہے
بخدا جریش بیلوں میں سے ایک بیل ہے جس کے سر کے بیچ میں
ایک سینگ ہوتا ہے۔ اور اللہ ان منحوس باتوں سے بری ہے۔ جو
ان باتوں پر ایمان لائے اس کا حق تازیانہ ہے کہ اس کا دماغ
درست ہو جائے۔ یا احمق ہو جائے لوگوں کو پتھر مارنے لگے اور
اُس سے تکلیف شرعی ساقط ہو جائے۔ مصیبت سے خدا کی پناہ۔

خدا سب خداؤں کو حکم دے رہا تھا

اس کتاب کے مزمور ہشتاد ویکم[۸۱] میں ہے کہ اللہ خداؤں
کے مجمع میں کھڑا ہوا۔ خدائے عزت ان سب
خداؤں کے درمیان کھڑا حکم دے رہا تھا۔" یہ حماقت
کفر قبیح سے آمیز ہے۔ خداؤں کا مجمع ان کے درمیان
اللہ کا کھڑا ہونا۔ اس کا اپنے ساتھیوں کے بیچ میں ٹھہرنا۔ اللہ جو
چاہتا ہے ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ نصاریٰ کے قول سے بھی
زیادہ خبیث ہے۔ کیونکہ نصاریٰ کے نزدیک بھی خدا تین ہی ہیں
اور ان کمینوں رذیلوں کے نزدیک ان کی ایک جماعت ہے۔ بدنصیبی
سے خدا کی پناہ۔

فرزندان خدا

اسی کے مزمور ہشتاد وہشتم[۸۸] میں ہے کہ " اللہ کے تمام
بیٹوں میں اللہ کے مثل کون ہے"۔
اسی کے بعد کہتا ہے کہ " داؤدؑ مجھے والد پکارتا ہے اور میں نے
اُسے اپنا فرزند اکبر بنایا ہے"
اس کے بعد ہے کہ " عرش پر داؤدؑ کی سلطنت ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔
یہ مضمون بھی ایسا ہی ہے جیسا اس کا ماقبل۔ خداؤں کو ایک باپ کے
بیٹے اور قبیلہ بنا دیا۔ ان سب خداؤں میں ایک ہے جو سب کا
سردار ہے کہ ان میں اس کا مثل کوئی نہیں ہے۔ دوسرے ہیں ان میں
بلاشک نقص ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے۔ ہم نعمت اسلام پر

اس کی کثیر حمد کرتے ہیں جو ایسی سچی توحید کی ملت ہے جس کی اور جس کے اندر کی تمام باتوں کی صحت کی عقلیں شہادت دیتی ہیں۔

اس کے ساتھ ہی داؤدؑ کی سلطنت کے ہمیشہ باقی رہنے کا وعدہ بھی جھوٹا ہے اور اس میں وہی مضمون ہے جو ملحدین دہریہ کے قول کے موافق ہے کہ لوگ مثل چارے اور گھاس کے ہیں کہ جب ان کی ارواح نکلتی ہیں تو یہ بھول جاتے ہیں نہ یہ اپنا ٹھکانا جانتی ہیں اور نہ اس کے بعد کچھ سمجھتی ہیں۔

۱۵۵

مابعد الممات کا تذکرہ ہی نہیں

دین یہود کا بھی اس طرف شدید میلان ہے اس لیے کہ ان کی توریت میں معاد و قیامت کا ذکر بالکل نہیں ہے اور نہ سزا و جزائے بعد موت کا ذکر ہے۔ اور یہی بلا تکلف دہریے کا مذہب ہے۔ ان لوگوں نے دہریت، شک، تشبیہ اور دنیا میں جس قدر حماقتیں ہیں سب کو جمع کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کی کتاب کے اُن مضامین کے متعلق جنھیں اللہ نے اٹھا لینا چاہا" تبدیل و تحریف کرنے کو آگاہ کر دیا اور جس مضمون کو ان کے مقابلے میں ہماری حجت بنانا چاہا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معجزہ بنا دیا اس کے بدلنے سے اُن کے ہاتھوں کو روک دیا۔

خوں بہا

مزمور شصدت ویکم[1] میں ہے کہ عرب و بنی سبا اُسے مال دیتے ہیں۔ اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اس کے نزدیک خون کی قیمت ہوتی ہے"

یہی دیت (خوں بہا) کی صفت ہے جو صرف ہمارے دین میں ہے۔

اسی مزمور میں ہے کہ "مدینے سے اس طرح ظاہر ہوگا"

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کھلی ہوئی پیشنگوئی ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی کتابیں

جو کتابیں یہ لوگ سلیمان علیہ السلام کی طرف

منسوب کرتے ہیں وہ تین ہیں۔ پہلی کا نام شار ہیر ہے۔ اس کے معنی شعر الاشعار ہیں۔ درحقیقت یہ کتاب جنونواں کا جنون ہے۔ اس لیے کہ یہ ایسا احمقانہ کلام ہے جو عقل میں نہیں آتا اور نہ انھیں لوگوں میں سے کوئی اس کی مراد جانتا ہے۔ یہ کتاب کبھی تو مذکر سے عشقیہ باتیں کرتی ہے اور کبھی مؤنث سے۔ اور کبھی اس سے لیسدار بلغم آنے لگتا ہے جیسا کہ بیمار یا جس کا دماغ خراب ہو اُسے آتا ہے۔ میں نے ان کے بعض لوگوں کو اس طرف جاتے دیکھا ہے کہ یہ کیمیا کے رموز ہیں۔ حالانکہ یہ دوسرا مضحکہ خیز وسوسہ ہے۔

من آں وقت بودم کہ آدم نبود

دوسری کتاب کا نام مثل ہے جس کے معنی کہاوتوں کے ہیں اس میں نصائح ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ ابتدا میں کچھ پیدا کرے اس نے کہا کہ ابد سے میں ہی ہوں اور قدیم میں ہی ہوں۔ قبل اس کے کہ زمین کا وجود ہو اور قبل اس کے کہ ستاروں کا وجود ہو۔ میں ہس کر رہا تھا۔ اور میں جن رہا تھا حالانکہ اب تک زمین پیدا ابھی نہیں ہوئی تھی۔ نہریں نکلی بھی نہ تھیں۔ جب اللہ نے آسمان بنایا۔ میں موجود تھا۔ جب وہ ستاروں کی صحیح حد مقرر کر رہا تھا، انھیں ٹھونک رہا تھا، آسمانوں کو عالم بالا میں مضبوط کر رہا تھا، پانی کے چشموں کا اندازہ کر رہا تھا، وہ سمندر پر اپنے ستارے سے حلقہ کر رہا تھا اور پانی کے لیے قسمیں مقرر کر رہا تھا کہ وہ اپنی حد سے نہ بڑھے۔ اور جب کہ وہ زمین کی بنیادیں درست کر رہا تھا میں اس کے ہمراہ ان سب کاموں کے لیے تیار تھا۔

محلّ عبرت

کیا ملحدین کے ہاں اس سے کچھ زیادہ ہے؟ کیا یہ حماقتیں کسی معتدل آدمی کی طرف منسوب کی جا سکتی ہیں؟ چہ جائیکہ بنی اسرائیل کی طرف۔ کیا یہ شرک صحیح ہے۔ معاذ اللہ سلیمان علیہ السلام ایسی بات کیوں کہنے لگے۔ بجز الملحدین نے بھی

ان کے الحاد پر یہی رشک کیا ہو گا۔ میں نے بعض یہود کو دیکھا کہ وہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے حضرت سلیمانؑ نے محض اللہ کا علم مراد لیا ہے۔

کوئی بیحیا اس سے عاجز نہیں کہ وہ ہر کلام کو بلا دلیل جدھر جی چاہے پھیر دے۔ حالانکہ کلام کو اپنے مقام سے بیان کرنا اور اس کے معنی کو دوسرے معنی کی طرف لے جانا بغیر ایسی دلیل صحیح کے جس کا مراد لینا از روئے لغت ممتنع نہ ہو جائز نہیں۔

خدا کے بیٹے بیٹیوں کا حاکم

تیسری کتاب کا نام فوہلث ہے جس کے معنی جوامع ہیں۔ اس میں یہ مضمون ہے کہ انھوں نے اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "مجھے اپنی امت کے لیے بحیثیت امیر کے اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں پر بطور حاکم کے انتخاب کر لیجیے"

یہ بھی ایسا ہی ہے جیسا گزر چکا۔ اللہ تعالیٰ اس سے بعید ہے کہ اس کے بیٹے اور بیٹیاں ہوں۔ خاصکر بنی اسرائیل جیسے بیٹا بیٹی کہ اپنے کفر اور اپنے دین اور اپنی دنیاوی کمزوری اور اپنے احوال نفسی و جسمی کی رذالت میں ان کے مثل ہوں۔

جھوٹا وعدہ

کتاب حزقیا میں ہے کہ آقا کہتا ہے کہ میں بنی عیسو پر اپنا ہاتھ دراز کروں گا، ان کے ملک سے آدمیوں اور جانوروں کو لے جاؤں گا، انھیں فقیر کر دوں گا اور اپنی امت بنی اسرائیل کے ہاتھوں پر ان سے انتقام لوں گا۔

یہ وہ میعاد ہے جس کا کذب یقیناً ظاہر ہو گیا۔ اس لیے کہ خود کتب یہود کی تصریح کے مطابق تمام بنی اسرائیل برباد ہو گئے اور بنی عیسو اپنے شہروں میں باقی تھے۔ اس کے بعد بنی عیسو بھی ہلاک ہو گئے اور روئے زمین پر ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اس طرح پہچانا جائے کہ یہ اُن میں سے ہے۔ ان کے شہر مسلمانوں کے ہو گئے۔

اس کے باشندے قبیلۂ لخم وغیرہ کے عرب ہیں۔ اور اسی سے یہ بھی باطل ہوگیا کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ ایسا شروع میں ہوگا۔

کتاب شعیا میں ہے کہ "انھوں نے اللہ عزوجل کو دیکھا کہ وہ بوڑھا ہے اور اس کا سر اور ڈاڑھی سفید ہے" یہ تشبیہ ہے اور نبی اس سے بری ہے کہ ایسا کہے۔

خداوند بخواہش فرزند

اسی کتاب میں ہے کہ پروردگار نے وہ بات کہی جیسی بات کبھی کسی نے نہ سنی ہوگی کہ "میں اوروں کو تو یہ قوت دیتا ہوں کہ وہ بچہ جنیں اور بھلا میں خود نہ جنوں۔ میں ہی اوروں کو بیٹا دیتا ہوں اور بھلا میں ہی بغیر بیٹے کے رہوں"

۱۵۶ جو باتیں سنی گئیں ان میں یہ سب سے بڑھ کر مصیبتناک ہے کہ اللہ عزوجل بیٹے ہونے میں اپنے آپ کو اپنی مخلوق پر قیاس کرے۔ یہ سب قول نصاریٰ سے بھی زیادہ بدتر ہے جو اللہ کی طرف شرک۔ بیٹا اور زوجہ کو منسوب کرتے ہیں ونعوذ باللہ من الخذلان (بدنصیبی سے خدا کی پناہ)۔

خود کردہ

ہم نے ان کتابوں سے جنھیں یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں بہت ہی قلیل حصہ بیان کیا ہے جو ان کتابوں کی رسوائی اور نیز ان کی تبدیل وتحریف پر دلالت کرتا ہے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ لوگ ایسے چھوٹے سے شہر میں رہتے تھے جو محدود احاطے میں تھا۔ پھر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ انھیں کسی نبی سے ان کتابوں کا سند متصل کے ساتھ ملنا کیوں کر ممکن ہوا۔ خاصکر جب کہ ان لوگوں کے زمانۂ کفر میں ہر نبی ان سے خوفزدہ ہو اور قتل کیا جاتا ہو۔

خدا نکردہ

بلاشک ثابت ہوگیا کہ یہ کتابیں اس شخص کی پیدا کی ہوئی ہیں جس نے ان کے لیے نمازیں

(دعائیں) بنائیں جن پر وہ عمل کرتے ہیں اور وہ شرائع بنائیں جن کے متعلق وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ یہ اُن کے علماء کا ثابت شدہ عمل ہے کہ جب ان کا دین ظاہر ہوا اور ان کے عبادت خانے پھیل گئے تو ان کے مجمع ہونے لگے جن میں وہ لوگ ہر شہر میں اپنا دین سیکھتے تھے اور ان کے علما انھیں سکھاتے تھے۔ برخلاف اُس کے جو ہم واضح کر چکے ہیں کہ اپنی سلطنت کے زمانے میں جب یہ لوگ سالہا سال سے کافر و جاہل تھے۔ سوائے بیت المقدس کے ان کی قطعاً کوئی مسجد نہ تھی۔ نہ کوئی علمی مجمع ہوتا۔ نہ کوئی عالم انھیں کسی طریقے سے بھی کوئی تعلیم دیتا۔ اور نہ کوئی ان کی کتابوں کا حافظ و محافظ تھا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اگر ہم ان کی کتب انبیا کو تلاش کریں تو ان میں بے انتہا کذب و تناقض و اختلاف ملے گا۔ لیکن ہم نے جتنا بیان کر دیا ہے یہی کافی ہے۔

یہود کا دعویٰ

بعض یہود نے قبل اس کے کہ اُن سے توریت اور اُن کتب کا جو انبیا کی طرف منسوب ہیں کذب خالص بیان کیا جائے ان کی تبدیل و تحریف کے دعوے پر اعتراض کیا اور کہا کہ بنی اسرائیل کے زمانہ سلطنت میں بھی اور اس کے بعد بھی انبیا ہوتے رہے اور یہ محال ہے کہ یہ انبیا ان کتابوں کو تبدیل و تحریف پر برقرار رکھتے (اور تصحیح نہ کرتے)۔

باطل است آنچہ مدعی گوید

اس قول کا جواب یہ ہے کہ کہا جائے (اگر معترض یہودی ہے کہ) تم جھوٹے ہو۔ تمھاری کتابوں کے کسی جز میں بھی یہ نہیں ہے کہ زربائیل بن صیلتئال بن صدقیا بادشاہ کے ہمراہ کبھی کوئی نبی بیت المقدس واپس آیا ہو۔ یا ان کے اقرار کے مطابق کبھی کوئی نبی بیت المقدس میں اس بادشاہ کے ہمراہ رہا ہو۔ یہ واقعہ اس سے بہت زمانے پہلے کا ہے کہ عزرا الوراق ان کے لیے توریت لکھے۔

ان لوگوں کے زربائیل کے ہمراہ بیت المقدس واپس آنے سے
بھی پہلے کا ہے کہ ان کے آخری نبی دانیال سرزمین بابل میں وفات
پا چکے تھے۔ لیکن وہ انبیا جو سلیمانؑ کے بعد بنی اسرائیل میں ہوئے
تو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ سب کے سب یا تو بہت بری طرح
قتل کر دیے جاتے تھے یا انھیں ڈرایا جاتا تھا اور دھتکار کر جلاوطن
کر دیا جاتا تھا اور بجز خفیہ طریقے کے اُن کی کوئی بات سنی نہیں
جاتی تھی سوائے اس مدت کے کہ جس میں صرف پانچ مومن بادشاہ
بنی یہوذا یا بنی بنیامین میں سے گزرے۔ اور یہ بہت قلیل مدت
تھی کہ جس کے بعد ہی کفر کا ظہور ہوا اور توریت جلائی گئی اور انبیا
قتل کیے گئے اور یہی توریت کا خاتمہ تھا۔ اور اسی حال پر ان کی
دولت کا بھی اختتام ہو گیا۔ ہر نبی اپنے سے پہلی کتاب کی تصحیح
کے لیے نہیں بھیجا جاتا تھا۔ لہٰذا انبیا کے ان میں ہونے سے
ان کا جو اعتراض تھا وہ بھی بالکل باطل ہو گیا۔

اگر وہ معترض نصرانی ہے جو مسیح وزکریا و یحییٰ علیہم السلام کو مانتا ہے
تو اُس سے کہا جائے گا بلاشک مسیحؑ کے پاس توریت اُسی حالت
میں تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اتارا تھا اور ان کے پاس
نازل شدہ انجیل بھی تھی "ویعلمہ التوراۃ والانجیل ورسولا
الی بنی اسرائیل" (یعنی اللہ مسیحؑ کو توریت و انجیل کی تعلیم
دیتا ہے اور انھیں بنی اسرائیل کا رسول بناتا ہے) سوائے اس کے کہ
اُن کے آسمان پر اٹھ جانے کے بعد اُن سے اس کے نقل و روایت
کرنے میں ایسے عوارض پیش آئے جو اُن عوارض سے زیادہ
شدید و بدترین تھے جو موسیٰ علیہ السلام تک نقل و روایت
میں پیش آئے۔

کوئی بڑی جماعت عالم میں قطعاً ایسی نہ تھی جس کی نقل و روایت
مسیحؑ تک متصل و پے در پے ہو۔ اور مسیحؑ تک نقل و روایت صرف

پانچ آدمیوں کی طرف رجوع کرتی ہے اور وہ متی باطرہ بن لونا۔
یوحنا بن سبذای۔ یعقوب بن یوسف اور یہوذا بن یوسف ہیں فقط۔
پھر ان پانچ سے صرف تین آدمیوں نے نقل کیا اور وہ لوقا طبیب
انکاکی۔ مارقس ہارونی اور یوس بنیامینی ہیں۔ اور یہ سب کے سب ۱۵۷
جھوٹے ہیں کہ ان کا کھلم کھلا جھوٹ بولنا واضح ہو چکا ہے جیسا کہ
اس کے بعد ہم انشاء اللہ آگے سے واضح کریں گے۔

باوجود اس کے کہ دین میں ان سب کا کذب و فریب
ثابت ہو چکا ہے خود ان کی کتب کی تصریح کے مطابق یہ لوگ
دین یہود کے غلبے اور سبت کے لزوم (یعنی ہفتے کی تعظیم) کی وجہ
سے چھپتے پھرتے تھے۔ اور خفیہ طور پر تثلیث کی دعوت دیتے تھے۔
پھر بھی ان کی تلاش تھی۔ ان میں سے کوئی بھی جہاں کہیں ظاہر ہوا گرفتار
ہو گیا اور قتل کر دیا گیا۔ لہذا توریت و انجیل مسیح علیہ السلام کے
اٹھ جانے سے پورے طور پر باطل ہو گئی۔ اور اس جواب کی
تو اس وقت حاجت ہے کہ پہلے ان کی توریت اور کتب کا
وہ کذب ظاہر نہ کیا جائے جو ہم نے ظاہر کیا ہے لیکن اس کے بعد کہ
ہم نے ان کتابوں کا ایسا کذب عظیم واضح کر دیا ہے جس میں کسی
تاویل کی بھی گنجایش نہیں تو یہ اعتراض ہی ساقط ہے۔ اس لیے کہ
یقین باطل کو کوئی شے درست نہیں کر سکتی جس طرح یقین حق
کو کبھی کوئی چیز بگاڑ نہیں سکتی۔ لہذا انھیں اب جاننا چاہیے کہ
جو چیز حق تمیقن کے مقابلے میں لائی جائے تا کہ اس (حق)
کو باطل کیا جائے یا کوئی چیز کذب یقینی میں حائل کی جائے
تا کہ اسے صحیح بنایا جائے تو یہ محض بیہودہ شور اور ملمع کاری۔ اور
دھوکا اور تخییل اور بلا شک فاسد حیلہ سازی ہے۔ اس لیے کہ یہ
قطعاً ناممکن ہے کہ ایک بنیاد میں دو یقین کبھی بھی متعارض ہوں۔
وباللہ تعالی التوفیق۔

اسلام میں توریت وانجیل

اگر کہا جائے کہ تم لوگ بھی تو توریت وانجیل کو مانتے ہو اور ان دونوں میں تمہارے نبی کی صفات کے متعلق جو مضامین ہیں ان سے یہود ونصاریٰ کے مقابلے میں استشہاد کرتے ہو۔ اور خود تمہارے نبی نے بھی ان کے مقابلے میں زانی محصن کے رجم کے قصے میں نص توریت سے استشہاد کیا ہے (محصن بمعنی شادی شدہ۔ رجم بمعنی سنگسار) مروی ہے کہ جب عبد اللہ بن صوریا یہودی نے آیت رجم پر (جو توریت میں تھی) ہاتھ رکھ لیا تو عبد اللہ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر مارا۔

اور مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت لے کے فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں جو تجھ میں ہے۔"

تمہارے قرآن میں ہے کہ "یا اھل الکتاب لستم علی شیئ حتیٰ تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم" (اے اہل کتاب تم کسی شے پر نہیں ہو۔ تاوقتیکہ تم توریت وانجیل کو اور جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری جانب اتارا گیا ہے اسے قائم نہ کرو۔)۔

نیز اسی میں ہے کہ "قل فأتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین" (آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ اور پڑھ کے سناؤ)۔

پھر اسی میں ہے" انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا علیہ شھداء" (بیشک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت ونور ہے جس کے مطابق یہود کے لیے وہ انبیا جو اسلام لائے تھے اور ربانیین اور احبار وعلما جن کو کتاب اللہ یاد کرادی گئی تھی فیصلہ کیا کرتے تھے

اور وہی اس کتاب کے نگران تھے۔)۔

اس میں ہے "ولیحکم اهل الانجیل بما انزل الله فیه و من لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الفاسقون" (اہل انجیل کو اس کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں یہی لوگ بدکار ہیں)۔

اسی میں ہے کہ "ولو انهم اقاموا التوراة والانجیل وما انزل الیهم من ربهم لاکلوا من فوقهم ومن تحت ارجلهم" (اور اگر یہ لوگ توریت و انجیل کو اور اس کو جو ان کے پروردگار کی جانب سے ان کی طرف نازل کیا گیا ہے قائم کرتے تو بلاشک اپنے اوپر سے بھی کھاتے (یعنی بارش ہوتی) اور اپنے قدموں کے نیچے سے بھی (یعنی زراعت سے بھی۔)

اسی میں ہے کہ "یا ایها الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم" (اے اہل کتاب ایمان لاؤ اس قرآن پر جو ہم نے نازل کیا ہے جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو تمھارے ساتھ ہے)۔

توریت وانجیل کی حیثیت

ہم کہیں گے، وباللہ التوفیق، کہ یہ سب حق ہے سوائے اس قول کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں جو تجھ میں ملے کیونکہ یہ باطل ہے اور ہرگز ثابت و صحیح نہیں ہے۔

یہ سب ہمارے اس قول کے مطابق ہے کہ توریت و انجیل میں تبدیل و تحریف ہو گئی اس میں اس شخص کے لیے کوئی حجت و دلیل نہیں جو یہ دعویٰ کرے کہ یہ دونوں کتابیں جو یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں میں ہیں اسی حالت میں ہیں جیسی کہ نازل ہوئی تھیں جیسا کہ انشاء اللہ ہم ابھی اس کو برہان واضح سے بیان کریں گے۔

ہمارا توریت و انجیل کا ماننا صحیح ہے۔ اس کے متعلق تمھاری

فریب وہی کہے کیا معنی ہیں؟ حالانکہ ہم نے کبھی ان کا انکار نہیں کیا بلکہ ہم تو اسے کافر کہتے ہیں جو ان دونوں کتابوں کا انکار کرے ہم لوگ محض اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام پر توریت کا نازل کرنا حق ہے۔ زبور کا داؤد علیہ السلام پر نازل کرنا حق ہے۔ انجیل کا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کرنا حق ہے۔ اور صحیفوں کا ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام پر نازل کرنا حق ہے۔ اور ان کتابوں کا جن کا نام نہیں بتایا گیا ان انبیا پر جن کا نام نہیں بتایا گیا نازل کرنا حق ہے۔ ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "صحف ابراھیم وموسیٰ (یعنی آخرت کا دنیا سے بہتر ہونا ابراہیم وموسیٰ کے صحیفوں میں بھی ہے) اور فرماتا ہے "وانہ لفی زبر الاولین" (یعنی یہی بات پہلے انبیا کی کتابوں میں بھی ہے)۔

ہم کہہ چکے اور کہتے ہیں کہ کفار بنی اسرائیل نے توریت و زبور کو بدل دیا۔ انھوں نے بڑھایا بھی اور گھٹایا بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعض حصے کو جیسا کہ چاہا ان پر حجت قائم کرنے کو باقی رکھا۔ لا یسأل عما یفعل وھم یسئلون" (یعنی اللہ جو کرتا ہے اس سے باز پرس نہیں ہو سکتی اور لوگوں سے باز پرس کی جائے گی" لا معقب لحکمہٖ (اس کے حکم کے بعد پھر کوئی حکم دینے والا نہیں) کفار نصاریٰ نے اسی طرح انجیل کو بدل دیا۔ انھوں نے بڑھایا بھی اور گھٹایا بھی اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اس کے بعض حصے کو ان پر حجت قائم کرنے کو باقی رکھا۔ لا یسأل عما یفعل وھم یسئلون" (وہ جو کرے اس سے باز پرس نہیں ہو سکتی اوروں سے باز پرس ہو گی)۔

۱۵۸

کتب مذکورہ میں ان لوگوں نے جو کچھ بدلا تھا وہ فنا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھا لیا جیسا کہ صحیفے اور بقیہ انبیا کی تمام کتابیں فنا ہو گئیں۔ ہم اسی کے قائل ہیں۔ توریت و زبور کے کذب کے متعلق ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اسے ہم نے واضح دلائل سے ثابت کر دیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ انجیل کے کذب کو بھی بیان کریں گے۔ وباللہ التوفیق۔ ان لوگوں کی اس فریب کاری کا فساد ظاہر ہو گیا کہ ہم لوگ توریت و انجیل و زبور کو مانتے ہیں۔ اور اس سے انھیں اپنی ان جھوٹی اور بدلی ہوئی کتابوں کی تصحیح میں کوئی فائدہ نہ پہنچا جو ان کے ہاتھوں میں ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انھیں سے استدلال

یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں ان کتابوں کی

اُن پیشینگوئیوں سے ہمارا استشہاد و استدلال جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہیں تو یہ بھی حق ہے ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کتابوں کے جن مضامین کو اٹھا لینا منظور تھا اس نے ان کے بدلنے کو ان لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ جیسا کہ اس نے ان کے ہاتھوں کو ان انبیا کے قتل کے لیے آزاد کر دیا جن کو اس قتل سے کرامت و بزرگی دینا منظور تھی کہ یہ انھیں مختلف طریقوں سے قتل کریں۔ ان دونوں کتابوں کے جن مضامین کو ان کے مقابلے میں بطور حجت باقی رکھنا چاہا اُن کے بدلنے سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے کہ جنھیں انبیاء علیہم السلام کی نصرت و مدد کی بزرگی دینا تھی ان لوگوں کے ہاتھوں کو روک دیا کہ وہ لوگوں کو ایذائے انبیا سے روکتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم نوح علیہ السلام و قوم فرعون کو بطور عذاب غرق کر دیا۔ دوسروں کو بطور شہادت غرق کر دیا۔ ایک قوم کو مہلت دی تاکہ وہ اور زیادہ گناہ کریں۔ ایک دوسری قوم کو مہلت دی تاکہ وہ زیادہ فضیلت حاصل کریں۔ یہ وہ امور ہیں جن کا کسی مذہب والا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھلے ہوئے معجزات اور روشن دلائل میں اضافہ ہے۔ والحمد للہ رب العالمین!

لہٰذا ان لوگوں کا یہ اعتراض کہ ہم نے ان کے مقابلے میں ان کی بدلی ہوئی کتابوں کے اُن مضامین سے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے استشہاد و استدلال کیا ہے باطل ہو گیا۔

مسائلہ رجم

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زانی محصن کے رجم کے مسئلے میں توریت سے استشہاد اور ابن صوریا کے آیت رجم پر ہاتھ رکھنے پر عبد اللہ بن سلام کا اس کے ہاتھ پر مارنا بھی حق ہے۔ وہ اسی طور پر ہے جو ہم نے ابھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں کے رسوا کرنے اور ان پر

حجت قائم کرنے کے لیے باقی رکھا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ایسے دلائل واضحہ و قاہرہ سے ثابت کرنے کے بعد جو ایسی نقل و روایت سے ثابت ہیں جو ہر عذر کو قطع کرنے والی ہے ان تمام امور سے ان لوگوں پر محض حجت قائم کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے پھر ہم ان کی بدلی ہوئی کتابوں کے ان مضامین کو لائیں گے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے رسوا کرنے اور ان کی گمراہی کو خاموشش اور ذلیل کرنے کے لیے باقی رکھا ہے۔ ورنہ ہمیں قطعاً ان مضامین کی کوئی حاجت نہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

جھوٹی روایت

یہ روایت کہ نبی علیہ السلام نے توریت کو لیا اور فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں جو تجھ میں ہے۔ تو یہ خبر جھوٹی اور موضوع ہے۔ ایسی اسناد سے نہیں آئی ہے جن میں خیر ہو۔ ہم باطل میں کلام کرنے کو حلال نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ثابت ہی ہو۔ کیونکہ یہ اس تکلف میں ہے جس کی ہمیں ممانعت کی گئی ہے۔ جس طرح حق کی توہین اور اس میں اعتراض جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "یا اهل الكتاب لستم على شيئ حتىٰ تقيموا التوراة والانجيل وما انزل اليكم من ربكم" (یعنی اے اہل کتاب تم کسی چیز میں نہیں ہوتا وقتیکہ تم توریت و انجیل کو اور قرآن کو قائم نہ کرو جو تمھارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے)۔ تو یہ بھی حق ہے اس میں بھی کوئی شک نہیں اور اسی کے مطابق ہم لوگ قائل ہیں۔ اور انھوں نے جو کچھ ان کتابوں سے نکال ڈالا تھا اس کے اٹھ جانے کی وجہ سے اب انھیں ان کے قائم کرنے کی قطعاً کوئی گنجایش نہیں اس لیے یہ لوگ کسی چیز پر نہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں تو

یہ لوگ اس وقت توریت و انجیل کے قائم کرنے والے ہوں گے اور اسی وقت ان کتابوں کے مومن ہوں گے جب یہ ان احکام پر ایمان لائیں جو اللہ نے اُن میں نازل کیے تھے خواہ وہ موجود ہوں یا معدوم۔ اور ان احکام کی تکذیب کریں جو ان میں بدل دیے گئے اور جو اللہ تعالیٰ نے اَن دونوں کتابوں میں نازل نہیں کیے تھے۔ اور یہی ان دونوں کی سچی اقامت ہے چنانچہ ہمارے قول کا صدق بغیر کسی تاویل کے اسی آیت کی نص کے موافق روشن ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

قدر نے داری بگو ور قوتے داری بیار

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "قل فاتوا بالتوراة فاتلوھا ان کنتم صادقین" (اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ اور اُسے پڑھ کے سناؤ) تو ہاں یہ بھی درست ہے۔ یہ آیت اُس کذب کے بارے میں ہے جو ان لوگوں نے بولا تھا اور اپنی عادت کے موافق اُسے توریت کی طرف منسوب کیا تھا جو اُس کذب سے زائد تھا جو ان کے اسلاف نے اپنی توریت میں وضع کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت کو منگا کر ان کے جدید کذب میں بھی انھیں ساکت کر دیا کہ اگر وہ سچے ہوں تو توریت لے آئیں (مگر نہیں لائے) لہٰذا ان کا کذب ظاہر ہو گیا۔

قبل اس کے کہ ہم ان کی توریت کی نصوص سے واقف ہوں بارہا ان کے علماء کی طرف سے ہمارے اور ان کے مناظرات میں اس آیت کو پیش کیا گیا ہے۔ اس قوم کو اب تک جھوٹ بولنا دشوار نہیں۔ یہ لوگ جب اپنی مجلس سے بچنا چاہتے ہیں تو یہ بغیر کذب کے نہیں ہوتا۔ اور یہ کمینہ عادت ہے اور موجب ننگ وعار اور طالب صحت اس کو کبھی پسند نہ کرے گا۔ اور ہم تو ایسی باتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

ہدایت ونور	اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من

۱۵۹

کتاب اللہ" (بیشک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت ونور ہے جس کے مطابق یہود کے لیے انبیائے مسلمین اور ربانیین اور وہ علماء جن کو کتاب اللہ حفظ کرادی گئی تھی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور وہی اس کتاب کے نگران تھے) ہاں یہ بھی بظاہر حق ہے جیسا کہ وہ ہے۔ ہم قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت نازل کی تھی اور انبیائے مسلمین اسی کے مطابق احکام جاری کرتے تھے۔ مثلاً موسیٰ وہارون وداؤد وسلیمان اور جو انبیاء ان کے درمیان میں ہوئے۔ اور وہ ربانیین وعلماء جو انبیاء نہ تھے بلکہ انبیاء کی طرف سے حکام تھے اور ان انبیاء کے زمانے میں جو ربانیین وعلماء توریت میں تبدیل پیدا ہونے سے پہلے تھے۔ اور یہی ہمارے قول کا مطلب ہے۔ اس آیت میں "نہ تصریحاً نہ دلالۃً" یہ مضمون تو نہیں ہے کہ اس کے بعد بھی توریت میں قطعاً تبدیل نہیں ہوئی۔

جن مسلمانوں نے اپنے جہل کی وجہ سے یہ گمان کیا کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان یہودیوں کے رجم کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے زنا کیا تھا اور وہ دونوں محصن (شادی شدہ) تھے۔ تو انھوں نے باطل کا گمان کیا، کذب کے قائل ہوئے، محال کی تاویل کی، اور قرآن کی مخالفت کی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح کے ساتھ اسی آیت میں ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے "وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوائھم عما جاءک من الحق لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا ولو

شاء الله لجعلکم امۃ واحدۃ" (اور ہم نے حق کے ساتھ آپ پر کتاب نازل کی ہے جو اپنے سامنے والی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور اس کی محافظ ہے۔ لہذا آپ ان لوگوں میں اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ کیجئے اور جو حق آپ کے پاس آیا ہے اُسے چھوڑ کے ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک طریقہ اور راستہ بنا دیا ہے۔ اور اگر اللہ چاہے تو سب کو ایک جماعت بنا دے۔)

اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ "ولا تتبع اھوائھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک" (اور آپ ان کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے اور ان سے بچتے رہیے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپ کو ان بعض احکام سے جو اللہ نے آپ کی طرف نازل کیے بہکا نہ دیں) کلام اللہ عزوجل کی یہ وہ نص و تصریح ہے کہ جو اس کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔

انجیل کے مطابق فیصلہ

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ" (اہل انجیل کو چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے اس میں نازل کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کریں) تو یہ بھی اپنے ظاہر معنیٰ میں حق ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کے دین کی پیروی کرنے کے احکام نازل فرمائے ہیں۔ وہ لوگ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے انجیل میں نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ کرنے والے نہیں ہو سکتے سوائے اس کے کہ وہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں محض ان احکام کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے جو اس نے انجیل میں نازل کیے ہیں جس کی طرف منسوب ہو کر یہ لوگ اہل انجیل کہے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ ہرگز حکم نہیں دیا ہے کہ اس کی پیروی کریں جس کا نام انجیل رکھ لیا گیا ہے حالانکہ وہ انجیل نہیں ہے اور نہ اس صورت میں جیسی کہ وہ ہے اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا ہے۔ آیت ہمارے قول کے موافق ہے، اس میں نہ نص کے طور پر اور نہ دلیل کے طور پر، یہ نہیں ہے کہ انجیل میں تبدیل نہیں ہوئی۔ اس میں نص اُن نصاریٰ کو جو اپنے کو اہل انجیل بتاتے ہیں یہ لازم کیا گیا ہے کہ وہ اسی کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ اس کے خلاف ہیں۔

تورات وانجیل قائم نہ رہنے دی

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "ولو انہم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیہم من ربہم لاکلوا من فوقہم ومن تحت ارجلہم" (اور اگر یہ لوگ توریت وانجیل کو اور اس کو جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان کی جانب نازل کیا گیا ہے قائم کرتے تو بلاشک اپنے اوپر سے بھی کھاتے اور اپنے نیچے سے بھی۔) تو یہ بھی حق ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور انہیں اس توریت وانجیل کے قائم کرنے کی جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی تھی ان کی تبدیل کے بعد کوئی گنجائش نہیں سوائے اس کے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں تو اس وقت یہ ان کے اندر نازل کیے ہوئے احکام کے ایمان اور یہ جو ان میں نازل نہیں ہوا ہے اس کے انکار کی وجہ سے توریت وانجیل کے حقیقی قائم کرنے والے ہوں گے۔

تصدیق کی صورت

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم" (اے اہل کتاب اس پر ایمان لاؤ کہ ہم نے نازل کیا ہے" وہ اس کی تصدیق کرنے والا ہے جو تمہارے پاس ہے)۔ تو ہاں یہ بھی حق ہے۔ یہ عام ہے مگر اس پر دلیل قائم ہے کہ یہ مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کی مراد

مُصدق قالما معکم " سے محض حق ہے۔ کہ اس کے سوا نا ممکن ہے۔
اس لیے کہ ہم بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ حق بھی ہے
اور باطل بھی۔ اور باطل کی تصدیق قطعاً جائز نہیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ
اللہ تعالیٰ نے اس (قرآن) کو نازل کیا ہے جو اس حق کی تصدیق
کرنے والا ہے جو ان کے ساتھ ہے (نہ کہ باطل کی جو ان کے
ساتھ ہے۔)

ہم کہہ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت و انجیل میں حق کو
باقی رکھا ہے تاکہ وہ ان کے مقابلے میں حجت ہو اور ان کی رسوائی
میں اضافہ۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔ لہذا جو ہم نے بیان کیا اس سے
ان کا ہر قسم کا اعتراض باطل ہو گیا والحمد للہ رب العالمین۔

ہمیں مسلمانوں کی ایک جماعت کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے جہل کی وجہ سے اُس توریت و انجیل کے	من از بیگانگاں دیگر چہ نالم

محرف و مبدل ہونے کا انکار کرتے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے ہاتھ
میں ہیں۔ اور انھیں اس پر محض نصوص قرآن و حدیث میں مشغولی کی
کمی نے آمادہ کیا ہے۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو سنا ہے کہ "یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق	کہ با من ہر چہ کرد آہ آشنا کرد

وانتم تعلمون" (اے اہل کتاب تم حق کو باطل میں کیوں ملاتے ہو اور
حق کو کیوں چھپاتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو)۔ اللہ تعالیٰ کے اس
کلام کو "وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون" (اور اہل کتب
کا ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ
کے اس کلام کو "وان منھم لفریقا یلوون السنتھم بالکتاب لتحسبوہ
من الکتاب وما ھو من الکتاب ویقولون ھو من عند اللہ

۱۶۰

وماھو من عند اللہ - الی اٰخرالاٰیۃ" (اور بیشک ان میں سے ایک وہ فریق ہے جو کتاب کے ساتھ اپنی زبانوں کو الٹتے پلٹتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ یہ کتاب کی بات ہے حالانکہ وہ کتاب کی نہیں ہوتی۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو "یحرفون الکلم عن مواضعہ" (یہ لوگ کلمات کو اپنے مقامات سے بدل دیتے ہیں) اس قسم کی آیات قرآن میں بہت کثرت سے ہیں جو مسلمان اس کے قائل ہیں کہ اہل کتاب کی نقل و روایت نقل متواتر ہے جو علم و یقین کو واجب کرتی ہے۔ اور اس سے حجت قائم ہو جاتی ہے۔

ہم ان سے کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ لوگ اس میں کوئی اختلاف نہیں کرتے کہ انھوں نے ان کتابوں کا جو حصہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام سے نقل کیا ہے اس میں نہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قطعاً کوئی ذکر ہے اور نہ آپ کی نبوت کی پیشینگوئی۔ لہٰذا اگر یہ قائلین ان اہل کتاب کی بعض نقل و روایت میں تصدیق کرتے ہیں تو انھیں واجب ہے کہ یہ ان کی بقیہ نقل میں بھی تصدیق کریں خواہ انھیں پسند ہو خواہ ناپسند۔

اگر یہ لوگ اہل کتاب کی بعض نقل کی تصدیق کریں اور بعض کی تکذیب تو انھوں نے تناقض اختیار کیا اور ان کا مکابرہ (یعنی عقل کے خلاف کرنا) ظاہر ہو گیا۔ اور یہ باطل ہے کہ کوئی روایت ایک ہی طریقے سے آئی ہو اور اس کا کچھ حصہ حق ہو اور کچھ باطل۔ انھوں نے تناقض اختیار کیا۔

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی مسلمان تحریف توریت و انجیل کے انکار کو کیسے حلال سمجھ سکتا ہے۔ حالانکہ وہ کلام اللہ سنتا ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا۔ سیماھم فی

وجوههم من اثر السجود ذالك مثلهم فی التوراة ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار" (محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلے میں بہت سخت ہیں آپس میں مہربان ہیں۔ اے دیکھنے والے تو انھیں رکوع وسجدے کی حالت میں دیکھے گا۔ وہ اللہ کے فضل ورضا کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ اُن کے چہروں میں سجدے کا اثر و نور ہے۔ ان کی یہ صفات توریت میں ہیں۔ اور انجیل میں اُن کی صفت یہ ہے کہ وہ مثل اس کھیتی کے ہوں گے کہ جس نے اپنا کھوا نکالا پھر اسے قوت پہنچائی پھر وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنوں پر قائم ہو گیا (اور درخت بن گیا) جس سے بونے والے خوش ہوتے ہیں۔ تاکہ ان لوگوں سے کفار کو رنج وحسد میں ڈالے)۔ حالانکہ ان آیات کا کوئی مضمون بھی ان کتابوں میں نہیں ہے جو یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں میں ہیں اور جنھیں وہ توریت وانجیل کہتے ہیں۔ لہذا ان جاہلوں کو بھی بغیر اپنے رب کی تصدیق کے چارہ نہیں کہ یہود ونصاریٰ نے توریت وانجیل کو بدل دیا۔ ورنہ یہ لوگ اپنی حماقت کی طرف رجوع کریں اور اپنے رب عزوجل کی تکذیب کریں اور یہود ونصاریٰ کی تصدیق کریں اور انھیں میں شامل ہو جائیں اس وقت پھر ان سب سے ان دونوں کتابوں کی تبدیل کے متعلق ایک ہی قسم کا سوال ہوگا جیسا کہ ہم نے واضح کر دیا ہے اور ان کتابوں کا کھلا ہوا اور صاف جھوٹ ہم نے بیان کر دیا ہے جو اس قسم کا ہے کہ اگر اس امر کی کوئی نص نہ بھی ہوتی کہ انھوں نے ان دونوں کتابوں کو بدل دیا ہے تب بھی ہم ان کی تبدیل کو یقینی جانتے جیسا کہ ہم اُن چیزوں کو یقینی جانتے ہیں جن کا ہم اپنے حواس سے مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کے متعلق کوئی

نص نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہاں تو مشاہدہ و نص دونوں جمع ہیں۔

نہ تصدیق نہ تکذیب

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی میں پڑھ کر سناتے تھے اور اہل اسلام کے لیے عربی میں اس کی تفسیر کرتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تو تصدیق کرو نہ تکذیب۔ اور یہ کہو کہ ہم تو اس پر ایمان لائے ہیں جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے۔

یہ ہمارے قول کی نص ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ جس چیز کی تصدیق کے متعلق قرآن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وارد ہوئی ہم اس کی تصدیق کریں گے۔ جس کی تکذیب کے متعلق کوئی نص اتری یا اس کا کذب ظاہر ہو گیا ہم اس کی تکذیب کریں گے۔ جس کی تصدیق یا تکذیب کے متعلق کوئی نص نازل نہیں ہوئی اور ممکن ہے کہ وہ سچ ہو اور ممکن ہے کہ جھوٹ ہو تو نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے نہ تکذیب۔ ہم وہی کہیں گے جو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم وہی کہیں گے جیسا کہ ہم نے ان لوگوں کی نبوت کے متعلق کہا ہے جن کے علم کی کوئی نص نہیں آئی ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مسلمان اہل کتاب سے بے نیاز ہیں

161

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ تم اہل کتاب سے کیسے کوئی بات پوچھتے ہو۔ حالانکہ تمہاری وہ کتاب جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی جدید ہے جس کو تم پڑھتے ہو وہ خالص ہے کہ اس میں کوئی آمیزش نہیں۔ آنحضرتؐ نے تم سے فرمایا ہے کہ اہل کتاب نے کتاب الٰہی کو بدل دیا اور اس میں تغیر کر دیا اور اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ دی اور کہہ دیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس سے

حقیر قیمت حاصل کریں۔ ابن عباس سے جو روایات ہیں ان میں سے سب سے زیادہ صحیح سند اسی روایت کی ہے اور بعینہ یہی ہمارا قول ہے اس امر میں صحابہ میں سے بھی ابن عباس کا کوئی مخالف نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ان کے پاس کعب احبار ایک کتاب لائے اور کہا کہ یہ توریت ہے۔ تو کیا میں اسے پڑھ سکتا ہوں؟ حضرت عمرؓ بن خطاب نے انھیں جواب دیا کہ اگر تمھیں یقین ہو کہ یہ وہی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی تو اسے تم رات دن پڑھا کرو۔ اور اس عمرؓ نے تو اس کی تحقیق نہیں کی ہے!

ہم انشاءاللہ تعالیٰ اُن علماء یہود کے کلام کثیر کا ایک مختصر حصہ بیان کریں گے جن سے یہود نے اپنی کتاب اور اپنا دین حاصل کیا ہے۔ یہ لوگ اپنی توریت وکتب انبیاء اور اپنی تمام شرائع کی نقل میں انھیں علماء کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہماری غرض اس سے یہ ہے کہ ہر ذی فہم ان لوگوں کے فسق وکذب کی مقدار دیکھ لے۔ اور اسے واضح ہو جائے کہ یہ لوگ کذاب اور دین حق سے برگشتہ کرنے والے تھے۔ وباللہ تعالےٰ التوفیق۔ اس کے متعلق ان لوگوں کا یہی اقرار کافی ہے کہ انھوں نے ان قربانیوں کے عوض میں جن کا اللہ نے حکم دیا تھا نمازیں (دعائیں) بنائی ہیں۔ اور یہ کھلم کھلا دین کی تبدیل ہے

خوف لعنت

ان کے علماء نے بیان کیا ہے، اور وہ ان کی کتب میں مشہور ہے اور یہ لوگ اس کے آگے اس کا انکار بھی نہیں کرتے، کہ برادران یوسفؑ نے جب اپنے بھائی کو فروخت کیا تو ان لوگوں نے ہر اس شخص پر لعنت چڑھادی جو ان کے والد کے پاس اُن کے فرزند یوسف کی زندگی کی خبر پہنچائے۔ اور اسی لیے یہ اللہ عز وجل نے اس کے متعلق

انھیں خبر دی اور نہ کسی فرشتہ نے۔

خدا ڈر گیا

تمھیں اس امت کے جنون پر تعجب کرنا چاہیے جو اس کی معتقد ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے ڈر گیا کہ اُس پر اُن لوگوں کی لعنت پڑ جائے گی جنھوں نے اپنے بھائی کو فروخت کر دیا۔ اور اپنے نبی باپ کی انتہائی نافرمانی و حق تلفی کی اور انتہائی جھوٹ بولے۔ بس واللہ اگر ان کی کتابوں میں صرف یہی ایک کذب اور یہی ایک حماقت اور یہی ایک کفر ہوتا تو بھی یہ لوگ اسی ایک کی وجہ سے تم امتوں میں سب سے زیادہ احمق اور سب سے زیادہ کافر اور سب سے زیادہ جھوٹے ہوتے۔ چہ جائیکہ ان کے تو بہت سے کفریات ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں اور انشاء اللہ اور بیان کریں گے۔

یارب! ایسا نہ کرنا

ان کی بعض کتب میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر عذاب نازل کرنا چاہا تو ہارون علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارب ایسا نہ کرنا کیونکہ تجھ پر ہمارے حقوق اور ذمہ داریاں ہیں۔ اس لیے کہ میں نے اور میرے بھائی نے تیرے لیے بہت بڑی سلطنت قائم کر دی ہے۔

خدا پر احسان رکھنا

یہ ایک دوسری قیامت ہے بھلا ہارون علیہ السلام اس جنون کو کیوں کہنے لگے۔ کہاں یہ جنون و تکبر اور کہاں وہ روشن حق جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یمنون علیك ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صادقین" (اے نبی یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ تم لوگ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ۔ بلکہ اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تمھیں ایمان کا راستہ بتا دیا۔ اگر تم سچے ہو)۔

خدا کی تصویر

ان کی بعض کتب میں ہے کہ وہ دونوں تصویریں

جو موسیٰؑ نے اللہ کے حکم سے تابوت (صندوق) اور شامیانے کے پردے کے پیچھے بنائی تھیں اُن دونوں تصویروں میں ایک اللہ کی تصویر تھی اور اس کے ساتھ ایک موسیٰ کی تصویر تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے کفر سے بلند و برتر ہے۔

خدا کی آنکھ کی پتلی

ان کی بعض کتب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جس نے تمہیں ستایا اس نے میری آنکھ کی پتلی کو ستایا۔

بُت کا زور

ان کی بعض کتب میں ہے کہ وہ سبب جس کی وجہ سے چالیس برس تک موسیٰ کے ساتھ بنی اسرائیل تیہ میں سرگرداں رہے یہانتک کہ سب کے سب مر گئے محض یہ تھا کہ فرعون نے مصر سے شام والے راستے پر ایک بت بنایا تھا جس کا نام اس نے باعل صفون رکھا تھا اور اُسے ہر اُس شخص کے لیے طلسم بنا دیا تھا جو مصر سے بھاگے تاکہ یہ طلسمی بت اُسے حیران کرے اور نکلنے نہ دے۔

پس تمہیں اس پر تعجب کرنا چاہیے جو اسے جائز رکھے کہ فرعون کا طلسم اللہ پر غالب ہو سکتا ہے۔ اور موسیٰ اور اُن کے ہمراہیوں کی سرگردانی کو جائز رکھے یہانتک کہ وہ مر جائیں۔ اچھا تو فرعون کی یہ قوت اس وقت کہاں تھی جب وہ دریا میں غرق کیا گیا۔

پیمبر زادی سے زنا

ان کی بعض کتابوں میں ہے کہ جب دینہ بنت یعقوب علیہ السلام کو شکیم بن حمور نے غصب کر لیا اور اس کے ساتھ زنا کیا تو وہ حاملہ ہو گئی اور اس کے یہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ اور ایک چمرگدہ اس زنا کے بچے کو اچک لے گیا اور اسے مصر اٹھا لے گیا تو وہ یوسف کی گود میں گر پڑی۔ پھر یوسف نے اسے اچک لیا

١٦٢

اور اس سے شادی کر لی۔

یہ اُن خرافات کے مشابہ ہے جنھیں عورتیں رات کو کہانی کہنے کے وقت بیان کرتی ہیں۔

مطلق خدا

ان کی بعض کتب میں ہے کہ یعقوبؑ نے اپنے بیٹے نفتالی ہی کے متعلق اس کی تیز رفتاری کی وجہ سے کہا کہ یہ "ایل مطلق" ہے (یعنی خدائے مطلق)۔ اس لیے کہ اس نے دن کے ایک گھنٹے میں ابراہیم علیہ السلام کے گاؤں سے جو بیت المقدس کے قریب تھا اس پوری زمین تک قطع کیا جو مصر میں تھی۔ اور حضرت خلیل کے گاؤں میں واپس آ گیا۔ یہ اس کی تیز رفتاری کے سبب سے تھا نہ اس وجہ سے کہ زمین اس کے لیے لپیٹ دی گئی تھی۔ اس سفر کی مقدار انتیس دن کی مسافت ہے۔

مردہ جادو سے زندہ

ان کی بعض کتب میں ہے جس کی صحت میں ان میں کوئی اختلاف بھی نہیں کہ ساحرین حقیقۃً مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ نام دعائیں اور کلام ہیں۔ جو انھیں جانتا ہے خواہ وہ فاسق ہو یا صالح طبائع کو بدل سکتا ہے۔ معجزات لا سکتا ہے اور مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ ایک بوڑھی ساحرہ نے شاہ شاول یا طالوت کے کہنے سے شموائیل نبی کو ان کی موت کے بعد زندہ کر دیا۔

اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ جب یہ صحیح ہے تو پھر ان لوگوں کو کیوں یقین نہیں آتا کہ موسیٰؑ اور جن کی نبوت کو یہ لوگ مانتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ساحر تھے۔ اس کے متعلق فرق کرنے کی گنجائش نہیں۔

ایک انڈا تیرہ شہر پر گرا

ان کی بعض کتب میں ہے کہ ان کے بعض علمائے جو ان کے نزدیک قابل تعظیم ہیں ان سے بیان کیا کہ انھوں نے ایک پرندے کو ہوا میں اڑتے دیکھا۔

اس نے ایک انڈا دیا جو تیرہ شہروں پر گرا اور اس نے ان سب کو چکنا چور کر دیا۔

نیزے پر اٹھا لیا
ان کی بعض کتب میں ہے کہ وہ مدنیہ عورت جس کا ذکر توریت میں ہے جس سے زمری بن خالو نے جو خاندان شمعون سے تھا زنا کیا تو فینحاس بن العزار بن ہارون نے اپنا نیزہ زمروں کے بھونک دیا۔ وہ نیزہ اس کے اور اس عورت کے جو اس کے نیچے تھی آر پار ہو گیا پھر اس نے ان دونوں کو اپنے نیزے میں آسمان کی طرف اٹھا لیا جو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دو چڑیاں ہیں جو سیخ میں پروئی ہوئی ہیں۔ اور اس نے کہا کہ جو تیری نافرمانی کرے گا ہم اس کے ساتھ ایسا ہی کریں گے۔

سُرین کی پیمایش
ان کے ایک بہت بڑے عالم نے جو ان کے نزدیک قابل تعظیم ہے کہا ہے کہ اس عورت کے سرین کی پیمایش بقدر دو مُد (یعنی تقریباً سات سیر) اناج کے تھی۔

سات سو گز کی ڈاڑھی
ان کی بعض کتب میں ہے کہ فرعون کی ڈاڑھی کی لمبائی سات سو گز کی تھی۔ واللہ یہ وہ مضحکہ خیز باتیں ہیں جن سے بچہ مر جانے والی کی تسلی ہو اور رنج و غم دور ہوں۔

کیا انھیں جیسوں سے دین کو نقل کرنا چاہیے۔ اس قوم کی تباہی ہے جس نے اپنی کتابیں اور اپنا دین اس جیسے جھوٹے بیحیا سے اور اس کے مشابہ لوگوں سے حاصل کیا ہے۔

مقدار خراج
ان کی بعض قابل تعظیم کتب میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی خراج کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ چھتیس ہزار قنطار سونا تھی۔ (ایک قنطار سونا تقریباً سو پونڈ وزن ہوتا ہے)۔ حالانکہ یہ لوگ مانتے ہیں کہ وہ صرف فلسطین و اردن و غور کے بادشاہ تھے۔ رفح۔ غزہ۔ عسقلان۔ صور۔ صیدا۔ دمشق۔ عمان۔

بلقار۔ مواب اور جبال الشراۃ کے کبھی بادشاہ نہیں ہوئے۔ یہ وہ آمدنی ہے کہ اگر وہ تمام سونا جمع کر لیا جائے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس مقدار کو نہیں پہنچے گا تو کہاں سے ادا کیا گیا ہوگا؟ ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ علماء جنھوں نے ان لوگوں کے لیے یہ خرافات تیار کی ہیں وہ حساب میں بالکل کند ذہن تھے۔ اور ان میں حیاء بھی بہت ہی کم تھی۔

دستار خوان کی وسعت

یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے دستر خوان کے لیے سالانہ ساڑھے گیارہ ہزار سے زیادہ گائیں اور چھتیس ہزار بکریاں ہوتی تھیں اور اونٹ اور شکار اس کے علاوہ تھے۔

غور تو کرو کہ اتنے گوشت کے لیے جو ہم نے بیان کیا کتنی روٹی درکار ہوتی ہوگی؟ ان لوگوں نے از روئے عدد اس کی مقدار صرف ان کے دستارخوان کے لیے سالانہ چھ ہزار مد بیان کی ہے (ایک مد تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے) تمھیں جاننا چاہیے کہ بنی اسرائیل کی بستیاں ان نفقات و اخراجات سے تنگ تھیں۔ اس کے ساتھ ان لوگوں کا یہ قول بھی ہے کہ سلیمان علیہ السلام اس تعداد سے دو ثلث (تہائی) گیہوں سالانہ اور اتنا ہی تیل بادشاہ صور کو ہدیۃً دیتے تھے۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ وہ یہ چیزیں کاہیکو اسے دیتے تھے۔ کیا یہ محض اس وجہ سے تھا کہ وہ بھی سلطنت میں ان کا ہمسر تھا؟ یہ کلمات جھوٹے اور سخی ہیں جن میں کوئی خفا نہیں۔ یہ ایسی خبریں ہیں جو باہم متناقض و مخالف ہیں۔

١٦٣

بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں روزانہ سو دستارخوان سونے کے بچھائے جاتے تھے کہ ہر دستارخوان پر سو پیالے سونے کے ہوتے تھے۔ تین سو طباق سونے کے ہوتے تھے کہ ہر طباق میں تین سو پیالیاں سونے کی ہوتی تھیں،

ذرا ان بیہودہ جھوٹوں پر تعجب تو کرو۔

تمھیں جاننا چاہیے کہ جس نے یہ توریت بنائی ہے وہ حساب میں بہت کند ذہن تھا علم مساحت (پیمائش۔ اقلیدس) میں بھی کوتاہ تھا۔ اس لیے کہ یہ ناممکن ہے کہ پیالے کا دائرے کا قطر ایک بالشت سے کم ہو۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو پھر وہ صُحَیفَہ (چھوٹی پیالی) ہوگا نہ کہ بادشاہ کے کھانے کا صحفہ (یعنی بڑا پیالہ)۔

بدیہی طور پر واجب ہے کہ ان دسترخوان کی پیمائش دس بالشت سے دس بالشت ہو (۱۰×۱۰) نہ کہ اس سے کم۔ اور یہ بھی اس کے حاشیہ اور کنارے کے علاوہ ہونا چاہیے۔ سونے کا ایسا دسترخوان جس کی یہ حالت ہو اسے سوائے ہاتھی کے اور کوئی ہلا بھی نہیں سکتا۔ اس لیے کہ تمام اجسام میں سونا سب سے زیادہ وزنی اور سب سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ یہ بھی قطعاً ناممکن ہے کہ ان دسترخوانوں میں سے ہر دسترخوان میں تین ہزار رطل (پونڈ) سے کم سونا ہو۔ تو پھر وہ کون ہوگا جو اس کو اٹھاتا ہوگا، کون ہوگا جو اس کو بچھاتا ہوگا، کون ہوگا جو اس کو دھوتا ہوگا، کون ہوگا جو اس کو پوچھتا ہوگا، اور کون ہوگا جو اس کو پھراتا ہوگا۔ پھر یہ سونا اور یہ طباق کہاں سے آئے ہوں گے؟

ملک سلیمانؑ

اگر کہا جائے کہ تم لوگ بھی تو اس کی تصدیق کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسی سلطنت دی تھی جو ان کے بعد کسی کے لیے مناسب نہ تھی اللہ تعالیٰ نے ہوا اور جن اور پرندوں کو ان کا مطیع بنا دیا تھا، انھیں چڑیوں اور چیونٹیوں کی بولی سکھائی تھی۔ ہوا ان کے حکم سے چلتی تھی۔ جن ان کے لیے محرابیں اور مورتیں اور پیالے اور ہانڈیاں بنایا کرتے تھے۔ ہم کہیں گے ہاں۔ ہم تو اسے کافر سمجھتے ہیں جو اس پر ایمان نہ لائے مگر ان دونوں باتوں میں

کھلا ہوا فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ تم نے بیان کیا جس کی ہم بھی تصدیق کرتے ہیں وہ اُن معجزات میں سے ہے جن کے مثل انبیاء علیہم السلام لایا ہی کرتے ہیں۔ جو سب کا سب بنیاد عالم ہی سے ممکن کے تحت میں داخل ہے۔ اور جس کو ان لوگوں نے بیان کیا ہے وہ اس باب سے خارج ہے اور بنیاد عالم ہی سے حد کذب و محال میں داخل ہے۔

فرضی تعداد

ان کی بعض قابل تعظیم کتب میں ہے کہ فارح بادشاہ سوڈان نے دس لاکھ سپاہیوں کے ہمراہ بیت المقدس پر چڑھائی کی۔ بادشاہ اسا بن ابنا تین لاکھ بنی یہوذا اور پچاس ہزار بنی بنیامین کے سپاہیوں کے ہمراہ اس کے مقابلے کو آیا اور بادشاہ سوڈان کو شکست دی۔

یہ کذب فاحش اور ممتنع ہے اس لیے کہ سوڈان کے قریب تر مقام سے جو نوبہ ہے دریائے نیل کے سمندر میں گرنے کے مقام تک تقریباً تیس دن کی مسافت ہے اور دریائے نیل کے گرنے کے مقام سے بیت المقدس تک تقریباً دس دن کی مسافت ہے اور جنگل او بیابان ہی بیابان ہیں۔ دس لاکھ سپاہیوں کو بڑے بڑے آباد شہر ہی برداشت کر سکتے ہیں۔ خشک بیابان تو برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر مصر میں بھی خود مصر کے تمام علاقے ہیں۔ پھر کیسے کوئی اس میں سے بیت المقدس تک جا سکتا ہے۔ یہ لشکروں کی ترتیب اور ممالک کے حالات کے اعتبار سے ناممکن ہے۔

بہت ہی بعید ہے کہ بادشاہ سوڈان کے یہاں جہاں ان لوگوں کے بڑے بڑے شہر ہیں اور ان لوگوں کی کثیر تعداد ہے بیت المقدس کا نام بھی آیا ہو چہ جائیکہ وہ اس پر چڑھائی کرنے کا تکلف کرتا۔ اس لیے کہ یہ شہر نوبہ سے دور ہیں۔ شہر نوبہ و حبشہ و بجاۃ کا رقبہ تو بہت چھوٹا اور آبادی قلیل ہے۔ اور یہ سب چھوٹی

اور بیہودہ خرافات باتیں ہیں۔

خدا کی ناک کی پیمایش

ان کی ایک کتاب ہے جس کا نام شعر توما ہے جو تلموذ کی لکھی ہوئی ہے اور تلموذ وہ ہے جو ان لوگوں کی فقہ و احکام دین و شریعت میں مستند و معتمد ہے اور وہ ان میں بغیر کسی کے اختلاف کے اُن کے روسائے علماء و احبار میں مانا جاتا ہے۔ کتاب مذکور میں ہے کہ ان کے خالق کی پیشانی کی پیمایش اوپر سے ناک تک پانچ ہزار گز ہے۔ اللہ تعالیٰ حدود و پیمایش و جہات و صور سے بری ہے۔

خدا کا تاج اور انگوٹھی

۱۶۴ اسی تلموذ کی ایک دوسری کتاب میں ہے جس کا نام سادر ناشیم ہے اور اس کے معنی "تفسیر احکام حیض" ہیں کہ ان کے خالق کے سر پر ایک تاج ہے جس میں ایک ہزار قنطار سونا ہے (قنطار کا وزن تقریباً سو پونڈ ہوتا ہے)۔ اور اس کی انگلی میں ایک انگوٹھی ہے جس سے سورج اور ستارے روشن ہیں۔ اور جو فرشتہ اس تاج کا خادم ہے اس کا نام صندلفون ہے۔ اللہ تعالیٰ ان خرافات سے بری ہے۔

ان کے تمام علماء کا (اللہ ان پر لعنت کرے) اتفاق ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور انبیاء کو گالی دے گا تو اُسے سزا دی جائے گی اور جو علماء کو گالی دے گا تو وہ مر جائے گا یعنی اُسے قتل کیا جائے گا۔ لہٰذا اس سے تمھیں تعجب کرنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ یہ وہ ملحدین ہیں جن کا کوئی دین نہیں ہے کہ اپنے آپ کو انبیاء علیہ السلام اور اللہ عزوجل پر فضیلت دیتے ہیں۔

علمائے یہود سے (کیونکہ جو ان کے نیچے درجے والوں سے ظاہر ہوتا ہے اس کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں) اور جیسا کہ ہم نے

ان کے دوسرے علماء کو بیان کرتے سنا کہ معنیٰ جس کو یہ لوگ برا بھی نہیں سمجھتے۔ کہ ان کے ان علماء نے کہ جن سے ان لوگوں نے اپنا دین۔ توریت اور کتب انبیاء علیہم السلام حاصل کیں اتفاق کر کے بولس البنیا مینی لعنہ اللہ کو رشوت دی اسے دین عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر کرنے کا، ان کے پیروؤں کے گمراہ کرنے کا، انھیں الوہیت مسیح کے عقیدے کی طرف لے جانے کا حکم دیا۔ اور اس سے کہا کہ ہم سب مل کر اس معاملے میں تمھارے گناہ کو برداشت کر لیں گے۔ اس نے یہی کیا اور اس طریقے سے یہ گمراہی جہاں تک پہنچ گئی ظاہر ہے

یقیناً یہ وہ عمل ہے جسے کوئی صاحب دین قطعاً سہل نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس سے خالی نہیں کہ ان احبار (علمائے یہود) لعنہم اللہ کے نزدیک مسیح علیہ السلام کے پیرو یا تو حق پر ہیں یا باطل پر۔ دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

اگر ان کے نزدیک یہ لوگ حق پر ہیں تو پھر انھوں نے ایک اہل حق کی گمراہی کو اور ان کے ہدایت و دین سے نکال کے کھلی ہوئی گمراہی میں داخل کرنے کو کیسے حلال سمجھ لیا۔ یہ وہ امر ہے کہ جسے واللہ کوئی اللہ پر ایمان لانے والا ہرگز نہیں کر سکتا۔

اگر وہ لوگ ان کے نزدیک گمراہی و کفر پر ہیں تو پھر انھیں ان کے لیے اسی کو کافی سمجھنا چاہیے تھا۔ مومن تو صرف یہی کوشش کرتا ہے کہ کافر یا گمراہ ہدایت پائے۔ یا یہ کوشش کرتا ہے کہ کفر میں اس کی رائے اور مضبوط ہو اور اس کے لیے کفر کے ایسے دروازے کھولتا ہے جو اس سے بھی شدید و فحش ہوتے ہیں جس پر وہ پہلے تھا۔ یہ بھی وہ امر ہے جسے کوئی مومن تو قطعاً نہیں کر سکتا۔ اس کو سوائے اس ملحد کے کوئی نہیں کر سکتا جو یہ چاہتا ہے کہ جو لوگ اس کے علاوہ ہیں یہ ان سے تمسخر کرے۔ ایسوں سے

ان لوگوں نے اپنا دین اور کتب انبیاء حاصل کی ہیں جیسا کہ خود انھیں اقرار ہے۔ لہٰذا اس سے بھی تمھیں تعجب کرنا چاہیے۔

ابن سبا کی تحریک

یہ وہ امر ہے جسے ہم ان لوگوں سے بعید نہیں سمجھتے۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے یہی طریقہ ہمارے اندر اور ہمارے دین کے اندر اختیار کیا ہے۔ مگر اس میں ان کی کامیابی بہت دور ہے۔ اور یہ عبداللہ بن سبا یہودی کے اسلام سے ہوا ہے اس کا عرف ابن السوداء الیہودی الحمیری ہے (اس پر خدا کی لعنت ہو) یہ اس لیے اسلام لایا تاکہ یہ جن مسلمانوں پر قابو پائے انھیں گمراہ کرے۔ اس نے اس کمینہ گروہ کے لیے ایک طریقہ پیدا کر دیا جو علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں ہلاک ہونے والے تھے کہ وہ الوہیت علی کا عقیدہ اختیار کریں جیسا کہ لوبس نے مسیح علیہ السلام کے پیروؤں کے لیے طریقہ نکالا کہ وہ الہیت مسیح کا عقیدہ اختیار کریں۔ یہ (شیعہ) لوگ باطنیہ و غالیہ ہیں جواب تک موجود ہیں۔ ان میں سب سے خفیف کفر والے شیعہ امامیہ ہیں۔ ان سب فرقوں پر اللہ کی بیشمار لعنتیں ہوں اور ہمیشہ رہیں۔

خدا کی قدر

ان سب میں بدتر وہ شخص ہے کہ جس کو بغیر آپس کے اختلاف کے انھوں نے اپنے ان تفسیر علمائے متقدمین سے نقل کیا ہے جن سے انھوں نے اپنا دین حاصل کیا ہے اور اپنی توریت و کتب انبیاء نقل کی ہیں کہ جس کا نام اسماعیل تھا جو بیت المقدس کی بربادی کے بعد ہی ہوا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو کبوتری کی طرح کراہتے اور روتے ہوئے سنا اور وہ کہہ رہا تھا کہ خرابی ہے اس کی جس نے اس (اللہ) کے گھر کو اجاڑ دیا اور اس کی دیوار کو بنیاد تک منہدم کر دیا اور اس کے قصر کو گرا دیا اور اس کے مقام سکینہ کو منہدم کر دیا میری تباہی ہے کہ

میں نے اپنا گھر اجاڑ دیا۔ میری تباہی ہے کہ میں نے اپنے بیٹوں بیٹیوں کو جدا کر دیا۔ میری کمر ٹیڑھی رہے گی تاوقتیکہ میں اپنا گھر نہ بناؤں اور اپنے بیٹوں بیٹیوں کو اس میں واپس نہ لاؤں۔ (اس کے بعد) یہی کمینہ، گندہ کمینوں کا لڑکا اسماعیل کہتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری چادر پکڑ کے مجھ سے کہا کہ اے میرے فرزند اسماعیل کیا تو نے میری بات سنی؟ میں نے کہا کہ یارب نہیں۔ پھر مجھ سے کہا کہ اے میرے فرزند اسماعیل مجھے دعا دے۔ یہ سڑا ہوا مردار کتا کہتا ہے کہ پھر میں نے اسے دعا دی اور میں چلا گیا۔

لقد ذل من بالت علیه الثعالب

"وہ ذلیل ہے جس پر لومڑیاں موتتی ہوں" واللہ موجودات میں اس سے زیادہ ذلیل اور اس سے زیادہ سڑیل کون ہوگا جو اس ناپاک کتے (اسماعیل) کی دعا کا محتاج ہو؟ لہٰذا انھیں، ان عظیم الشان وبدترین وجوہ کفر پر تعجب کرنا چاہیے جو اس قصے میں پروئے ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے اُنس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دینا ہے کہ وہ بار بار اپنے لئے خرابی وتباہی کی بددعا کر رہا تھا۔ حالانکہ درحقیقت تباہی وبربادی اُس کی ہے جو اس قصے کی تصدیق کرے اور اس ملعون کی ہے جس نے یہ قصہ بنایا ہے۔ ۱۶۵

خدا کی پشیمانی

ازاں جملہ اللہ تعالیٰ کو اس سے موصوف کرنا ہے کہ وہ اپنے کیے پر نادم ہوا۔ وہ کیا چیز تھی جس نے اُسے ندامت کی دعوت دی؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ عاجز تھا۔ یہ ایک دوسرا تعجب خیز امر ہے۔ جب وہ اس پر نادم ہوا تو پھر اس نے ان کی جدائی اور ان پر نجاست ڈالنے کو باقی کیوں رکھا کہ یہ ان کے پاخانے کے مقامات میں خارش پیدا کرنے کی حد تک پہنچ جائے؟ عالم میں اس سے زیادہ احمق صفت کسی کی نہ ہوگی کہ جو اُسی فعل کو باقی رکھے جس پر آسے اس قدر ندامت ہو۔

منجملہ اُن کے اس کا اللہ کو گریہ وزاری کا موصوف بنانا ہے۔
اور منجملہ ان کے اس کا اپنے پروردگار کو اس امر کا موصوف بنانا ہے کہ اسے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ آیا اس (اسماعیل) نے اس کی بات سنی یا نہیں۔ یہانتک کہ اس کے متعلق اسے اس سے دریافت کرنا پڑا۔ اسب سے بڑھ کر ظرافت خود اس کا اپنے متعلق یہ خبر دینا ہے کہ اس نے جھوٹا جواب دیا (یعنی باوجود سننے کے یہ کہہ دیا کہ یارب میں نے نہیں سنا) اللہ تعالیٰ نے اس کے جھوٹ پر قناعت کی اور اس کے نزدیک جائز ہوگیا۔ اسے یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ جھوٹا ہے۔
منجملہ ان کے اُس کا اس ویران مقام میں رہنا ہے جو انسانوں میں مجنونوں کا اور حیوانوں میں رذیل جانوروں کا ٹھکانا ہوتا ہے مثلاً لومڑیاں اور جنگلی بلیاں وغیرہ۔
منجملہ ان کے اس کا اللہ تعالیٰ کو کمر کے ٹیڑھے ہونے سے موصوف کرتا ہے۔
منجملہ ان کے اس کا اس گندے اور گندی اور گندے کے بیٹے سے دعا کا طلب کرنا ہے۔ قسم ہے اُس اللہ کی کہ جس کے سوا کوئی لایق عبادت نہیں کہ کبھی کوئی ملحد اور دین سے برگشتہ کرنے والا اس حد تک نہ پہنچا ہوگا جن حدود تک یہ ملعون اور اس کے تعظیم کرنے والے پہنچ گئے۔ ہمارا تو اللہ ہی مددگار ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے کفر اور ان کے ان اقوال کو بیان نہ کیا ہوتا کہ " ید اللہ مغلولۃ " (اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے)۔ ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء " (اللہ محتاج ہے اور ہم لوگ بے نیاز ہیں)۔ تو ہماری زبان اُن مضامین پر نہ چلتی ہو جو ہم نے بیان کیے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ہم سے ان کے کفر کی حکایت بیان کی ہے اس سے ہمیں بھی یہ سہل ہوگیا۔ اس کتے کی خدا اس پر لعنت کرے تمام خبروں میں اس خبر سے زیادہ عجیب کوئی خبر نہیں جو اس نے اپنے دل سے

بیان کی ہیں وہ خبر حسب ذیل ہے:

تمام یہود یعنی ان میں سے جو ربانیین ہیں وہ سب اللہ عزوجل پر غضب ہونے پر اور اس کے عیب بیان کرنے پر اور اس کے حکم کے ذلیل کرنے پر	خدا ماتم کرتا ہے

متفق ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "عید الکبود" کی شب کو جو تشرین اول یعنی اکتوبر کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے "المیططرون کھڑا ہوتا ہے۔ اُن کے یہاں اس لفظ کے معنی "رب صغیر" کے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ اُن کے کفر سے بلند و برتر ہے)۔ اور کہتا ہے اور وہ کھڑے کھڑے اپنے بال اکھیڑتا رہتا ہے اور تھوڑا تھوڑا روتا جاتا ہے" کہ میری تباہی ہے کیونکہ میں نے اپنا گھر ویران کر دیا اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو یتیم کر دیا۔ میرا قد جھک گیا" میں اسے نہ اٹھاؤں گا تاوقتیکہ میں اپنا گھر نہ بنالوں اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو اس میں واپس نہ لے آؤں۔ وہ (رات بھر) اسی کلام کو دہراتا رہتا ہے۔

تمھیں جاننا چاہیے کہ ان لوگوں نے شروع اکتوبر کے دس روز الگ کر لیے ہیں جس میں اللہ عزوجل کے علاوہ یہ کسی دوسرے رب کی پرستش کرتے ہیں۔ انھوں نے شرک خالص حاصل کر لیا ہے۔ وہ "رب صغیر" جس کے لیے انھوں نے مذکورۂ بالا دس دن الگ کر لیے ہیں جن میں اللہ عزوجل کے علاوہ یہ لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں وہ ان کے نزدیک صندلفون فرشتہ ہے جو اس "تاج کا خادم ہے جو ان کے معبود کے سر پر ہے۔ یہ نصاریٰ کے شرک سے بھی بڑھ کر ہے۔

میں نے بعض یہود سے اس کو بتایا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میططرون بھی ایک فرشتہ ہے۔ میں نے کہا کہ یہ فرشتہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میری تباہی ہو کہ میں نے اپنا گھر اجاڑ دیا اور میں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو جدا کر دیا اور یہ سوائے اللہ عزوجل کے

کسی نے نہیں کیا۔ اگر وہ لوگ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس فعل کا انتظام اس فرشتے نے کیا تو ہم کہیں گے کہ یہ محال و ناممکن ہے کہ فرشتہ اس فعل پر نادم ہو جو اس نے اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ تو فرشتے کا کفر ہو گا، اگر وہ ایسا کرے گا۔ چہ جائیکہ اس فرشتے کی اس فعل پر تعریف کی جائے؟ یہ سب محض ان کی حیلہ سازی ہے جو اس وقت کرتے ہیں جب کہ ان خرافات کو ان کے منہ پر مارا جاتا ہے۔ ورنہ اس امر میں خود ان کی دو قسمیں ہیں۔

ایک تو یہ کہتے ہیں کہ وہ (یعنی جس نے بیت المقدس کو ویران کیا) خود اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ اس کی توہین و تحقیر کرتے ہیں اور اس کے عیوب بیان کرتے ہیں۔

دوسرے یہ کہتے ہیں کہ وہ دوسرا رب ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہے۔ تمھیں جاننا چاہیے کہ یہود اپنے کنائس یعنی عبادت خانوں میں ماہ ایلول و تشرین اول کی پے در پے چالیس راتوں میں قیام کرتے ہیں۔ یہ دونوں مہینے ستمبر (سمتبر) و اکتوبر ہیں۔ شور کرتے ہیں اور اپنے مصائب پر بد دعا کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ "اے اللہ اس حالت میں تو ہمیں کیوں سلامت رکھتا ہے۔ حالانکہ دین صحیح اور سب سے بھلا نشان ہمارا ہی ہے۔ اے اللہ تو کس لیے ہم سے بہرہ بنتا ہے حالانکہ تو سنتا ہے اور کس لیے تو اندھا بنتا ہے حالانکہ تو دیکھتا ہے۔ ۱۲۶
یہی بدلہ ہے اس کا جو تیری بندگی کی طرف بڑھے اور تیرے اقرار کی طرف سبقت کرے۔ اے اللہ تو کفران نعمت کرنے والے کو سزا کیوں نہیں دیتا اور احسان کی جزا کیوں نہیں دیتا۔ پھر تو ہمارا حق کم کرتا ہے اور ہمیں ہر ظالم کے لیے سلامت رکھتا ہے حالانکہ تو کہتا ہے کہ تیرے احکام عادلانہ ہیں۔"

تم ان بدمعاشوں کی حماقت پر اور ان کمینوں کی رذالت پر تعجب کرو جو اپنے پروردگار عز وجل پر احسان جتاتے ہیں۔ ان کے

اور اس کے ملائکہ و مرسلین کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔ واللہ ان کے رب نے ان کے حق میں کوئی کمی نہیں کی۔ اور ان کا حق سوائے دنیا میں رسوائی کے اور آخرت میں دائمی عذاب کے ہے ہی کیا۔ اور اللہ تعالیٰ بغیر کسی کمی کے ان کو ان کا پورا پورا حق دے گا۔ تم اللہ کی حمد کرو کہ اس نے اسلام سے ہم پر احسان عظیم کیا جو ایسا روشن دین ہے جس کی تصدیق عقول کرتی ہیں۔ جس نے ہم پر اس کتاب سے احسان عظیم کیا جو اس نے اپنے پاس سے نور مبین اور حقایق واضحہ کے ساتھ اتاری۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے اس احسان پر جو اس نے اپنے کرم سے کیا ہے اس وقت تک ثابت قدم رکھے جب تک ہم اس سے ملیں اور نہ ہم پر اس کا غضب ہو اور نہ ہم گمراہ ہوں۔ ہم نے توریت یہود اور ان کی کتب سے جو ظاہر کذب اور روشن اختلافات نکالے ہیں وہ یہاں پر ختم ہو گئے جس کے ساتھ اس امر میں کوئی شک نہ رہا کہ یہ سب بدلی ہوئی بنائی اور جھوٹی کتابیں ہیں، ان کے بڑوں کی بنائی اور گڑھی ہوئی شریعت ہے، اس کے بعد ان لوگوں کے ہاتھوں میں کچھ بھی نہ رہا۔ نہ ان کے دین کے فساد میں کسی قسم کا کوئی شبہہ رہا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

دیکھو خبردار کسی ایسے شخص کا فریب تم پر نہ چلنے پائے جو خرافات اور جھوٹی باتوں سے تمہارا مقابلہ کرے۔ کیونکہ ہم لوگ اپنے دین میں کسی چیز کی ہرگز تصدیق نہیں کرتے سوائے اس کے جو قرآن میں آیا ہو یا جو ثقات کی اسناد سے اس طرح ثابت ہوا ہو کہ وہ ثقہ بہ ثقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے جو اس کے علاوہ ہو تو ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ باطل ہے

تمھیں جاننا چاہیے کہ ہم نے ان کی رسوائیوں میں سے کثیر میں سے صرف قلیل ہی لکھا ہے۔ لیکن جو کچھ بھی لکھا ہے وہ ان لوگوں کے تمام امور کے کہ جن پر یہ لوگ قائم ہیں فساد کے بیان میں قطعاً کافی ہے۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔
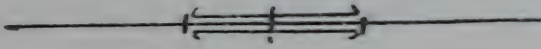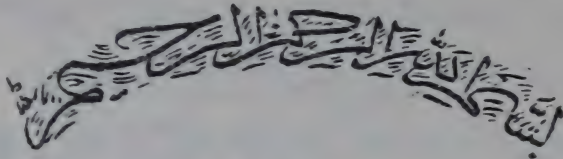
جزو ثانی

انجیل کی دروغ بیانی

انجیل و کتب نصاریٰ کا ہم انشاءاللہ وہ کذب بیان کریں گے جو خود ان کی اناجیل میں منصوص ہے اور وہ تناقض واختلاف بیان کریں گے جس میں ایسا امر ہوگا کہ جو اسے دیکھے گا کہ اُسے اس میں کوئی شک نہ ہوگا کہ ان (نصاریٰ) لوگوں کو عقل نہیں ہے اور یہ سب کے سب اللہ کی نصرت و مدد سے دور ہیں۔

ان کے دین کے فساد میں تو اس شخص کے نزدیک ذرا بھی مشکل نہیں جسے کچھ بھی عقل ہے۔ اور ہمیں اس امر میں کسی برہان کی حاجت نہیں کہ اناجیل و بقیہ کتب نصاریٰ نہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہیں اور نہ مسیح علیہ السلام کی جانب سے جیسا کہ ہمیں توریت اور اُن کتب میں حاجت تھی جو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب ہیں اور یہود کے ہاتھوں میں ہیں۔

تمام یہود اس کے مدعی ہیں کہ وہ توریت جو ان کے پاس ہے وہ اللہ عزوجل کے پاس سے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی ہے۔ ہمیں اس کے متعلق ان کے دعوے کے بطلان پر برہان قائم کرنے کی حاجت تھی۔

خود عیسائیوں کا بیان کہ انجیل منزل من اللہ نہیں

نصاریٰ نے ہمیں اس تمام مشقت سے بے نیاز کردیا ہے کیونکہ وہ یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ اناجیل اللہ کے پاس سے مسیح پر نازل کی گئی ہیں اور نہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان اناجیل کو مسیح ان کے پاس لائے ہیں۔ بلکہ

یہ سب لوگ شروع سے آخر تک اریوسی وملکی ونسطوری ویعقوبی و مارونی و بولقانی سب کے سب اس امر میں اختلاف نہیں کرتے کہ یہ چار کتب تواریخ ہیں جن کو چار شخصوں نے تالیف کیا ہے اور وہ مختلف زمانوں میں مشہور رہیں

انجیل متی

ان میں سب سے پہلی تاریخ وہ ہے جسے متی اللا دانی شاگرد مسیح نے مسیح علیہ السلام کے اٹھنے کے نو سال بعد تالیف کیا ہے۔ اُسے بزبان عبرانی ملک شام کے شہر یہوذ میں لکھا ہے جو خط متوسط میں تقریباً اٹھائیس ورق کی ہوگی۔

انجیل مرقس

دوسری وہ تاریخ ہے جو مسیح علیہ السلام کے اٹھنے کے بارہ سال بعد مارقس الہارونی نے تالیف کی جو شمعون الصفا بن تو ما کا شاگرد تھا، شمعون کا نام باطرہ تھا۔ مارقس نے اسے ملک روم کے شہر انطاکیہ میں بزبان یونانی لکھا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شمعون مذکور ہی نے تالیف کی تھی مگر اس کے شروع سے اپنا نام مٹا کے اسے اپنے شاگرد مارقس کی طرف منسوب کر دیا۔ شمعون، مذکور مسیح کا شاگرد ہے۔ یہ انجیل بخط متوسط چوبیس ورق کی ہوگی۔

انجیل لوقا

تیسری وہ انجیل ہے جو لوقا طبیب انطاکی شاگرد شمعون باطرہ نے تالیف کی ہے۔ اس نے اسے مارقس مذکور کی تالیف کے بعد شہر آقایہ میں بزبان یونانی لکھا ہے یہ بقدر انجیل متی کے ہوگی۔

انجیل یوحنا

چوتھی وہ تاریخ ہے جسے یوحنا بن سیذای شاگرد مسیح نے مسیح کے اٹھنے کے انہتر برس بعد تالیف کی ہے۔ اس نے اسے شہر اثینیہ (ایتھنس) میں بزبان یونانی لکھا۔ یہ بھی بخط متوسط چوبیس ورق کی ہوگی۔ خود اسی یوحنا نے اپنے ساتھ متی کی انجیل کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کیا۔

ان چاروں انجیلوں کے بعد سوائے الافرکسیس کے نصاریٰ کی کوئی ایسی قدیم کتاب نہیں ہے جس کی وہ تنظیم کرتے ہوں۔ یہ وہ کتاب ہے جو لوقا طبیب مذکور نے واقعات حواریین اور اپنے ساتھی بولس البنیامینی کے تذکرے اور ان لوگوں کے حالات و واقعات قتل میں تالیف کی ہے جو مختلف خطوط میں پچاس ورق کی ہوگی۔

کتاب الوحی والاعلان یوحنا بن سیذای مذکور نے تالیف کی ہے یہ وہ کتاب ہے جو انتہائی حماقت وبیہودگی میں ہے۔ اس نے جو کچھ خواب میں دیکھا

اور شب میں اسے بحالت خواب جہاں لے گئے، وہ سب اس نے اس میں بیان کیا ہے، اسی قسم کے اور بھی بیہودہ خرافات ہیں۔

سات رسائل قالونیہ بھی ہیں جن میں سے تین رسائل یوحنا بن سیذائی مذکور کے ہیں، دو رسالے باطرہ شمعون مذکور کے ہیں۔ ایک رسالہ یعقوب بن یوسف النجار کا ہے اور دوسرا اس کے بھائی یہوذا بن یوسف کا ہے۔ ہر رسالہ ایک ورق سے دو ورق تک کا ہے اور نہایت ردی و احمقانہ ہیں۔

بولس شاگرد شمعون باطرہ کے پندرہ رسالے ہیں جو سب کے سب چالیس ورق کے ہوں گے۔ جو حماقت، شیخی اور کفر سے بھرے ہوئے ہیں۔

ان کی کسی کتاب کے متعلق ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ ان کے متاخرین میں سے مذہبی پیشواؤں کی تالیفات ہیں۔ مثلاً چھ عدد مجامع البطارقۃ و الاساقفۃ الکبار اور ان کی بقیہ مجامع الصغار، ان لوگوں کی فقہ جو ان کے احکام میں ہیں اور جسے رکدید بادشاہ نے تیار کیا ہے۔ اور اسی پر اندلس کے نصاریٰ عمل کرتے ہیں۔

پھر بقیہ نصاریٰ کے احکام بھی ہیں جنھیں ان کے لیے ہر ایسے اسقف نے تیار کیا جس سے اللہ نے تیار کرا دیا اس میں جیسا کہ ہم نے کہا ہے ان لوگوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

پھر ان کے شہداء کی خبریں ہیں۔ فقط

نصاریٰ کی تمام نقل اس کے اول سے آخر تک یہ لوگ جہاں کہیں بھی ہو صرف تین شخصوں کی طرف راجع ہے جن کا ہم نے نام بتایا۔ اور وہ بولس اور مارقش اور لوقا ہیں۔ یہی تین آدمی صرف پانچ آدمی سے نقل کرتے ہیں۔ اور وہ باطرہ (شمعون) اور متی اور یوحنا اور یعقوب اور یہوذا ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ یہ

سب کے سب مخلوقات میں سب سے جھوٹے اور سب سے زیادہ خبیث تھے جیسا کہ اس کے بعد ہم انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

بولس نے الافرکسیس اور اپنے گیارہ رسائل میں بیان کیا ہے کہ وہ باطرہ کے ساتھ پندرہ روز سے زائد نہیں رہا۔ پھر دوبارہ اُس سے ملا تب بھی اس کے ساتھ بہت کم رہا اور پھر تیسری مرتبہ اُس سے ملا تو دونوں گرفتار کر لیے گئے اور دونوں کو مصلوب کر کے اللہ کی لعنت کی طرف بھیج دیا گیا۔

اناجیل اربعہ اور وہ کتب جن کے متعلق ہم نے بیان کیا کہ ان پر ان لوگوں کا اعتماد ہے وہ مشرق سے مغرب تک ایک ہی نسخے پر اور ایک ہی حالت پر نصاریٰ کے تمام فرقوں کے پاس ہیں جن میں کسی کو بھی ایک کلمہ گھٹانا یا بڑھانا غیر ممکن ہے سوائے اس کے کہ ایسا کرے تو تمام نصاریٰ میں اس کی رسوائی ہو۔ وہ مارقش و لوقا و یوحنا تک اسی طرح پہنچی تھیں جس طرح تھیں۔ اس لیے کہ یوحنا ہی وہ شخص ہے جس نے انجیل متی کو متی سے نقل کیا ہے۔ رسائل بولس بھی اسی طرح بولس تک پہنچے تھے۔

جاننا چاہیے کہ نصاریٰ کی حالت یہود کی حالت سے بعید کمزور تھی۔ اس لیے کہ یہود کی تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور اُن کے بعد بھی سلطنت اور بہت بڑی جماعت تھی۔ ان میں بہت سے انبیاء تھے جو ظاہر تھے صاحب حکومت تھے اور ان کی فرمانبرداری کی جاتی تھی۔ مثلاً موسیٰ و یوشع و شموال و داؤد و سلیمان علیہم السلام۔

توریت میں جو کچھ کمی بیشی ہوئی وہ صرف سلیمان علیہ السلام کے بعد ہوئی۔ جب کہ ان لوگوں میں کفر و بت پرستی کا ظہور ہوا، انبیاء قتل کیے جانے لگے، توریت جلا دی گئی اور بیت المقدس کو بار بار لوٹا گیا۔ ان سب کا کفر برابر جاری رہا یہاں تک کہ اسی

حالت پر ان کی سلطنت تلف ہو گئی رہے۔ نصاریٰ تو نہ خود ان میں سے کسی کو اس میں اختلاف ہے اور نہ کسی غیر کو کہ مسیح پر ان کی زندگی میں صرف ایک سو بیس مرد ایمان لائے، اسی طرح الافرکیس میں ہے، چند عورتیں ایمان لائیں جن میں وکیل مرد وس کی عورت وغیرہا تھیں۔ یہی عورتیں مسیح پر اپنا مال خرچ کرتی تھیں اور اسی طرح ان کی انجیل میں تصریح ہے۔

جو شخص بھی مسیح پر ایمان لاتا تھا خواہ ان کی زندگی میں خواہ ان کے بعد وہ سب لوگ پوشیدہ اور خوف کی حالت میں رہتے تھے۔ دین مسیح کی خفیہ طور پر دعوت دیتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی اپنا چہرہ ملت مسیح کی دعوت دینے کے لیے کھول نہ سکتا تھا اور نہ ان کے دین کو ظاہر کرتا تھا۔

ان میں سے جس کسی پر قابو پاتے اُسے قتل کر دیتے، ۵

یا سنگسار کر ڈالتے، جیسا کہ یعقوب بن یوسف النجار کو اور اس اشطبین کو جس کو یہ لوگ سب سے پہلا شہید کہتے ہیں اور دوسروں کو قتل کیا گیا،

یا صلیب پر چڑھاتے جیسا کہ باطرہ اور اندریاس اور اس کے بھائی اور شمعون برادر یوسف النجار اور فلیش اور بونس وغیرہم کو مصلوب کیا گیا۔

یا تلوار سے قتل کرتے جیسا کہ یعقوب برادر یوحنا اور طوما رہ اور برتلوما اور یہوذ ابن یوسف النجار اور متی کو قتل کیا گیا۔

یا زہر وے کے مار ڈالتے جیسا کہ یوحنا بن سیذائی کو قتل کیا گیا۔

مسیح علیہ السلام کے اُٹھنے کے بعد تین سو برس تک تمام عیسائی اسی حالت پر رہے کہ نہ تو کبھی ظاہر ہوتے تھے اور نہ ان کا کوئی ایسا ٹھکانا تھا جس میں امن سے رہتے۔

اسی درمیان وہ انجیل جاتی رہی جو اللہ عزوجل کی جانب سے اتاری گئی تھی سوائے اس کی چند فصلوں کے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں پر حجت قایم کرنے کو اور ان کے رسوا کرنے کو باقی رہنے دیا۔ بادشاہ قسطنطین کے نصرانی ہونے تک یہ لوگ اسی حالت پر رہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا قسطنطین کے عیسائی ہونے کے بعد سے نصاریٰ ظاہر ہوئے، اپنے دین کو آشکارا کیا، اکھٹا ہوئے اور امن سے رہنے لگے۔

بادشاہ قسطنطین کے نصرانی ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس کی ماں ہلانی (ہیلن) ایک نصرانی کی لڑکی تھی۔ اس پر اس بادشاہ کا باپ عاشق ہو گیا اور اس سے شادی کر لی۔ جس سے قسطنطین پیدا ہوا۔ اس کی ماں نے خفیہ طور پر اسے نصرانیت کی تربیت کی۔ جب اس کا باپ مر گیا اور وہ بادشاہ ہوا تو اس نے اپنی سلطنت کے سالہا سال کے بعد نصرانیت ظاہر کی۔ اس کے باوجود وہ اس کے اظہار پر قادر نہ ہوا تاوقتیکہ وہ رومیہ سے ایک ماہ کی مسافت پر قسطنطنیہ منتقل نہ ہو گیا اور قسطنطنیہ کو بنا نہ لیا۔

بایں ہمہ اریوسیا خود اور ان کے بعد ان کا بیٹا اسی کے قائل تھے کہ مسیح خدا کے بندے اور پیدا کیے ہوئے ہیں، وہ صرف اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔

جس دین کی یہ حالت ہو تو محال ہے کہ اس میں نقل متصل ثابت ہو۔ اس لیے کہ جو چیز خفیہ طور پر محض تلوار کے نیچے حاصل کی جاتی ہے اس میں بکثرت غلط باتیں داخل ہو جاتی ہیں۔ اس کے ماننے والے اس کی حمایت پر قادر نہیں ہوتے اور نہ اس کے بدلنے کو روک سکتے ہیں۔

جب قسطنطین کے نصرانی بننے سے ان لوگوں کا دین ظاہر ہو گیا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ تو اچانک ان میں گروہ مانیہ

(یعنی ایرانی فیلسوف "مانی" کا فرقہ) کا داخل ہونا پھیل گیا۔ ان میں جو غیر مانیہ تھے وہ دھوکا دیتے تھے اور ان لوگوں سے چھپاتے تھے۔ اس وجہ سے انہیں موقعہ مل گیا کہ ان لوگوں میں جو گمراہی چاہیں داخل کردیں۔ ان لوگوں کو قطعاً اس کی قدرت نہ ہوئی کہ شمعون باطرہ سے یا یوحنا سے یا متی سے یا بارتلمی سے یا لوقا سے یا بولس سے کوئی کھلی ہوئی علامت یا واضح معجزہ نقل کرتے۔ اس لیے کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ خفیہ و پوشیدہ رہتے تھے اور زندگی بھر دین یہود کو سبت وغیرہ کی پابندی سے ظاہر کرتے رہتے۔ یہاں تک کہ ان پر بھی قابو پالیا گیا اور یہ سب قتل کردیے گئے۔

وہ تمام معجزات جو نصاریٰ ان لوگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ سب جھوٹی اور گڑھی ہوئی باتیں ہیں کہ اس قسم کی باتوں کا دعویٰ کرنے سے کوئی بھی عاجز نہیں۔ یہ انہیں معجزات کی طرح ہیں جو یہود اپنے احبار و صاحب قوت لوگوں سے متعلق دعویٰ کرتے ہیں۔ اور انہیں کے مثل ہیں جیسا کہ مانیہ مانی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بالکل برابر سرابر۔ اور جیسا کہ روافض اپنے بزرگوں کے لیے دعویٰ کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے بعض گروہ صالحین کی ایک جماعت کے لیے دعویٰ کرتے ہیں۔ مثلاً ابراہیم بن ادہم و ابومسلم الخولانی و شیبان الراعی وغیرہم کے لیے حالانکہ یہ سب جھوٹ اور تہمت اور پیدا کی ہوئی باتیں ہیں۔ اس لیے کہ ہم نے جن لوگوں کا ذکر کیا ان کی نقل ایسے شخص کی طرف رجوع کرتی ہے جس کو کوئی نہیں جانتا اور نہ اس کے کلام سے حجت قائم ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسی دلیل عقلی یا سماعی ثابت ہوئی جو اس کی تصدیق کرے۔ اور یہی حالت اصحاب مانی کی مانی کے ساتھ تھی۔ سوائے اس کے کہ وہ تین مہینے تک ظاہر رہا کیونکہ اس کے ساتھ بہرام بن بہرام بادشاہ نے مکر کیا اور اسے اس وہم میں ڈالا کہ یہ بھی اس پر ایمان لے آیا ہے

یہاں تک کہ وہ اس کے تمام اصحاب پر قابو پا گیا۔ پھر مانی کو اور اس کے تمام اصحاب کو مصلوب کر کے اللہ کی لعنت کی طرف بھیجدیا گیا۔

ہر وہ معجزہ جو ایک گروہ سے دوسرا گروہ اس طور پر نقل نہ کرے جو علم ضروری و یقینی کا موجب ہو یہاں تک کہ وہ (سلسلۂ روایت و نقل کسی ایک گروہ کے) مشاہدے تک پہنچ جائے تو اس سے کسی پر بھی حجت قائم نہیں ہوتی اور نہ اس شے کے بنانے سے کوئی ایسا شخص عاجز ہے جس کے لیے حجت قائم نہ ہو۔

تثلیث کی بنیاد

نصاریٰ کے قول تثلیث کا اور اس کا کہ مسیح بھی خدا اور خدا کے بیٹے ہیں اور لاہوت کے ناسوت کے ساتھ متحد ہونے کا اور لاہوت کے ناسوت میں شامل ہو جانے کا، کل دارو مدار و معتمد صرف ان کی اناجیل پر اور ان الفاظ پر ہے جو کتب یہود میں ہیں جن سے ان کا تعلق ہے مثلاً زبور و کتاب اشعیا و کتاب ارمیا اور توریت کے چند کلمات اور کتاب سلیمان و کتاب زخریا۔ مگر ان کے معانی و تاویل میں یہود ان سے سخت اختلاف کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایک دعوے کے مقابلے میں دوسرا دعویٰ ہے۔ اور جو اس طرح ہو وہ باطل ہے۔

نصاریٰ نے یہ فریب کاری کی ہے کہ توریت و کتب انبیا جو ان کے اور یہود کے ہاتھوں میں ہیں وہ برابر ہیں ان میں ان لوگوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہود کی ان تمام کتابوں کی نقل کو صحیح ثابت کر دیں، ان الفاظ کو جو ان کتابوں میں ہیں اپنے دعوے و تاویل میں انھیں حجت بنائیں۔ کہ اس کے سوا ان لوگوں کے ہاتھوں میں قطعاً کوئی حجت نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی حیلہ۔ حالانکہ ہم اللہ کی مدد و قوت سے بعینہ انھیں کتابوں کا

فساد واضح کر چکے ہیں۔ اور یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ ان میں جھوٹ کی کثرت کی وجہ سے یہ سب بنائی اور بدلی ہوئی ہیں۔ نیز ان کتابوں کی نقل کا فساد اور ان لوگوں تک ان کی سند کا منقطع ہونا کہ جن کی طرف یہ منسوب کی گئی ہیں ایسے طور پر واضح کر چکے ہیں کہ کسی کو کسی طرح بھی اس کا جواب دینا ممکن نہیں۔

نصاریٰ کی تمام نقل کا فساد اور ان کا یہ اقرار کہ ان کی اناجیل اللہ کی نازل کی ہوئی نہیں ہیں، اللہ کی مدد و قوت سے ابھی بیان کر چکے ہیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنھیں چند مؤلفین نے تالیف کیا ہے۔ لہٰذا ان کا یہ تعلق اور سہارا ابھی باطل ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

انشاء اللہ ہم ان کے اس دعوے کی تکذیب بیان کریں گے کہ جو توریت یہود کے پاس ہے اور ان کے پاس ہے وہ برابر ہے۔ اور وہ بھی بیان کریں گے جس میں یہ اس توریت کی نص کے مخالف ہیں جو یہود کے پاس ہے کہ ان کے ہر شخص کے نزدیک ان کے کھلے ہوئے جھوٹے دعوے کا کذب ظاہر ہو جائے جو انھوں نے اس توریت کی نصوص کی تصدیق میں کیا ہے جو یہود کے پاس ہے اور ان کی نصوص توریت کی تکذیب کو بھی دیکھ لے۔ کہ اس سے ان کا وہ استدلال باطل ہو جائے جو نقل یہود توریت سے ہے۔ کیونکہ اپنی جھٹلائی ہوئی چیز کو صحیح بتا کر اس سے استدلال کرنا کسی کے لیے بھی صحیح نہیں۔

اللہ عز و جل کی مدد سے ہم اناجیل کے مناقضات و اختلافات اور کھلا ہوا رسوا کن جھوٹ جو ان تمام میں موجود ہے بیان کریں گے وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

اس طرح بالکل اشکال رفع ہو جائیں گے اور ہر شخص خواہ وہ ہم میں کا ہو یا ان میں کا یا کسی اور مذہب کا خواص کا یا عوام کا یکساں طور پر وہ بھی ان دونوں گروہوں کے ہاتھوں میں جو کتابیں ہیں

اُن کے بطلان کو جان جائے گا جس کو یہ ایسی باتیں چھپا کر دھوکا دیتے ہیں جن سے ہم انھیں رسوا کرتے ہیں۔

ہر اس شخص کے نزدیک جو ہمارے اس کلام کا مطالعہ کرے گا یہ ثابت ہو جائے گا کہ جن لوگوں نے اناجیل لکھیں اور انھیں تالیف کیا وہ لوگ بڑے جھوٹے تھے، علانیہ جھوٹ بولتے تھے۔ اس لیے کہ ان کتابوں میں جو واقعات ان لوگوں نے بیان کیے ہیں ان میں باہم یہی لوگ ایک دوسرے کی تکذیب کرتے ہیں، نیز یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ یہ لوگ دین سے برگشتہ کرنے والے اور ان کے فریب میں آجانے والوں کے ہلاک کرنے والے تھے۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس نے ہمیں وہ دین اسلام دیا ہے جو ہر جھوٹ سے محفوظ اور ہر ایجاد و ساخت سے بری ہے۔ جو اللہ کی طرف سے آیا ہے نہ اس کے سوا کسی اور کی طرف سے۔

مضامین جو توریت کے خلاف نصاریٰ ثابت کرتے ہیں

نصوص توریت کی تکذیب جو یہود کے پاس ہے

ادعائے نصاریٰ کہ وہی توراۃ معتمد علیہ ہے جو ستر مشائخ نے بطلیموس کے لیے عزرا کی کتابوں سے ترجمہ کی ہے

یہود و نصاریٰ میں اختلافات	اس توریت یہود میں ہے جس میں یہود کے

ربانیہ اور عانانیہ اور علیسویہ فرقوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ
جب آدم نے زندگی کے ایک سو تیس[۱۳۰] برس گزار دیے تو ان کے
یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جو انھیں کا سا تھا اور اسی قسم کا تھا،
اس کا نام انھوں نے شیثؑ رکھا۔ نصاریٰ کے نزدیک بغیر ان
میں کسی کے اختلاف کے اور بغیر ان کے تمام فرقوں کے اختلاف
کے یہ ہے کہ جب آدم دو سو تیس[۲۳۰] برس کے ہو گئے تب ان کے
یہاں شیثؑ پیدا ہوئے۔ جو توریت یہود کے پاس ہے۔ اس
میں ویسا ہی ہے جیسا ہم نے بیان کیا۔

جب شیثؑ ایک سو پانچ[۱۰۵] برس کے ہو گئے تو اینوش پیدا
ہوئے۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ جب شیثؑ دو سو پانچ[۲۰۵] برس
کے ہو گئے تو اینوش پیدا ہوئے۔ جو توریت یہود کے پاس ہے
اس میں اس طرح ہے جو ہم نے بیان کیا۔

اینوش جب نوے[۹۰] برس کے ہو گئے تو قینان پیدا ہوئے۔
اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ اینوش جب ایک سو نوے[۱۹۰] برس کے
ہو گئے تو قینان پیدا ہوئے۔ جو توریت یہود کے پاس ہے اس میں
اسی طرح ہے جو ہم نے بیان کیا۔

جب قینان کی ستر برس کے ہو گئے تو مہلال پیدا ہوئے۔
تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ جب قینان ایک سو ستر[۱۷۰] برس کے
ہو گئے تو مہلال پیدا ہوئے جو توریت یہود کے پاس ہے اس میں
ایسا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

مہلال جب پینسٹھ[۶۵] برس کے ہو گئے تو یارد پیدا ہوئے۔ تمام
نصاریٰ کے نزدیک مہلال جب ایک سو پینسٹھ[۱۶۵] برس کے ہو گئے تو یارد
پیدا ہوئے۔

یارد کی عمر میں جب ان کے یہاں خنوخ پیدا ہوئے دونوں
گروہ متفق ہیں۔ اور توریت یہود میں اسی طرح ہے جو ہم نے بیان کیا۔

خنوخ جب پینسٹھ[65] برس کے ہو گئے تو ان کے یہاں متوشالخ
پیدا ہوئے۔ خنوخ کی پوری عمر تین سو پینسٹھ[365] برس کی تھی۔ تمام
نصاری کے نزدیک یہ ہے کہ جب خنوخ ایک سو پینسٹھ[165] برس کے ہو گئے
تو ان کے یہاں متوشالخ پیدا ہوئے۔ اور خنوخ کی تمام عمر پانچ سو پینسٹھ[565] برس تھی۔

اس فصل میں دونوں فرقوں کے درمیان ہیں دو مقام پر
ایک کی طرف سے دوسرے کی تکذیب ہے پہلے تو خنوخ کی عمر میں کہ
جب ان کے یہاں متوشالخ پیدا ہوئے اور دوسرے عمر خنوخ کی
مقدار میں۔ دونوں گروہ متوشالخ کی عمر پر متفق ہیں جب ان کے
یہاں لامخ پیدا ہوئے اور لامخ کی عمر پر جب ان کے یہاں
نوح پیدا ہوئے۔ اور نوح کی عمر پر جب ان کے یہاں سام و
حام و یافث پیدا ہوئے۔ اور سام کی عمر پر جب ان کے یہاں
ارفخشاذ پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ایسا ہی ہے جیسا ہم نے بیان کیا کہ
ارفخشاذ جب پینتیس[35] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں شالخ
پیدا ہوئے۔ اور ارفخشاذ کی عمر چار سو پینتیس[435] برس تھی۔ تمام نصاری
کے نزدیک یہ ہے کہ ارفخشاذ جب ایک سو پینتیس[135] برس کے ہو گئے
تب ان کے یہاں قینان پیدا ہوئے ارفخشاذ کی عمر چار سو پینسٹھ[465] برس
تھی۔ اور قینان جب ایک سو تیس[130] برس کے ہو گئے تو ان کے
یہاں شالخ پیدا ہوئے۔

ان دونوں گروہوں میں صرف اسی ایک فصل میں تین مقام
پر اختلاف ہے۔ ایک تو ارفخشاذ کی پوری عمر میں۔ دوسرے ارفخشاذ
کی اس عمر میں جب ان کے یہاں ان کا بیٹا پیدا ہوا۔ تیسرے
ارفخشاذ و شالخ کے درمیان نصاری کا قینان کا اضافہ۔ اور یہود
کا قینان کو نکال ڈالنا۔

یہود کی توریت میں ایسا ہی ہے جیسا ہم نے بیان کیا کہ

شالخ جب تیس[۳۰] برس کے ہو گئے تو ان کے یہاں عابر پیدا ہوئے۔ اور شالخ کی عمر چار سو تیس[۴۳۰] برس تھی۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ شالخ کی عمر جب ایک سو تیس[۱۳۰] برس کی ہو گئی تو ان کے یہاں عابر پیدا ہوئے۔ شالخ کی پوری عمر چار سو ساٹھ[۴۶۰] برس تھی۔

اس فصل میں دونوں فریق کی باہمی تکذیب دو مقام پر ہے، ایک تو اس سن شالخ میں جب ان کے یہاں عابر پیدا ہوئے۔ دوسرے عمر شالخ کی مقدار میں۔

یہود کے نزدیک جیسا ہم نے بیان کیا توریت میں ہے کہ فالغ جب تیس[۳۰] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں راغو پیدا ہوئے۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ فالغ جب ایک سو تیس[۱۳۰] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں راغو پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ راغو جب بتیس[۳۲] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں شاروع پیدا ہوئے۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ راغو جب ایک سو بتیس[۱۳۲] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں شاروع پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ شاروع جب تیس[۳۰] برس کے ہوئے تو ان کے یہاں ناحور پیدا ہوئے، شاروع کی تمام عمر دو سو تیس[۲۳۰] برس تھی۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ شاروع جب ایک سو تیس برس کے ہوئے تو ان کے یہاں ناحور پیدا ہوئے۔ اور شاروع کی تمام عمر تین سو تیس[۳۳۰] برس تھی۔

اس فصل میں بھی دونوں فرقوں میں دو مقام پر باہمی تکذیب ہے ایک تو پوری عمر شاروع میں، اور دوسرے اس سن شاروع میں جب ان کے یہاں ناحور پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ ناحور جب انتیس برس کے ہوئے تو ان کے یہاں تارخ پیدا ہوئے۔ اور ناحور کی

پوری عمر ایک سو اڑتالیس ۱۴۸ برس تھی۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ ناحور کی عمر جب اناسی ۷۹ برس کی ہوئی کتب ان کے یہاں تارخ پیدا ہوئے اور ناحور کی تمام عمر دوسو آٹھ ۲۰۸ برس تھی۔

اس فصل میں بھی دونوں فرقوں میں دو مقام پر باہمی تکذیب ہے ایک تو ناحور کی پوری عمر میں۔ دوسرے اس عمر ناحور میں جب اُن کے یہاں تارخ پیدا ہوئے۔

توریت یہود میں ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ تارخ کی پوری عمر دوسو پانچ ۲۰۵ برس تھی۔ اور تمام نصاریٰ کے نزدیک تارخ کی پوری عمر دوسو آٹھ ۲۰۸ برس تھی۔ چنانچہ ان دونوں گروہوں کے درمیانی اختلاف مذکور سے اس حساب سے جو یہود کے نزدیک دنیا کی تاریخ میں ہے نصاریٰ کے نزدیک تاریخ دنیا میں ساڑھے تیرہ سو برس ۱۳۵۰ کا اضافہ ہوگیا۔ اور یہ اُنیس مقام ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ان کے نزدیک بھی توریت کا اختلاف واضح ہوگیا۔ اس قسم کی باہمی تکذیب کا اللہ عزوجل کی جانب سے ہونا قطعاً ناممکن ہے نہ یہ قطعاً کسی نبی کا کلام ہوسکتا ہے اور نہ عامۃ الناس میں سے کسی عالم صادق کا۔ لہٰذا اس سے بلاشک توریت کا اور ان کتب کا اس طور پر منقول ہونا باطل ہوگیا جو علم صحیح کا موجب ہو۔ یہ نقل فاسد ہے جس میں آمیزش ہے اور اختلاف ہے۔ اور لامحالہ نصاریٰ کو ان پانچ میں سے کوئی وجہ ماننا پڑے گی۔ کہ ان میں سے سب سے نکلنے کی انہیں کوئی گنجائش نہیں۔

یا تو وہ یہود کی نقل توریت کی اور اس کی کہ وہ موسیٰؑ سے اور موسیٰؑ کے بعد اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے اور ان کی تمام کتب کی تصدیق کریں۔ اور حجت قائم کرنے اور مناظرہ کرنے میں اُن کا یہی طریقہ ہے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو انھوں نے اپنے اوپر اور اپنے اُن بزرگوں پر جن سے انھوں نے اپنا دین نقل کیا ہے

کذب کا اقرار کرلیا۔ کیونکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام اور موسیٰ علیہ السلام کے قول کی مخالفت کی۔

یا یہ ہے موسیٰ علیہ السلام کی اُن اخبار میں تکذیب کریں جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہیں اور وہ لوگ یہ نہیں کرتے۔

یا یہ ہے لوگ یہود کی نقل توریت کی اور ان کی کتب کی تکذیب کریں، تو پھر ان کا تعلق اُن اخبار سے باطل ہو جائے گا جو ان کتب میں ہیں جن کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ مسیح علیہ السلام کے متعلق پیشینگوئی ہے۔ کیونکہ یہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسی خبر سے احتجاج کرے جس کی نقل کو وہ صحیح نہ مانتا ہو۔

یا یہ ہے لوگ یہ کہیں جیسا کہ ان میں سے بعض نے کہا ہے کہ جو کچھ ان کے پاس ہے اس میں انھوں نے ان ستر مشایخ کے ترجمے پر اعتماد کیا ہے جنھوں نے بطلیموس کے لیے توریت و کتب انبیاء علیہم السلام کا ترجمہ کیا ہے۔ اگر وہ یہ کہیں تو وہ مشایخ لامحالہ دو میں سے ایک وجہ سے خالی نہ ہوں گے۔ یا تو وہ لوگ اس (ترجمے) میں سچے ہوں گے یا اس میں جھوٹے ہوں گے۔ اگر وہ اس میں جھوٹے ہیں تب تو ان کی بات خود ہی گر گئی۔ والحمد للہ رب العالمین کیونکہ تب تو کھلم کھلا کذب ہی کی طرف ان کا رجوع ہوا۔ اور اگر وہ مشایخ اس (ترجمے) میں سچے تھے تو دو توریتیں ہو گئیں جو آپس میں ایک دوسرے کی مخالف ایک دوسرے کی جھٹلانے والی اور ایک دوسرے کے معارض ہیں۔ ایک توریت ستر مشایخ کی اور ایک توریت عزرا کی اور یہ باطل و ناممکن ہے کہ یہ دونوں کی دونوں اللہ کی طرف سے ہوں اور حق ہوں۔ حالانکہ یہود و نصاریٰ سب کے سب ان دونوں توریتوں کی تصدیق کرتے ہیں اور دونوں پر ایمان رکھتے ہیں سوائے توریت سامریہ کے (کہ اسے عیسائی نہیں مانتے) لامحالہ ضروری ہے کہ ان دونوں میں سے

ایک سچی ہو اور دوسری جھوٹی۔ بہر حال جو بھی جھوٹی ہو نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں گروہ باطل پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس امت میں کوئی خبر نہیں جو یقین باطل کے ساتھ ایمان رکھے۔

اگر ان ستر مشایخ کی توریت ہی جھوٹی ہے تو یہ مشایخ بہت برے۔ بڑے جھوٹے اور ملعون ہوئے۔ کیونکہ انھوں نے کلام اللہ کو گڑھا اور بدلا۔ اور جس کی صفت یہ ہو اس سے نہ دین کا حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی کسی نقل کا قبول کرنا۔

اگر عزراہی کی توریت ہی جھوٹی ہے تو وہ کذاب تھا کیونکہ اس نے کلام اللہ کو بدل دیا۔ اور کذاب سے دین کی کوئی شے لینا جائز نہیں۔ دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

یا یہ ہو کہ دونوں ہی توریتیں جھوٹی ہوں۔ اور یہی وہ حق اور یقین ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اس وجہ سے کہ ہم ان کا وہ کذب پہلے ہی بیان کر چکے ہیں جو رسوا کن ہے اور اس امر کا موجب ہے کہ یہ یقین کر لیا جائے کہ یہ بدلی ہوئی اور بنائی ہوئی ہے۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

صرف اسی فصل میں غور کرو تو اسی میں ان دونوں فرقوں کے دین کے بطلان کا یقین کرنے کے لیے کافی وجوہ ہیں۔ چہ جائیکہ وہ تمام امور جو ہم نے بیان کیے ہیں جب اس کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ توریت یہود و توریت نصاریٰ میں اور اختلافات بھی ہیں مگر اسی قدر کافی سمجھا گیا۔ ہم اللہ رب العالمین کا بہت شکر کرتے ہیں کہ اس نے اسلام کی نعمت سے ہم پر بڑا احسان کیا ہے جس کو بڑی بڑی جماعتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بذریعۂ نقل پہنچایا ہے، آپ معصوم ہیں اور ہر کذب سے اور ہر محال سے بری ہیں۔ آپ کی سچائی کی عقول شہادت دیتی ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اناجیل کے مناقضات اور ان میں جو کھلا ہوا جھوٹ پایا جاتا ہے
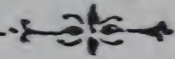
خلق کی ابتداء سے انجیل متی اللاوانی کی ابتداء ہوتی ہے اور یہ تالیف و مرتبے میں سب سے پہلی ہے۔

اس کے سب سے پہلے کلمے میں ہے کہ "یہ مصحف ہے نسبت یسوع مسیح بن داؤد بن ابراہیم کا۔

ابراہیم کے یہاں اسحاق پیدا ہوئے۔ اور اسحاق کے یہاں یعقوب پیدا ہوئے اور یعقوب کے یہاں یہوذا اور ان کے بھائی پیدا ہوئے اور یہوذا کے یہاں مسماۃ تامار سے فارص وتارخ پیدا ہوئے۔ فارص کے یہاں حضروم پیدا ہوئے۔ اور حضروم کے یہاں آرام پیدا ہوئے اور آرام کے یہاں عمیناذاب پیدا ہوئے۔ عمیناذاب کے یہاں نحشون پیدا ہوئے جو مصر سے نکلنے والوں میں اور زوجۂ ہارون علیہ السلام کے بھائی تھے۔ نحشون کے یہاں شلمون پیدا ہوئے اور شلمون کے یہاں مساۃ راحاب سے بوعز پیدا ہوئے، بوعز کے یہاں مساۃ راعوث سے عوبیذ پیدا ہوئے، عوبیذ کے یہاں یشائی پیدا ہوئے، یشائی کے یہاں داؤد بادشاہ پیدا ہوئے، داؤد بادشاہ کے یہاں شلمون پیدا ہوئے، شلمون کے یہاں رجعام پیدا ہوئے، رجعام کے یہاں ابیو پیدا ہوئے، ابیو کے یہاں آشا پیدا ہوئے، آشا کے یہاں یہوشافاط پیدا ہوئے، یہوشافاط کے یہاں یہورام پیدا ہوئے، یہورام کے یہاں احزیاہو پیدا ہوئے احزیاہو کے یہاں

۱۰ یوثام پیدا ہوئے یوثام کے یہاں احاز پیدا ہوئے، احاز کے یہاں احزیا پیدا ہوئے۔ احزیا کے یہاں منشا پیدا ہوئے۔ نشا کے یہاں آموں پیدا ہوئے، آموں کے یہاں یوشیاہو پیدا ہوئے یوشیاہو کے یہاں بابل کی روانگی کے وقت یخنیا اور ان کے بھائی پیدا ہوئے، اس کے بعد یخنیا کے یہاں صلتئیل پیدا ہوئے صلتئیل کے یہاں روبابیل پیدا ہوئے، روبابیل کے یہاں ابیوذ پیدا ہوئے، ابیوذ کے یہاں الیاخیم پیدا ہوئے، الیاخیم کے یہاں آزور پیدا ہوئے، آزور کے یہاں صادوق پیدا ہوئے، صادوق کے یہاں اخیم پیدا ہوئے، اخیم کے یہاں الیوذ پیدا ہوئے، الیوذ کے یہاں الیعزار پیدا ہوئے۔ الیعزار کے یہاں متان پیدا ہوئے متان۔ کے یہاں یعقوبؑ پیدا ہوئے۔ یعقوبؑ کے یہاں یوسف پیدا ہوئے جنھوں نے ان مریمؑ کو پیام نکاح دیا تھا جن کے یہاں یسوع پیدا ہوئے اور وہ مسیحؑ کہلاتے ہیں۔

ابراہیم سے داؤدؑ تک چودہ باپ دادا ہوئے اور داودؑ سے رحلت کے وقت تک چودہ باپ دادا ہوئے اور وقت رحلت سے مسیحؑ تک چودہ باپ دادا ہوئے۔ اور ابراہیمؑ سے مسیحؑ تک بیالیس اولاد ہوئیں۔

اس فصل میں بھی توریت کی طرح نقل میں اس توریت و کتب یہود کے خلاف ہے جو یہود کے پاس ہیں۔ اور وہ دونوں کتاب ملاخیم وکتاب و بر اہبیامیم ہیں۔ یہاں تو تارخ بن یہوذا کہا ہے اور توریت میں نزارح بن یہوذا ہے۔ یہ نام میں اختلاف ہے اور دونوں خبروں میں سے ایک جھوٹ ہے حالانکہ انبیاء جھوٹ نہیں بولتے

یہاں کہا ہے احزیا ہو بن یہورام۔ اور کتب یہود میں احزیا ابن یہورام ہے۔ یہ [illegible] ناموں میں اختلاف ہے حالانکہ [illegible] الہی میں

اس کا بھی احتمال نہیں ہے۔ لہٰذا بلاشک دو میں سے ایک نقل کاذب ہے۔

یہاں یوثام بن احزیاہو کہا ہے۔ اور کتب مذکورہ یہود میں یوثام بن عزیا بن امصیا بن اش بن احزیا ہے۔ جو کتب یہود میں ہے اس کے لحاظ سے یہاں تین باپ دادا کو نکال دیا گیا اور یہ بہت بڑی بات ہے۔

اگر یہ لوگ کتب یہود کو سچا کہیں (اور وہ ان کتب کی تصدیق کرتے ہیں) تو پھر متی جھوٹا اور جاہل تھا۔ اور اگر وہ متی کو سچا کہیں تو پھر کتب یہود جھوٹی ہیں۔ ان میں سے ایک کا جھوٹا ہونا لازم ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ ایک شے اور اس کی ضد کی ساتھ ہی ساتھ تصدیق کردی۔

اس جگہ کہا ہے کہ احزیاہو ابن احاز بن یوثام۔ اور کتب مذکورہ یہود میں ہے کہ حزقیا بن احاز بن یوثام۔ یہ بھی نام میں اختلاف ہے جس کا وحی میں احتمال نہیں۔ دو میں سے ایک نقل بیشک جھوٹی ہے۔

اس جگہ یخنیا بن یوشیاہو بن امون کہا ہے اور ان کتب یہود میں جن کا ہم نے ذکر کیا یخنیا بن الیاقیم بن موشیا بن اموز ہے۔ متی نے الیاقیم کو نکال ڈالا اور یوشیا بن امون کے نام میں اختلاف کردیا۔ یہ بھی بہت بڑی بات ہے جیسا کہ ہم نے پہلے ان کا جھوٹ بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ایک شے اور اس کی ضد کی ساتھ ہی ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔

یہ لوگ اس میں اختلاف نہیں کرتے کہ متی رسول معصوم تھا اور اللہ کے نزدیک موسیٰ اور بقیہ تمام انبیاء سے بزرگ تر تھا۔ وہی اپنی انجیل کے سب سے پہلے کلمہ کہتا ہے کہ یہ مصحف ہے نسبت مسیح بن داؤد بن ابراہیم کا وہ محض یوسف النجار کا نسب لایا ہے جو ان لوگوں کے نزدیک مریم کے شوہر ہیں، یہی ان کے خدا کی ماں کے شوہر اور ان کے خدا کے پرورش کرنے والے ہیں۔ پھر وہ کیسے کہتا ہے کہ

نسبت مسیح بیان کرے گا پھر نسبت یوسف النجار کو لاتا ہے۔ حالانکہ اس کے نزدیک بھی مسیح وہ قطعاً نہیں ہیں جو یوسف کا بیٹا تھا اس ناپاک نے وہ جھوٹ بولا ہے جس میں کوئی خفا نہیں۔ اور کسی طور پر بھی اس نسب میں مسیح کا قطعاً کوئی دخل ہی نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ انہیں یوسف النجار کا بیٹا بنائیں۔ حالانکہ نہ وہ اس کے قائل ہیں اور نہ ہم اور نہ جمہور یہود۔ ۱۱

وہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے تھے جو مریم سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ خدا تھے جو خدا اور ایک عورت کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے۔

ہم لوگ اور ہمارے ساتھ یہود کے فرقۂ عیسویہ اور نصاریٰ کے اریوسیہ و بولقانیہ و مقدونیہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ و آدمی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کے شکم میں بغیر مرد کے پیدا کیا تھا۔ اور جمہور یہود (خدا ان پر لعنت کرے) یہ کہتے ہیں کہ اُن کی ولادت ناجائز طریقے سے ہوئی۔ معاذ اللہ۔ یہود کے کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ یوسف النجار کے بیٹے تھے۔

ہم تو متی کو بھی یہود ہی کے قول کا شاہد اور اسی کا ماننے والا دیکھتے ہیں۔ ورنہ وہ کیونکر اس طرح شروع کرتا کہ "نسب مسیح داؤد تک بیان کرے گا"، پھر صرف یوسف النجار کا نسب داؤد تک بیان کرتا ہے اگر وہ اُن کی والدہ مریم کا نسب بیان کرتا تو بھی اس کے قول کے لیے ایک ظاہری مخرج ہوتا۔ اُس نے تو قطعاً مریم کا نسب بھی بیان نہیں کیا۔ اس کمینے کو شرم نہ آئی کہ اس نے جو چیز شروع کی تھی اس کی تحقیق کرتا۔

اس نے یوسف النجار کا نسب تمام کرنے کے بعد کہا ہے کہ رحلت سے مسیح تک چودہ باپ دادا ہوئے۔ اور ابراہیم سے مسیح تک تمام لڑکے بیالیس ہوئے۔ اس ملعون نے اپنے کذب کو

مؤکد و مستحکم کر دیا اور اس کو بھی کہ مسیح یوسف کے بیٹے ہیں۔ لامحالہ دو میں سے ایک بات ہے۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا کہ رحلت سے مسیح تک چودہ باپ دادا ہوں۔ مسیح نہ تو کسی کے بیٹے ہوں نہ کسی کے باپ دادا کس طرح ابراہیم سے مسیح تک بیالیس (۴۲) لڑکے ہو سکتے ہیں جب کہ مسیح کو ان ولادات میں کوئی دخل نہ ہو سوائے اس قسم کے دخل کے جو انھیں اہل چین و اہل ہند و اہل طلعۃ و سقر و سقرال کی ولادت میں دخل ہے اور کوئی فرق نہیں۔ یہ زمانے بھر کی رسوائیاں ہیں جن کا وہی مرتکب ہو سکتا ہے جو تمام مخلوق میں ناپاک ترین ہو۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

ایک دوسرا کذب اور مزید جہل بھی ہے اور وہ اس کا یہ قول کہ ابراہیم سے داؤد تک چودہ باپ دادا ہوئے۔

یہ محض جھوٹ ہے کیونکہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ (باپ دادا) تیرہ (۱۳) تھے۔ ابراہیم (۱) ۔ اسحاق (۲) ۔ یعقوب (۳) ۔ یہوذا (۴) ۔ زارح (۵) ۔ حصروم (۶) ۔ ارام (۷) عمیناذاب (۸) نحشون (۹) ۔ شلمون (۱۰) ۔ بوعز (۱۱) ۔ عوبیذ (۱۲) ۔ اور یشاہی (۱۳) ۔ یہ تیرہ باپ دادا ہوئے پھر داؤد ہوئے۔ یہ ناجائز ہے کہ خود داؤد کو اپنے باپ دادا میں شمار کیا جائے۔ اور انھیں خود اپنا باپ بنایا جائے یہ بیان کی غلطی ہے

اس کے بعد کہا ہے کہ داؤد سے رحلت تک چودہ باپ دادا ہوئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ متی کی تصریح کے مطابق رحلت کرنے والے یخنیا تھے اور اسی کے قول کے مطابق صلتیئیل ان کے یہاں رحلت کے بعد ہی پیدا ہوئے۔ اور وہ (باپ دادا) یہ تھے۔ شلمون (۱) ۔ رجبعام (۲) ۔ ابیو (۳) ۔ آشا (۴) ۔ یہوشافاط (۵) یہورام (۶) ۔ احزیاہو (۷) ۔ یوثام (۸) احاز (۹) ۔ احزیاہو (۱۰) ۔ منشا (۱۱) ۔ آمون (۱۲) ۔ یوشیاہو (۱۳) ۔ اور یخنیا (۱۴) ۔ داؤد پہلے شمار کیے جا چکے ہیں۔ اگر انھیں یہاں بھی شمار کریں تو یہ لوگ اس سے پہلی فصل میں کذب کو ثابت کریں گے۔ اور اگر انھیں وہاں شمار کریں گے تو

وہ اس دوسرے میں جھوٹ بولیں گے۔ یا یخنیا کو خود اپنا ہی باپ بنائیں گے۔ اور یہ بدحواسی ہے۔

اس کے بعد کہا ہے کہ رحلت سے مسیح تک چودہ باپ دادا تھے۔ یہ وہ فصل ہے جس نے دو بڑے بڑے جھوٹ جمع کر لیے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب صَلتیئیل کو شمار کر لیا جائے تو پھر ان کے بعد سے یوسف النجار تک صرف بارہ[12] ہی آدمی ہوتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ صَلتیئیل۔ روبابیل۔ ابیہوذ۔ الیاخیم۔ آزور۔ صادوق۔ اخیم۔ الیوذ۔ الیعازار۔ ماتان۔ یعقوب اور یوسف۔ اگر ان میں یخنیا کو بھی شمار کیا جائے تو یہ لوگ تیرہ[13] ہوئے۔ حالانکہ وہ چودہ[14] کہتا ہے۔ لہٰذا اس حماقت و گمراہی پر تعجب کرو۔ اور اُس شخص کی شیخی پر تعجب کرو جس کے نزدیک یہ جائز ہے اور وہ اسے دین سمجھتا ہے۔

اگر اس کی مراد یہ ہو کہ یہ لوگ مسیح کے باپ دادا تھے۔ تو یوسف مسیح کے والد ہوئے۔ حالانکہ ان کے نزدیک یہ کافر ہونے کے لیے کافی ہے (کہ مسیح کو بجائے ابن اللہ کے ابن یوسف کہا جائے) تو پھر متی کافر ہوا یا جھوٹا اور جاہل ہوا۔ ان میں سے ایک بات ضروری ہے۔

پھر اس کا یہ کہنا کہ ابراہیم سے مسیح تک بیالیس[42] بچے ہوئے۔ یہ بھی کھلا ہوا جھوٹ اور شدید جہل ہے۔ اس لیے کہ جب ابراہیم کو شمار کیا جائے اور ان کے بعد سے یوسف تک اور یوسف کو بھی شمار کیا جائے تو بھی یہ لوگ صرف چالیس[40] ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُس شخص سے تعجب کرو جو اس حماقت کو دین الٰہی بتائے اور اپنی سلامت پر اللہ کی حمد کرو۔

یہ وہ رسوا کن جھوٹ ہے جو نسب داؤد علیہ السلام میں نحشون بن عمینا ذاب تک ہے۔ اس لیے کہ ان کی توریت کی تصریح کے مطابق نحشون ہی وہ ہیں جو مصر سے نکلے تھے۔ اور یہی بنی یہودا کے مقدم و پیشوا تھے۔ نص توریت کے مطابق یہ بیت المقدس میں

۱۲

داخل نہیں ہوئے۔ اس لیے کہ مصر سے نکلنے والوں میں جو لوگ بیس سال یا زیادہ عمر کے تھے وہ سب کے سب وادی تیہ میں مر گئے۔

جب ولادات کو شلمون بن نحشون سے جو سرزمین بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے داؤد علیہ السلام تک شمار کیا جائے تو یہ لوگ صرف چار پائے جائیں گے۔ اور وہ داؤد بن یشای بن عوبیذ بن بوعذ بن شلمون ہیں۔ داؤد وہ ہیں جو مصر مذکور میں داخل ہوئے تھے۔ یہود و نصاریٰ ساتھ ہی ساتھ اس میں اختلاف نہیں کرتے کہ شمعون مذکور کے یوشع و بنی اسرائیل کے ہمراہ ارض مقدسہ میں داخل ہونے سے داؤد علیہ السلام کی ولادت تک پانچ سو تہتر[۵۷۳] برس کا زمانہ تھا۔

اس بنا پر یہ کہنا پڑے گا کہ شمعون جب ارض مقدسہ میں داخل ہوئے ان کی عمر ایک سال سے بھی کم تھی۔

یہ بھی کہنا پڑے گا کہ ان میں سے کسی کا بھی مذکورۂ بالا لڑکا اس کی ایک سو انچاس[۱۴۹] برس کی عمر سے کم میں پیدا نہیں ہوا۔ حالانکہ ان کی کتابیں مثلاً کتاب ملاخیم و کتاب براہیامیم وغیرہ شہادت دیتی ہیں اور اس امر کا یقین دلاتی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص ایک سو تیس[۱۳۰] برس بھی زندہ نہ رہا سوائے یہوراع کاہن ہارونی کے۔ یہ کس قدر جھوٹ اور کیسی رسوائی اور کس قدر عظیم الشان بدنامی ہے۔ کہ یہ لوگ ایک جھوٹ سے فرصت نہیں پاتے کہ دوسرے میں پھنس جاتے ہیں اور ایک خرابی سے بچنے نہیں پاتے کہ دوسری خرابی میں آجاتے ہیں۔ ونعوذ باللہ من البلاء (امتحان و مصیبت سے خدا کی پناہ)۔ تعجب کرو کہ اس جھوٹے نے اپنی کتاب وتالیف کس غرض کے لیے شروع کی تھی اور جمع کیا کر دیا۔ یہ فصل باوجود اپنے اختصار کے اور چند سطریں ہونے کے کذب وجہل سے بھری پڑی ہے۔

احسن مافی خالد وجهہ ✽ فقس علی الغائب بالشاھد

(خالد میں جو چیز سب سے اچھی ہے وہ اس کا چہرہ ہی ہے (جو بہت ہی خراب ہے) + لہذا حاضر سے غائب پر قیاس کرلو) (کہ جو اس کی اچھی سے اچھی چیز ہے یعنی چہرہ جب وہی اچھا نہیں تو بھلا اس کے اور اعضا کیا اچھے ہوں گے اسی طرح انجیل کی جب ابتدا ہی جھوٹ سے ہوئی ہے اور وہ بھی تاریخی و بدیہی واقعات وانساب میں تو پھر عقائد واعمال مذہب کا کیا حال ہوگا۔)۔

لوقا طبیب نے اسی کے باب ثالث میں مسیح علیہ السلام کا نسب بیان کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ یہ گمان کیا جاتا تھا کہ وہ یوسف النجار کے بیٹے تھے جن (یوسف) کا نسب عالی سے تھا، عالی کا ماثان سے، ماثان کا لاوی سے، لاوی کا ملکی سے، ملکی کا متاع سے، متاع کا یوسف سے، یوسف کا متاثیا سے، متاثیا کا حاموص سے، حاموص کا ماحوم سے، ماحوم کا اشلا سے۔ اشلا کا ابحا سے، ابحا کا ماہات سے، ماہات کا ہنیشا سے، ہنیشا کا شمعی سے، شمعی کا مصداق سے، مصداق کا یہندع سے۔ یہندع کا یوحنا سے۔ یوحنا کا ایشا سے۔ ایشا کا ذربائیل سے، ذربائیل کا صلتئیل سے، صلتئیل کا یزہی سے، یزہی کا ملکی سے، ملکی کا اوہی سے، اوہی کا اریع سے، اریع کا قرصام سے، قرصام کا المودان سے، المودان کا ہار سے، ہار کا یشوع سے، یشوع کا یونا سے، یونا کا الیاخیم سے، الیاخیم کا ملکا ایاز سے، ملکا ایاز کا یمتاع سے، یمتاع کا متاثا سے، متاثا کا ناثان سے، ناثان کا نسب داؤد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ پھر لوقا نے داؤد کا نسب حرف بحرف وہی بیان کیا ہے جو متی نے بیان کیا ہے۔

ذرا اس مصیبت پر غور تو کرو جو ان لوگوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ کہ وہ کیسی بیہودہ کیسی وحشتناک، کیسی گندی، کیسی ناپاک کیسی رذیل، اور کیسی ذلیل ہے۔ متی کذاب مسیح کو یوسف النجار کی طرف منسوب کرتا ہے،

۱۳

پھر یوسف کو اُن بادشاہوں کی طرف منسوب کرتا ہے جو سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد سے تھے۔ لوقا یوسف النجار کو اُن باپ دادا کی طرف منسوب کرتا ہے جو متی کے بیان کے علاوہ ہیں۔ یہانتک کہ وہ یوسف کو ناثان بن داؤد تک نکال لے جاتا ہے جو سلیمان بن داؤد کے بھائی تھے۔

لامحالہ یہ ضروری ہے کہ دو میں سے ایک نسب غلط ہو۔ اور متی یا لوقا جھوٹا ہو۔

یا یہ ہے کہ دونوں نسب جھوٹے ہیں تو یہ دونوں ملعون جھوٹے ہیں۔

یہ قطعاً ناممکن ہے کہ دونوں نسب سچے ہوں۔ حالانکہ ان لوگوں کے نزدیک (اللہ ان کے چہرے درست کرے، ان کی صورتیں ٹھیک کرے، ان پر مصیبت لائے، اور ہلاکت ولعنت نازل کرے) لوقا بھی بزرگی میں تمام انبیاء سے بڑھ کر ہے۔

ان کی اناجیل کا یہ حال ہے۔ بس اے مومنین سلامت و حفاظت پر اللہ کا شکر کرو۔

ان کے گمراہ کرنے والے اکابر میں سے جو گزر چکے ہیں، بعض نے کہا ہے کہ ان دونوں نسبوں میں سے ایک تو نسب ولادت ہے اور دوسرا نسب اس شخص کا ہے جس نے انھیں متبنیٰ بنا لیا تھا۔ جیسا کہ زمانہ قدیم میں بنی اسرائیل میں ہوا کرتا تھا کہ جو شخص لاولد مر جاتا تھا اور اس کی عورت سے کوئی دوسرا شادی کر لیتا تھا تو اس عورت کے یہاں اس زندہ شوہر سے جو اولاد ہوتی تھی وہ مردہ شوہر کی طرف منسوب ہوتی تھی۔

ان میں سے جو بھی ہمارے سامنے یہ مجنونانہ جواب پیش کرے گا ہم اس سے کہیں گے اس جواب کو کس نے تم سے کہا۔ اور تم نے لوقا یا متی کے لیے اس کو کہاں پایا۔ دعویٰ کرنے سے تو کوئی بھی

عاجز نہیں اگر دلیل سے اس کی تائید نہ ہو تو وہ باطل ہوتا ہے۔
ان دونوں نسبوں میں کونسا نسب ولادت ہے اور کونسا نسب اضافت۔ وہ جو بھی جواب دے اس پر اس کے قول کو واپس کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ دعویٰ بھی بلا دلیل ہے۔ اگر وہ یہ کہے کہ لوقا نے یہ نہیں کہا کہ فلاں کے یہاں فلاں پیدا ہوا جیسا کہ اسے متی نے کہا ہے۔ بلکہ لوقا نے کہا ہے کہ "وہ منسوب ہے عالی کی طرف" ہم کہیں گے کہ اس نے اسی طرح عالی کے باپ دادا کے متعلق بھی کہا ہے۔ ایک باپ سے دوسرے باپ تک یہانتک کہ داؤد تک، پھر ابراہیم تک پھر نوح تک، پھر آدم تک۔ برابر برابر، نام بنام، ایک باپ کے بعد دوسرا باپ۔ کوئی فرق نہیں۔ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ داؤد کا ابراہیم سے ابراہیم کا نوح سے، نوح کا آدم سے نسب بھی اضافی ہی ہے حقیقی نہیں ہے۔ جیسا کہ تم یوسف سے عالی تک کہتے ہو۔ یہ عجیب بات ہے۔
جب انھیں اس دعوے کے صحیح ثابت کرنے کی گنجایش نہیں تو یہ کذب ہے۔ اور دو میں سے ایک نسب میں کذب کھلم کھلا واضح ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ایک ہی واقعے میں متی کا بیان اور ہے

انجیل متی کے تیسرے باب میں ہے کہ پھر یسوع یعنی مسیح بیابان میں چلے گئے اور وہاں انھیں روح القدس لے گئے اور وہیں ٹھیرے رہے کہ ابلیس ان کا اپنے طور پر امتحان کرے۔ پھر جب چالیس دن رات گزر گئے تو وہ بھوکے ہوئے جساس ان کے پاس آ کے کھڑا ہوا اور ان سے کہا کہ اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو ان پتھروں کو حکم دو' یہ تمھارے لیے روٹی بن جائیں گے۔ یسوع نے کہا کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ انسان کی زندگی صرف روٹی ہی سے نہیں ہے۔ ہر اُس کلمے میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے منہ سے نکلے۔

۱۴

اس کے بعد ابلیس مدینۂ مقدسہ میں آیا، وہ (یسوع) اس کی عمارت کے بالائی حصے پر کھڑے ہوئے تھے، اس نے اُن سے کہا کہ اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو تم اوپر سے گرا دیے جاؤ گے کیونکہ لکھا ہوا ہے کہ فرشتے بھیجے جائیں گے جو تم کو روک لیں گے اور تمھاری حفاظت کریں گے۔ یہاں تک کہ تمھارے قدم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ یسوع نے اسے جواب دیا اور اس سے کہا کہ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ کوئی شخص بندے کو اس کے خدا پر قیاس نہ کرے گا۔ دوبارہ ابلیس اُن کے پاس آیا اور وہ ایک بلند پہاڑ کے بالائی حصے پر تھے، اس نے اُن کے سامنے تمام دنیا کی زینت اور اس کا شرف ظاہر کیا اور اُن سے کہا کہ اگر تم مجھے سجدہ کرو تو میں تمھیں اس سب کا مالک بنا دوں گا جو تم دیکھتے ہو۔ یسوع نے اسے جواب دیا کہ اے منافق اُلٹے قدم چلا جا۔ کیونکہ یہ لکھ دیا گیا ہے کہ کوئی شخص سوائے آقا کے جو اس کا خدا ہے کسی کی عبادت نہ کرے۔ اور نہ اس کے سوا کسی کی خدمت کرے۔ بس اس وقت ابلیس اُن سے مایوس ہو گیا۔ ان کے پاس سے ہٹ گیا، ملائکہ آ گئے اور انھوں نے ان کی خدمت اپنے ذمے لے لی۔

لوقا کا بیان اور ہے

انجیل لوقا کے باب چہارم میں ہے کہ یسوع اُردن سے اس طرح روانہ ہوئے کہ روح القدس ان کے اندر سمایا ہوا تھا۔ روح القدس انھیں چٹ پر میدان لے گیا۔ وہ اس میں چالیس روز ٹھیرے ابلیس نے اپنے طور پر اُن کا امتحان لیا، یسوع نے ان چالیس دنوں میں کچھ نہیں کھایا، جب انھوں نے اس (چلہ) کو پورا کر لیا تو انھیں بھوک لگی۔ ابلیس نے ان سے کہا کہ اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو اس پتھر کو حکم دو کہ وہ روٹی بن جائے۔ یسوع نے اسے جواب دیا اور اس سے کہا کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ آدمی کی زندگی

صرف روٹی ہی نہیں ہے۔ ہر اس کلمے میں ہے جو اللہ کے لیے ہو۔ ابلیس نے انھیں ایک بلند و عالی پہاڑ کا راستہ بتایا، اسی وقت ایک فرشتے نے ساری دنیا ان کے آگے پیش کی اور ان سے کہا کہ میں تمھیں اسی سلطنت کا مالک بنا دوں گا اور تمھیں اس کی بزرگی دیدوں گا اس لیے کہ میں اس کا مالک ہوں اور میں اس کو دوں گا جو میری موافقت کرے۔ اگر تم مجھے سجدہ کرو تو پھر یہ سب تمھارا ہی ہوگا۔ یسوع نے اسے جواب دیا کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ تم اپنے آقا کی جو تمھارا خدا ہے عبادت کرنا اور اسی کی خدمت کرنا۔ وہ انھیں یرشام لے گیا اور انھیں اس پر چڑھا دیا اور گھر کے بالائی حصے پر ایک پتھر پر انھیں کھڑا کر دیا اور ان سے کہا کہ اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو یہاں سے گرو۔ اس لیے کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ تمھارے بچانے اور ہاتھوں میں اٹھانے کے لیے فرشتے بھیجے گا یہاں تک کہ تمھارے قدم میں پتھر کی چوٹ بھی نہ لگے گی اور نہ تمھیں کوئی تکلیف پہنچے گی۔ یسوع نے اسے جواب دیا کہ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ تم اپنے معبود آقا کا امتحان نہ لینا۔

شیطان نے خدا کے بیٹے کی رہنمائی کی

اس فصل میں چند عجائب ہیں کہ ان سے زیادہ عبرتناک سننے میں نہیں آئے۔ سب سے پہلے ایک ایسے شخص کا جو ان لوگوں کے نزدیک سچا ہے یہ تسلیم کرنا ہے کہ ابلیس نے مسیح کی رہنمائی کی اور وہ اس کے مطیع ہو گئے اور اس کے ساتھ چلے گئے۔ ایک مرتبہ بلند پہاڑ کی طرف اور دوسری مرتبہ اس نے بیت المقدس کی ایک بلند چٹان کی طرف ان کی رہبری کی ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ جب ابلیس نے مسیح کی رہنمائی کی تو انھوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس سے خالی نہیں کہ جب اس نے ان کی رہنمائی کی تو انھوں نے مطیع و سامع ہو کر اس کی رہنمائی قبول کی۔

ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ وہ شیطان کے حکم کے ماتحت گھوم رہے تھے۔ واللہ یہ مرتبہ تو بڑا ہی رذیل مرتبہ ہے۔

یا یہ ہو کہ اس نے زبردستی اُن کی رہنمائی کی ہو، تو یہ مرتبہ بھی اُن پچھاڑے ہوئے لوگوں کا ہے جنھیں شیطان دیوانہ بنادیتا ہے۔ انبیاء ان دونوں حالتوں سے بری ہیں۔ چہ جائیکہ جو اُن کے دعوے کے مطابق خدا اور خدا کا بیٹا ہو۔ اس بدحواسی سے زیادہ احمقانہ بات کبھی سننے میں نہ آئی ہوگی۔ ہم اللہ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

پروردگار سے سجدے کا مطالبہ

پھر دوسری قیامت بھی ہے۔ ان انتہائی حماقت والوں کے نزدیک ابلیس کیسے طمع کرسکتا ہے کہ اس کا خالق اُسے سجدہ کرے گا، اس کا رب اس کی عبادت کرے گا اور وہ اس کے آگے جھکے گا جس میں لاہوت کی روح ہے۔ ابلیس اپنے رب اور اپنے خدا کو کیسے اس کی دعوت دے سکتا ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے واللہ میں تو یقین کرتا ہوں کہ ابلیس کا کفر اور اس کی حماقت کبھی اس درجے کو نہیں پہنچ سکتی۔ یہ ایک دائمی مصیبت ہے۔

پروردگار کو للچانا

ایک اور تعجب ہے کہ ابلیس دنیا کے رب کو، اس کے خالق کو، اس کے اور اپنے مالک کو، اُس کے اور اپنے معبود کو کیسے یہ امید دلا سکتا ہے کہ وہ اُسے زینت دنیا کا مالک بنادے گا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا ہمارے عوام کہیں کہ اُسے اپنی روٹی کا ایک ٹکڑا دیدے۔ یہ وہ وساوس ہیں کہ جس کی زبان سے جاری ہوں وہ شفاخانے میں رہنے کا مستحق ہے۔ یا وہ نفس پرست کافر احمقوں کی قوم کو دین سے برگشتہ کرنے والا ہے۔ جو انھیں گراتا ہے اُٹھاتا نہیں۔

جو اللہ چاہتا ہے ہوتا ہے۔

اگر وہ کہیں کہ ابلیس نے محض ناسوت کو دعوت دی اور اس نے صرف اسی کو مراد لیا۔ تو ہم کہیں گے کہ تمھارے نزدیک لاہوت و ناسوت متحد ہیں یعنی یہ دونوں ملکر شے واحد بن گئے ہیں۔ مسیح تو تمھارے نزدیک خدائے معبود ہیں۔ یہاں تم کہتے ہو کہ ابلیس نے مسیح کی رہنمائی کی۔ اور مسیح اس کے مطیع ہو گئے۔ ابلیس نے انھیں اپنی عبادت اور اپنے سجدے کی دعوت دی سلطنت دنیا کا شوق دلایا، مسیح سے اس نے کہا اور مسیح نے اس سے کہا، یا یسوع سے اس نے کہا اور یسوع نے اس سے کہا، بقول تمھارے ابلیس نے محض ناسوت کو خطاب کیا، یعنی نصف، اس نے صرف نصف یسوع و نصف مسیح کو خطاب کیا اور اس نے زینت دنیا کا صرف نصف مسیح کو شوق دلایا۔ تو لوقا و متی بہر حال جھوٹے ہوئے اور اہل کذب ہی دونوں ہو گئے۔ اور کیونکر نہ ہوں حالانکہ ان دونوں کے کلام کی تصریح نے ان کی زبانوں کو قطع کر دیا ہے۔ کہ اس سے جہنم میں روکا جائے گا۔ یہ لازم آتا ہے کہ ابلیس نے لاہوت ہی کو دعوت دی تھی اس لیے کہ اس نے ان سے یہ کہا تھا کہ "اگر تم ابن اللہ ہو تو ایسا کرو۔"

اگر اناجیل میں صرف یہی ایک تاریک فصل ہوتی جب بھی کافی ہوتا چہ جائیکہ اس میں اس کے بہت سے نظائر ہیں۔ اور ہم سلامت پر اللہ کی حمد کرتے ہیں۔

صفات مشترکہ پر فخر کیسا؟

اسی فصل میں ہے جس پر ہم نے کلام کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام روح القدس سے بھر گئے، اور انجیل لوقا کے شروع باب میں ہے کہ یحییٰ بن زکریا شکم مادر میں روح القدس سے بھر گئے اور والدہ یحییٰ بھی روح القدس سے بھر گئیں۔ ہم تو مسیح کے لیے روح القدس سے

کوئی خاص بات نہیں سمجھتے سوائے اس کے جو یحییٰ و والدۂ یحییٰ کے لیے روح القدس سے ہے اور کوئی فرق نہیں۔ تو پھر مسیح کو ان دونوں پر کونسی فضیلت ہوئی۔

متّی بخلاف مرقس

انجیل متی کے باب ثالث میں ہے کہ جب مسیح کو یحییٰ بن زکریا کے قید کی خبر پہنچی تو وہ جلجال میں چلے گئے اور شہر ناصرہ کو خالی کر دیا، سمندر کے کنارے کوہ ناحوم میں زابلون و نفتالی کے ساتھ سکونت اختیار کرلی کہ اشعیا نبی کی پیشینگوئی کو پورا کریں، کیونکہ انھوں نے کہا تھا کہ سرزمین زابلون و نفتالی اور سمندر کا وہ راستہ جو اردن کے پیچھے ہے اور جلجال الاجناس اور وہاں جو لوگ تاریکی میں ہوں گے وہ سب نور عظیم دیکھیں گے۔ اور جو وہاں موت کی تاریکیوں میں رہتا ہوگا ان سب پر نور نمودار ہوگا۔ اسی مقام سے یسوع نے نصیحت شروع کی اور کہا کہ توبہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی سلطنت قریب ہے۔ جس وقت وہ بحر جلجال کے کنارے جا رہے تھے کہ یکایک انھوں نے دو بھائیوں کو دیکھا جن میں ایک کا نام شمعون باطرہ تھا اور دوسرے کا اندریاس۔ یہ دونوں شکاری تھے اور سمندر میں اپنے جال ڈال رہے تھے۔ یسوع نے ان دونوں سے کہا کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو لو تو میں تم دونوں کو شکاری آدمی بنا دوں گا۔ ان دونوں نے اسی وقت اپنے جال چھوڑ دیے اور دونوں ان کے ساتھ ہو لیے۔ یسوع نے اس مقام سے حرکت کی، انھوں نے اور دو بھائیوں کو دیکھا یہ دونوں یعقوب و یوحنا بن سبذائے تھے جو ایک کشتی میں اپنے والد کے ہمراہ تھے اور اپنے جال تیار کر رہے تھے۔ یسوع نے ان دونوں کو بلایا، اسی وقت ان دونوں نے اپنے جال اور اپنے والد اور اپنے سامان کو چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ ہو لیے۔

یہ حرفاً بحرفٍ کلام متی کی تصریح ہے جو اس کی انجیل میں ہے۔

۱۶ **مرقس بخلاف متی**

انجیل مارقس کے شروع باب میں ہے کہ اُس نے کہا ہے کہ یحییٰ پر مصیبت آنے کے بعد یسوع اللہ کی سلطنت میں جلجال میں آئے اور کہا کہ زمانہ پورا ہو گیا اور اللہ کی سلطنت قریب آگئی۔ لہٰذا توبہ کرو اور انجیل کو قبول کرو۔ جب وہ بحر جلجال کے قریب سے گزرے تو انھوں نے شمعون و اندریاس کو دیکھا، یہ دونوں سمندر میں اپنے جال ڈال رہے تھے اور دونوں شکاری تھے۔ ان سے یسوع نے کہا کہ میرے ساتھ ہو لو تو میں تم دونوں کو دو آدمیوں کے لیے شکاری بنا دوں گا۔ ان دونوں نے اُسی وقت جال چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ ہو لیے۔ اس کے بعد یسوع کچھ ہی ٹھیرے تھے کہ انھوں نے یعقوب بن زبدی اور اُن کے بھائی یوحنا کو دیکھا۔ یہ دونوں کشتی میں اپنے جال درست کر رہے تھے۔ یسوع نے ان دونوں کو بلایا تو ان دونوں نے اپنے بچوں کو دو مزدوروں کے ہمراہ اجرت پر کشتی میں چھوڑ دیا اور یسوع کے ساتھ ہو لیے۔

یہ مارقش کے کلام کی حرف بحرف تصریح ہے جو اس کی انجیل میں ہے۔

لوقا بخلاف ہر دو

انجیل لوقا کے باب چہارم میں کہا ہے کہ۔ اور جس وقت چند جماعتیں اکھٹا تھیں کہ ان پر کلام اللہ سننے کے شوق کا غلبہ ہوا۔ اور وہ (یسوع) اُس وقت بحر بشیرات کے کنارے کھڑے ہوئے تھے کہ یکایک انھوں نے سمندر میں دو کشتیاں دیکھیں جن سے ان کے بیٹھنے والے اپنے جال دھونے کے لیے اترے۔ اُن میں سے ایک کشتی میں جو شمعون کی تھی یسوع داخل ہوئے انھوں نے شمعون سے خواہش کی کہ وہ انھیں ساحل سے تھوڑی دور لیجائیں۔ وہ کشتی میں بیٹھ گئے اور ان جماعتوں کو نصیحت کرنے لگے۔ جب انھوں نے

نصیحت بند کردی تو شمعون سے کہا کہ گہرائی سے ہٹ جاؤ اور تم لوگ شکار کے لیے اپنے جال ڈال دو۔ شمعون نے ان سے کہا کہ اے معلم (استاد) ہم لوگوں نے ساری رات مشقت اٹھائی اور کچھ نہ پایا، پھر بھی تمہارے حکم اور تمہارے کہنے سے جال ڈالتے ہیں۔ جب انھوں نے اسے ڈالا تو بہت سی بڑی بڑی مچھلیاں پھنس گئیں کہ قریب تھا ان کی کثرت کی وجہ سے جال پھٹ جائے ان لوگوں نے دوسری کشتی والوں سے مدد مانگی اور ان سے درخواست کی کہ اس کے نکالنے میں مدد کریں یہ سب لوگ اس پر اکھٹا ہو گئے اور ان سے دونوں کشتیاں بھر دیں یہانتک کہ قریب تھا کہ دونوں غرق ہو جائیں۔ جب شمعون باطرہ نے اسے دیکھا تو یسوع کو سجدہ کیا اور کہا کہ اے میرے آقا آپ میری طرف سے نکال دیجئے اس لیے کہ میں ایک گناہگار انسان ہوں، اور یہ اور ان کے تمام ساتھی، بکثرت مچھلیاں پانے کی وجہ سے حیرت میں تھے اور یعقوب و یوحنا فرزند ان زبدی بھی حیران تھے۔ یسوع نے شمعون سے کہا کہ تم نہ ڈرو تم آج دو آدمیوں کا شکار کرو گے۔ یہ سب لوگ اپنی کشتی سے ساحل کے دوسرے کنارے پر نکل آئے اور ان لوگوں کا جو کچھ تھا سب چھوڑ دیا اور یسوع کے ساتھ ہو لیے۔

یہ کلام لوقا کی حرف بحرف تصریح ہے جو انجیل میں ہے۔

یوحنا سب کے خلاف

انجیل یوحنا بن سیذای کے باب اول میں کہا ہے کہ دوسرے روز یحییٰ بن زکریا المعمدان کھڑے تھے اور ان کے شاگردوں میں سے دو شاگرد بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انھوں نے یسوع کو پیادہ چلتے دیکھا تو کہا کہ یہ (یعنی یسوع) اللہ کا بچہ ہے۔ ان کے اس کلام کو دونوں شاگردوں نے سنا اور وہ دونوں یسوع کے ساتھ ہو لیے۔ یسوع نے جب انھیں اپنے ساتھ آتے دیکھا تو ان کی طرف

متوجہ ہوئے اور کہا تم دونوں کیا ڈھونڈتے ہو۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ اے معلم آپ کا ٹھکانا کہاں ہے۔ یسوع نے کہا کہ آؤ اور دیکھو۔ یہ دونوں اُن کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ ان دونوں نے ان کا ٹھکانا دیکھا اور اُس دن رات کو یہ دونوں انھیں کے پاس رہے۔ اور یہ دونوں دس بجے تک رہے۔ دونوں شاگردوں میں سے جو یسوع کے ساتھ ہو لیے تھے ایک اندریاس برادر شمعون باطرہ تھے جو بارہ میں سے ایک تھے۔ پھر شمعون اپنے بھائی سے ملے، وہ بھی اُن دو میں سے ایک تھے جنھوں نے یحییٰ سے سنا تھا اور ان کے ساتھ ہو لیے تھے جبکہ انھوں نے یسوع کو دیکھا اور اُن سے کہا تھا کہ ہم نے مسیح کو پا لیا۔ پھر وہ انھیں اپنے پاس لے گئے۔ جب مسیح نے انھیں دیکھا تو ان سے کہا کہ تم شمعون بن یوحنا ہو۔ اور تمھارا نام صفا ہے۔ اس (صفا) کا ترجمہ پتھر ہے

یہ حرف بحرف کلام یوحنا کی تصریح ہے جو اس کی انجیل میں ہے۔

کیا کیا حماقتیں ہیں

ذرا ان رسوائیوں پر غور اور تعجب کرو۔ متیٰ اور مارقش اس پر متفق ہیں کہ شمعون باطرہ اور اُن کے بھائی اندریاش فرزندان یوحنا کی مسیح سے سب سے پہلی ملاقات یحییٰ بن زکریا کے قید ہونے کے بعد ہوئی۔ جب کہ مسیح نے ان دونوں کو اس حالت میں پایا کہ یہ دونوں شکار کے لیے سمندر میں اپنے جال ڈال رہے تھے۔

لوقا کہتا ہے کہ یسوع نے سب سے پہلے ان دونوں کو اس وقت پایا جب یہ دونوں ان کے ساتھ ہو گئے جس وقت مسیح نے انھیں اس طرح پایا کہ وہ دونوں کشتی سے اپنے جال دھونے کے لیے اترے تھے۔ اور دونوں کے دونوں رات بھر کے تھکے ہوئے تھے اور انھیں کوئی شکار نہ ملا تھا۔

یوحنا کہتا ہے کہ سب سے پہلے جب یہ دونوں اُن کے ساتھ ہو گئے وہ وقت تھا کہ جب اندریاش برادر شمعون باطرہ نے انھیں دیکھا تھا اور وہ (اندریاش) یحییٰؑ بن زکریاؑ کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ اور وہ یحییٰؑ کے شاگرد تھے۔ یحییٰؑ اس زمانے میں لوگوں کے لیے ستون کھڑا کر رہے تھے۔ جب اندریاش نے یحییٰؑ کو مسیح کو دیکھنے کے وقت یہ کہتے سنا کہ یہ اللہ کا بچہ ہے تو انھوں نے یحییٰؑ کو چھوڑ دیا اور مسیحؑ کے ساتھ ہو لیے۔ یہ دس بجے کا وقت تھا۔ اُس شب کو انھیں کے پاس رہے۔ پھر اپنے بھائی شمعون باطرہ کے پاس گئے اور انھیں خبر دی اور انھیں بھی مسیحؑ کے پاس لائے اور وہ بھی مسیح کے ساتھ رہے اور یہ ان کی مسیحؑ کے ساتھ سب سے پہلی صحبت تھی۔

ان میں سے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ باطرہ اور ان کے بھائی اندریاش کی مسیحؑ کے ساتھ سب سے پہلی ملاقات یحییٰؑ بن زکریاؑ کے قید ہونے کے بعد ہوئی۔ اور یہ متی و مارقش کا قول ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ شمعون باطرہ اور اندریاش کی مسیحؑ سے سب سے پہلی ملاقات یحییٰؑ کے قید ہونے سے پہلے ہوئی۔ اور یہ یوحنا کا قول ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ باطرہ و اندریاش کی مسیحؑ سے سب سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب کہ مسیحؑ نے ان دونوں کو شکار کے لیے اپنے جال سمندر میں ڈالتے دیکھا اور ان دونوں نے جال چھوڑ دیے اور دونوں اُسی وقت سے مسیحؑ کے ساتھ ہو گئے، اور یہ قول متی و مارقش کا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ باطرہ و اندریاش کی مسیحؑ سے سب سے پہلی ملاقات جب ہوئی کہ جب اندریاش نے انھیں دیکھا اور وہ یحییٰؑ کے ساتھ کھڑے تھے اور وہ اس زمانے میں یحییٰؑ کے شاگرد تھے۔ انھوں نے مسیحؑ کو پیادہ جاتے دیکھا تو یحییٰؑ نے کہا کہ یہ اللہ کا

بچہ ہے۔ اندریاش نے یحیٰیؑ کو چھوڑ دیا اور اسی وقت سے مسیحؑ کے ساتھ ہو گئے۔ پھر وہ اپنے بھائی شمعون کے پاس گئے اور انھیں آگاہ کیا کہ انھوں نے مسیحؑ کو پا لیا ہے اور وہ انھیں بھی مسیحؑ کے پاس لائے اور وہ بھی اسی وقت سے مسیحؑ کے ساتھ ہو گئے۔ اور یہ قول یوحنا کا ہے۔

یہ چار جھوٹ ہیں جو ایک ہی واقعے میں ہیں۔

پہلا جھوٹ تو اس وقت کے بارے میں ہے کہ سب سے پہلے جس میں ان دونوں کی مسیحؑ سے ملاقات ہوئی۔

دوسرا جھوٹ اس مقام میں ہے جہاں سب سے پہلے ان لوگوں کی مسیحؑ سے ملاقات ہوئی ہے۔

تیسرا جھوٹ ان لوگوں کا مسیحؑ سے ملاقات کی ترتیب میں ہے کہ آیا وہ دونوں ساتھ ساتھ ملے یا پہلے ایک ملا پھر دوسرا۔

چوتھا جھوٹ اس حالت کی صفت میں ہے جس پر مسیحؑ نے ان دونوں کو سب سے پہلی ملاقات میں پایا۔

ہم یہ بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ یہ چاروں اختلافات بلاشک کذب ہیں۔ اس قسم کی بات کا اللہ عزوجل کی جانب سے ہونا یا کسی نبی کی طرف سے ہونا یا کسی مردِ صادق کی طرف سے ہونا قطعاً ناممکن ہے۔ یہ کسی کذاب و نفس پرست کی طرف سے ہے جو اس کی پروا نہیں کرتا کہ وہ کیا کہتا ہے۔

اس میں سب سے زیادہ عجیب و غریب ان لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ یوحنا بن سیدای نے انجیل متی کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کیا۔ جب یوحنا نے انجیل متی میں یہ قصے اس کے خلاف دیکھے ہوں گے جو اس کے پاس تھے تو لامحالہ یہ سمجھ گیا ہو گا کہ متی کا قول جھوٹا ہے یا یہ سمجھا ہو گا کہ وہی سچ ہے۔ دو میں سے ایک

بات کا ہونا ضروری ہے۔

اگر متی کا قول جھوٹا تھا تو یوحنا نے اسے جائز سمجھا کہ وہ اپنے ایسے بزرگ ساتھی کا جو ان کے یہاں موسیٰؑ و بقیہ انبیاء سے بھی بڑا ہے کذب بیان کرے۔ ۱۸

اگر متی کا قول حق ہے تو یوحنا نے ان واقعات میں جن کو اس نے اپنی انجیل میں بیان کیا کذب لانے کا قصد کیا۔ ان دو میں سے ایک بات ضروری ہے اور صرف یہی ایک بات اس امر کے واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ کذابین وملعونین کی بنائی ہوئی یہ انجیلیں جن کے چہرے برے ہوں اور انھیں اللہ کی لعنت گھیرے رہے۔

ادعائے تکمیل تورات وصحف انبیاءؑ

انجیل متی کے باب چہارم میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ میں توریت کو اور کتب انبیاء کو توڑنے کے لیے آیا ہوں۔ میں تو ان سب کے پورا کرنے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں حق ہوں۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ آسمان و زمین کے فنا ہونے تک توریت کی ایک باء (ب) اور نہ کوئی اور حرف فنا ہوگا۔ یہاں تک کہ سب مکمل ہو جائے گا۔ جو شخص ایک چھوٹا سا عہد بھی حلال کرے گا اور لوگوں کو اس کے حلال کرنے پر آمادہ کرے گا تو وہ آسمانوں کی سلطنت میں اسے حقیر پکارا جائے گا۔ جو اسے پورا کرے گا اور لوگوں کو اس کے پورا کرنے پر آمادہ کرے گا اسے آسمانوں کی سلطنت میں عظیم پکارا جائے گا۔

انجیل متی کے سولھویں باب میں ہے کہ زمین و آسمان بدل جائیں مگر میرا کلام نہیں بدلے گا۔

کیا خوب تکمیل کی یہ وہ نصوص ہیں جو توریت کے قیام ودوام کو

چاہتی ہیں اور نسخ سے بالکل روکتی ہیں۔

نقض تورات

فصل اول مذکور کی چند ہی سطر گزری تھیں کہ متی نے بیان کیا ہے کہ مسیحؑ نے لوگوں سے کہا کہ یہ کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنی عورت کو طلاق دے اُسے چاہیے کہ وہ طلاق نامہ لکھدے" اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو اپنی عورت کو طلاق دے گا وہ زنا ہی کے لیے طلاق دے گا کیونکہ اُس نے اُس عورت کے لیے زنا کی راہ بنادی اور جو مطلقہ عورت سے نکاح کرے گا وہ زنا کرے گا۔" حالانکہ یہ اُس توریت کے حکم کا توڑنا ہے جس کے متعلق بیان کیا تھا کہ وہ اُسے توڑنے نہیں آئے بلکہ اسے پورا کرنے آئے ہیں۔

پھر یہ لوگ بولس ملعون سے حکایت کرتے ہیں کہ اُس نے ختنہ کرنے سے منع کیا حالانکہ وہ شرایع توریت میں سب سے زیادہ تاکیدی حکم ہے۔

شمعون باطرہ سے جس پر خدا کا غضب ہے حکایت کرتے ہیں کہ اس نے سور کو اور ہر جانور کو اور ہر کھانے کو جسے توریت نے حرام کیا تھا حلال کر دیا۔

ان لوگوں نے اول سے آخر تک توریت کے تمام شرعی احکام جو سبت اور یہود کی عیدوں اور دوسرے امور کے متعلق تھے سب توڑ ڈالے۔ حالانکہ اس عمل کے باوجود وہ لوگ اس میں اختلاف نہیں کرتے کہ مسیحؑ اور ان کے بعد ان کے تمام شاگرد سبت اور اعیاد یہود اور ان کے فصح کے مرتے دم تک پابند رہے۔

(سبت = یوم شنبہ کو کہتے ہیں۔ یہ دن یہود کے لیے ایسا ہی محترم تھا جیسے ہمارے لیے جمعہ۔ اس میں انھیں شکار و جنگ وجدل کی ممانعت تھی۔ فصح = یہود کی وہ عید ہے جس میں بنی اسرائیل کی مصر سے فرعون کے پنجۂ ظلم سے رہائی کی یادگار و خوشی منائی جاتی ہے۔

نیز فصح : نصاریٰ کے یہاں اپریل کے پہلے جمعے سے دوشنبے تک کی عید ہے اس میں ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح کو قتل کے بعد دوسری زندگی ملی ہے اہل اسلام اُن کے قتل کو تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ وہ شرعی و تاریخی شہادت سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ان کے گرفتار کرانے والوں کو جب ان پر قابو نہ ملا تو انھوں نے اپنے انعام کے لالچ میں جھوٹ موٹ ان کا قتل مشہور کر دیا اور مسیح کے آسمان پر اٹھ جانے سے یہود کو اس خبر کا یقین بھی آ گیا اگر تلاش کا مطالبہ کیا ہوتا تو ان کا فریب اسی وقت کھل جاتا)۔

اُسی مسیح کو شب عید فصح ہی میں گرفتار کیا گیا تھا اور وہ بھی یہود کے طریقے اور شریعت کے مطابق عید فصح منایا کرتے تھے پھر مسیح کا یہ کہنا (کہ وہ توریت توڑنے نہیں آئے) کیسے صحیح ہو گا؟۔

اب ان لوگوں کو مسیح کی طرف کھلم کھلا جھوٹ منسوب کرنا پڑے گا۔ اس لیے کہ انھوں نے یہ خبر دی تھی کہ وہ توریت کو توڑنے نہیں آئے۔ اس کے بعد انھوں نے اس کو توڑ دیا۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ وہ اسی کے لیے آئے تھے جس کے متعلق انھوں نے خبر دی تھی کہ وہ اس کے لیے نہیں آئے یعنی اس کے توڑنے کے لیے۔

19 یہ وہ جھوٹ ہے جس سے بچنا ممکن نہیں۔ لامحالہ انھیں یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ مسیح پر بھی خدا کا غضب ہے آسمانوں کی سلطنت میں انھیں حقیر پکارا جائے گا نہ کہ عظیم۔ اس لیے کہ خود انھیں نے یہ خبر دی ہے کہ جو شخص عہود توریت کے ایک چھوٹے سے عہد کو بھی حلال کرے گا تو ایسا ہو گا۔ حالانکہ انھوں نے اس کے بڑے بڑے عہود کو حلال کر دیا۔

انھوں نے طلاق کو حرام کر دیا حالانکہ توریت نے اسے حلال کیا تھا۔

اُس قصاص کو منع کردیا جسے توریت لائی تھی۔ اور کہا کہ کہا گیا ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت" اور میں کہتا ہوں کہ کسی کو بھی برائی سے بدلہ نہ دو بلکہ جو تمہارے داہنے گلے پر تھپڑ مارے تم بایاں بھی اس کے سامنے کردو۔"

ان لوگوں کو اس کے بغیر چارہ نہیں کہ یہ لوگ اول سے آخر تک اور بڑے سے چھوٹے تک سب سے پہلے خود اپنے ہی اوپر اللہ کی اور مسیح کی نافرمانی ومخالفت کی شہادت دیں۔ یہ لوگ آسمان کی سلطنت میں حقیر پکارے جائیں گے کیونکہ ان لوگوں نے اول سے آخر تک توریت کے حکم کو توڑدیا۔

نسخ ممکن نہیں

یہاں ان لوگوں کو نسخ کا دعوی کرنا قطعاً ممکن نہیں۔ اس لیے کہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ان لوگوں نے مسیحؑ سے یہ حکایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ "میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ آسمان وزمین کے فنا ہونے تک توریت کی ایک با (ب) اور اس کا ایک حرف بھی فنا نہ ہوگا۔ یہانتک کہ پوری کی پوری تمام وکمل ہو گی۔" انھوں نے نسخ کو تو بالکل ہی روک دیا۔ اس میں ایک عجیب بے نظیر بات اور حماقت و گمراہی ہے۔ اگر ہم خود ان لوگوں کا مشاہدہ نہ کر چکے ہوتے تو ہم کبھی نہ مانتے کہ کسی کا یہ مذہب بھی ہے۔ خدا سے ہم سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

حلال وحرام میں کلام

انجیل متی کے اٹھارھویں باب میں ہے کہ مسیحؑ نے اپنے سب بارھوں حواریوں سے کہا، جن میں یہوذا الاسخر یوطی بھی تھا جس نے تیس درہم کی رشوت پر یہود کو مسیحؑ کا پتا بتادیا تھا، کہ "تم نے جن چیزوں کو زمین میں حرام کر لیا ہے یہ آسمان میں بھی حرام ہوں گی۔ اور تم نے جن چیزوں کو زمین میں حلال کر لیا ہے

یہ آسمان میں بھی حلال ہوں گی"۔ انجیل متی کے سولھویں باب میں ہے کہ انھوں نے یہ قول صرف باطرہ سے کہا۔

یہ حق کہاں سے ملا؟

یہ تناقض عظیم کی تصریح ہے۔ بھلا جوار مین یا باطرہ کو تحلیل و تحریم کا حق کیسے ہو سکتا ہے؟ باوجود مسیحؑ کے اس کہنے کے کہ وہ تبدیل توریت کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ اس کے پورا کرنے کے لیے آئے ہیں۔ اور جو اس کے عہود میں سے ایک چھوٹا سا عہد بھی توڑے گا اسے آسمانوں کی سلطنت میں حقیر پکارا جائے گا۔ اور توریت کی ایک با(ب) یا ایک حرف فنا ہونے سے پہلے آسمان و زمین فنا ہو جائیں گے۔

نص توریت میں ہے بشرطیکہ یہ سچ کہا گیا ہو کہ اس پر اللہ کی لعنت ہے جسے تختۂ دار پر کھینچا جائے۔ حالانکہ یہی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیحؑ کو تختۂ دار پر کھینچا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ باطرہ شمعون برادر یوسف اور اندریاش برادر باطرہ اور فلیش اور بولس کو تختۂ دار پر کھینچا گیا۔ مسیحؑ کے قول کی بنا پر کہ توریت فنا نہ ہو گی تاوقتیکہ وہ سب کی سب پوری نہ ہو جائے یہ سب لوگ اللہ کی لعنت میں ملعون ہوئے۔ لہٰذا اس بدنصیب فرقے کی گمراہی پر تعجب کرو۔ کیونکہ ان رسوا کن باتوں سے زیادہ مصیبتناک باتیں کبھی نہیں سنی گئیں۔

تکلیف مالایطاق

انجیل متی کے چودھویں باب میں ہے کہ مسیحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ جو شخص بے سبب اپنے بھائی پر ناراض ہو تو وہ مستوجب قتل ہے۔ اگر تمھاری داہنی آنکھ تمھیں تکلیف پہنچائے تو اسے نکال ڈالو اور اپنے سے دور کر دو۔ کیونکہ تم سے اس کا چلا جانا تمھارے بدن کے دوزخ میں ڈالنے سے بہتر ہے۔ ۲۰

اگر تمھارا اپنا ہاتھ تمھیں تکلیف دے تو تم اُس سے بھی الگ ہو جاؤ کیونکہ تم سے اس کا چلا جانا تمھارے بدن کے آگ میں ڈالنے سے بہتر ہے۔

عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی مخالفت میں

یہ وہ شرایع ہیں کہ وہ لوگ بغیر کسی باہمی اختلاف کے اس کا اقرار کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے ان پر عمل کرنے کا حکم دیا یہ لوگ ان پر عمل کرنے سے رُکے ہوئے ہیں اور ان میں سے کسی کا پورا کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ خود اپنے اقرار کے مطابق مسیحؑ کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔

ختنہ کرنے کو مناسب نہیں سمجھتے حالانکہ ختنہ کرنا اُن کے مسیحؑ کا مذہب ہے اور وہ خود بھی ختنہ شدہ تھے۔

مسیحؑ اور ان کے شاگرد مرتے دم تک برابر یہود کے سے روزے رکھتے تھے۔

یہود کی عید فصح مناتے تھے۔

یوم سبت کی پابندی کرتے تھے۔

نصاریٰ نے اُن تمام امور کو بدل دیا اور شنبے کے بجائے یکشنبہ مقرر کر لیا۔ مسیحؑ کے اٹھنے کے سو سال سے بھی زائد بعد ایک دوسرا روزہ ایجاد کر لیا۔ لہٰذا اتنا ہی کفر و گمراہی کے لیے کافی ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی اس سے انکار کی مجال نہیں۔

اگر وہ یہ کہیں کہ مسیحؑ ہی نے انھیں ان کے بزرگوں کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ ہم کہیں گے کہ وہ تم پر لازم نہیں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ آج تمھارے بطریق (مذہبی پیشوا) اُن امور کے مٹانے پر اتفاق کر لیں جو تمھارے پہلے بطارقہ نے مسیحؑ کے اٹھنے کے سو برس بعد ایجاد کیے تھے اور تمھارے لیے دوسرے روزے ایجاد کیے، اور شنبے کے علاوہ ایک دوسرا دن مقرر کیا اور ایک دوسری

عید فصح بنائی، اور تمہیں اسی تعظیم سبت (شنبہ) وصوم یہود وعید فصح یہود کی طرف واپس کر دیں جس پر خود مسیحؑ تھے؟ تو کیا تم پر ان لوگوں کی پیروی لازم ہو گی؟

اگر وہ کہیں کہ نہیں۔ تو ہم کہیں گے کہ کیوں اور کونسا فرق ہے ان کی پیروی میں جنھوں نے اُن امور کی مخالفت کی ہے جن کی تصریح خود مسیحؑ اور اُن کے حواریین نے کی ہے اور ان کی اُن امور میں پیروی کرنے میں جو انھوں نے ابھی ایجاد کیے ہیں؟

اگر وہ کہیں کہ اُن لوگوں کو تو جو شریعت بتائی گئی تھی اس کے بدلنے سے ممانعت کی گئی تھی اور اس پر ان پر لعنت کی گئی تھی۔ تو ہم اُن سے کہیں گے کہ کونسی لعنت اور کونسی ممانعت مسیحؑ کی تبدیل عہود توریت کی ممانعت سے زیادہ بڑی ہے؟ جن لوگوں کی تبدیل کو تم لوگ مانتے ہو انھوں نے اُس (شریعت) کو بدل دیا ہے۔ تو پھر مسیحؑ کے بعد والوں کا منع کرنا خود مسیحؑ کے منع کرنے سے زیادہ قوی ہو گیا۔

اگر وہ لوگ کہیں کہ ہاں ہم انھیں (بعد والوں) کی پیروی کریں گے تو انھوں نے (گویا) مان لیا کہ اُن کے دین کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور وہ محض انھیں امور کا اتباع ہے جو ان کے اکابر نے اس شریعت کو بدل کر مقرر کیے ہیں جن پر وہ خود تھے۔

اُن سے کہا جائے گا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر تمھارے بعض بطریق ایک شریعت ایجاد کریں اور دوسرے بطریق دوسری شریعت ایجاد کریں اور ان کے ہر گروہ پر غیر مشروع عمل کی وجہ سے اُن پر لعنت کی جائے تو پھر کیا حال ہو گا؟ پھر کونسا دین زیادہ گندہ زیادہ گمراہ کن اور زیادہ فاسد اُس دین سے ہو گا جس کی حالت یہ ہو۔ اگر انھیں ذرا سی بھی عقل ہو تو جو کچھ ہم نے اس فصل میں بیان کر دیا ہے وہ اس دین کے بطلان کے لیے جس پر وہ ہیں

کافی ہے۔ ہر وہ دین جس کا مرجع متی رذیل کی طرف اور یوحنا دھوکا دینے والے کی طرف اور مارقش مرتد کی طرف اور لوقا زندیق کی طرف اور باطرہ ملعون کی طرف اور بولس بہکانے والے کی طرف ہو کہ وہ ان لوگوں کو ان کے دین میں گمراہ کرے، وہ اسی کا مستحق ہے کہ اس کی یہی صفت ہو۔ ہم اللہ کے بڑے احسان کا جو ہم پر ہے شکر کرتے ہیں۔

نسبت ابن اللہی

انجیل متی کے پانچویں باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہاری دعا اس طرح ہونا چاہیے جس طرح میں تم سے بیان کرتا ہوں "اے ہمارے آسمانی باپ تیرا نام مقدس ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ تمہارا باپ جانتا ہے کہ تم لوگ ان تمام چیزوں کے محتاج ہو گے۔ آخر انجیل میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کے پاس جو میرا اور تمہارا معبود ہے جانے والا ہوں۔

۲۱

ہم تو مسیح کی فرزندی الٰہی میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھتے جو اور لوگوں کے لیے نہ ہو اور کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ کہاں سے صرف مسیح ہی کو اللہ کی فرزندی میں منحصر کرتے ہیں اور تمام لوگوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ مسیح کو اس قول میں جھوٹا کہیں۔

لامحالہ دو میں سے ایک بات اختیار کریں۔ (یعنی یا تو اوروں کو بھی اللہ کا بیٹا مانیں یا مسیح کو جھوٹا کہیں)۔ ان لوگوں نے جو لوگ مسیح کے سوا ہیں انہیں کہاں سے اس امر میں مخصوص کر دیا کہ اللہ انہیں کا خدا ہے اور یہ نہیں کہا کہ اللہ مسیح کا بھی خدا ہے۔ جیسا کہ خود مسیح اپنی زبان سے کہتے ہیں

لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اللہ ہی مسیح کا بھی خدا ہے۔ اور بقیہ لوگ بھی اللہ کے فرزند ہیں۔ یا یہ کہ یہ لوگ مسیح کو ان کے

نصف کلام میں جھوٹا کہیں۔ اور تمہیں فساد و گمراہی میں یہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ وہ کسی کا باپ ہو یا کوئی اس کا بیٹا ہو یا مسیح اس کے بیٹے ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مسیح وغیر مسیح سب کا یکساں طور پر معبود و خدا ہے۔

خدا اور انسان کا بیٹا!!

یہ لوگ تمام اناجیل کے ایک سے زیادہ مقامات میں حکایت کرتے ہیں کہ جب مسیح خود اپنے متعلق کوئی خبر دیتے ہیں تو وہ اپنے کو انسان کا بیٹا بتاتے ہیں۔ اور یہ ناممکن اور حماقت ہے کہ خدا انسان کا بیٹا ہو۔ یا اکھٹا خدا اور انسان کا بیٹا ہو۔ اور انسان کے یہاں خدا پیدا ہو۔ اس سے زیادہ کیا حماقت و کفر و محال ہوگا۔ ہم گمراہی سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

کیفیت احیائے موتے

انجیل متی کے نویں باب میں ہے کہ جس وقت یسوع یہ کہہ رہے تھے تو یکایک اس مقام کے شرفاء میں سے ایک شخص ان کے سامنے آیا اور ان سے کہا کہ میری بیٹی مر گئی ہے اور میں آپ سے یہ خواہش کرتا ہوں کہ آپ اس کے پاس چلیں اور اسے اپنا ہاتھ لگائیں کہ وہ زندہ ہو جائے۔ پھر بیان کیا ہے کہ جب وہ اس سردار کے مکان میں داخل ہوئے اور انھوں نے نوحہ کرنے والیوں اور رونے والیوں کو دیکھا تو ان سے کہا کہ چپ رہو۔ کیونکہ یہ لڑکی مری نہیں ہے بلکہ سو رہی ہے۔ ساری جماعت نے ان کا مضحکہ اڑایا۔ جب وہ جماعت اس لڑکی کے پاس سے چلی گئی تو مسیح وہاں گئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے زندہ کھڑا کر دیا۔

یہی قصہ انجیل لوقا کے ساتویں باب میں مذکور ہے۔ سوائے اس کے کہ اس نے اس قصے میں یہ کہا ہے کہ لڑکی کے باپ نے مسیح سے یہ کہا کہ وہ قریب مرگ ہے اور وہ اس کے ساتھ

۲۲ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ راستے میں اُسے ایک قاصد ملا جس نے یہ خبر دی کہ لڑکی مر گئی اب مسیحؑ کو ساتھ نہ لو۔ مسیحؑ نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ اور مطمئن رہو وہ زندہ ہو جائے گی۔ پھر جب یہ دونوں گھر پر پہنچے تو مسیحؑ کے ساتھ اس گھر میں صرف باطرہ دیوحنا و یعقوبؑ اور لڑکی کے والد اندر گئے۔ وہاں ایک جماعت رو رہی تھی اور اپنا سینہ اور منھ پیٹ رہی تھی۔ مسیحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ نہ روؤ۔ کیونکہ یہ سو رہی ہے۔ مری نہیں ہے۔ ان لوگوں نے اس کی موت سے واقف ہونے کی وجہ سے مسیحؑ کا مضحکہ اڑایا مسیحؑ نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور اُسے پکارا اور کہا کہ اے لڑکی اُٹھ کھڑی ہو۔ چنانچہ اُس کی روح اُس میں واپس آگئی۔ اور لڑکی اسی وقت اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مسیحؑ نے حکم دیا کہ اُسے کھانا کھلایا جائے۔ اُس کے والدین کے پاس آئے اور حکم دیا کہ انھوں نے جو کچھ کیا ہے اُس کو کسی سے نہ بتائیں۔ ایسا ہی انجیل مارقش کے پانچویں باب میں بیان کیا گیا ہے۔

روایت پر تبصرہ

اس فصل میں بہت سے مصائب ہیں جن میں سے ایک بھی اُس کے لیے کافی ہے کہ یہ انجیل موضوع اور جھوٹی ہے۔

علانیہ جھوٹ بولے

اول یہ ہے کہ وہ لوگ مسیحؑ سے یہ حکایت کرتے ہیں کہ وہ علانیہ جھوٹ بولے کیونکہ انھوں نے اُن لوگوں سے یہ کہا کہ لڑکی مری نہیں۔ وہ زندہ ہے سو رہی ہے مری نہیں ہے۔ اگر وہ اس میں سچے ہیں کہ وہ مری نہیں تو پھر نہ تو وہ کوئی معجزہ لائے نہ عجیب چیز۔ اور معاذ اللہ نبی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ چہ جائیکہ جو خدا بھی ہو۔ اور ان لوگوں کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ یہی معجزہ ہے کہ وہ بیہوشی سے صحتیاب ہو گئی۔ اس لیے کہ اُن کی انجیل میں تصریح ہے کہ مسیحؑ نے

اس کے باپ سے کہا کہ تم مطمئن رہو تمھاری لڑکی زندہ ہو جائے گی۔ لہٰذا دو میں سے ایک قول میں کذب ضرور ہے۔

دونوں روایتوں میں تناقض

دوم یہ کہ متی نے یہ بیان کیا ہے کہ لڑکی کا باپ اس وقت مسیح کے پاس آیا ہے جب وہ مر گئی تھی۔ اس نے مسیح کو اس کی موت کی خبر دی۔ اور انھیں بلایا کہ وہ اُسے زندہ کر دیں۔

لوقا کہتا ہے کہ اُس کا باپ مسیح کے پاس اس وقت آیا جب وہ بیمار تھی اور مری نہ تھی۔ اور انھیں لایا کہ وہ اُسے اچھا کر دیں۔ راستے میں قاصد ملا کہ ان کو ساتھ نہ لیجلو کیونکہ وہ مر گئی۔ ان دونوں کمینوں میں سے ایک بلا شک جھوٹا ہے۔ ان دونوں پر خدا کی لعنتیں اور اس کا غضب ہو۔ لہٰذا کذاب سے دین حاصل کرنا جائز نہیں۔

اخفائے اعجاز

سوم یہ کہ مسیح کا اس معجزے کے لانے کے وقت اور لوگوں سے تنہا ہونا سوائے لڑکی کے والدین کے اور اپنے تین اصحاب کے، پھر مسیح کا ان لوگوں سے اس کے پوشیدہ رکھنے کی خواہش کرنا عجیب ہے۔ حالانکہ معجزات کے لیے نہ تنہائی تلاش کی جاتی ہے اور نہ وہ لوگوں سے چھپائے جاتے ہیں۔

معجزے سے عجز

اناجیل میں اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں کہ مسیح بعض اوقات ایک معجزے پر بھی قادر نہ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ بلاطس کے سامنے اور ایک مرتبہ یہود کے سامنے اور جن لوگوں نے اُن سے معجزہ طلب کیا تھا انھوں نے اُن سے کہا کہ تم لوگ کوئی معجزہ نہ دیکھو گے سوائے معجزۂ یونس کے جو تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ جس کی یہ حالت ہو تو وہ محض مشکوک خبریں اور بنائے ہوئے

جھوٹ ہیں اور ایسے لوگوں کی روایات ہیں جن میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

غلط بخشی

انجیل متی کے دسویں باب میں ہے کہ مسیحؑ نے اپنے بارہ شاگردوں کو اپنے پاس جمع کیا اور انہیں یہ طاقت دی کہ وہ ناپاک ارواح کو دور کردیں اور ہر مرض سے اچھا کردیں۔ اُن لوگوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) شمعون باطرہ۔ (۲) اندریاش برادر شمعون۔ (۳) یعقوب بن سیذای (۴) یوحنا برادر یعقوب۔ (۵) فیلبس۔ (۶) برثلوما۔ (۷) طوما۔ (۸) متی الجابی۔ (۹) یعقوب۔ (۱۰) یہوذ برادر یعقوب۔ (۱۱) شمعون کنعانی۔ (۱۲) یہوذا الاسخریوطی جس نے اس کے بعد مسیحؑ کا پتا بتادیا تھا۔ یسوع نے ان بارہ شاگردوں کو بھیجا اور ان سے کہا کہ "مجنسوں کے راستے میں نہ چلنا اور نہ سامریین کے شہروں میں داخل ہونا۔ مگر بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑ کے پاس حاضر ہونا" ۲۳

کافر کے لیے کرامت

اس فصل میں دو بڑی مصیبتیں ہیں۔ ایک تو اس کا یہ کہنا کہ مسیحؑ نے اُن بارہ آدمیوں کو جنہیں نامزد بھی کردیا ارواح نجسہ پر۔ اور ہر مرض کے اچھا کرنے کی قدرت عطا کی۔ ان لوگوں میں یہوذا کا بھی نام لیا اور انکار کے لیے کوئی وجہ بھی نہ چھوڑی بلکہ تصریح کردی کہ یہ وہی یہوذا تھا جس نے اس کے بعد یہود کو مسیحؑ کا پتا بتادیا تھا۔ یہاں تک کہ یہود نے انہیں گرفتار کرلیا اور اپنے گمان کے مطابق انہیں مصلوب بھی کردیا کوڑے اور تھپڑ بھی مارے اور انہیں خوب رسوا کیا۔ حالانکہ یہ لوگ جھوٹے تھے خدا ان پر لعنت کرے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقرب بنائے اور اُسے جن پر اور ہر مرض سے اچھا کرنے پر قدرت دے جس کو وہ جانتا ہو کہ یہ وہی شخص ہے جو مسیحؑ کا

پتا بتائے گا اور اس کے بعد کافر ہو جائے گا۔
اس کے ساتھ ہی اپنی انجیل میں یوحنا کا یہ قول بھی ہے کہ یہوذا اندکور چور تھا۔ اور مسیح کو جو ہدیہ بھیجا جاتا تھا اُسے اچک لیتا اور لیجاتا تھا۔ لہذا دو میں سے ایک وجہ ضروری ہے کہ تیسری وجہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ یا تو مسیح کو یوحنا کے خبر دینے کے مطابق یہوذا کی چوری اور اس کی بد باطنی کی اطلاع تھی اور اس کے باوجود انھوں نے اسے آیات و معجزات عطا کر دیئے۔ اور اُسے اپنے اور لوگوں کے درمیان میں واسطہ بنایا اور اُسے تحلیل و تحریم کا حق دے دیا۔ اور وہ جو کچھ حلال یا حرام کرے گا وہ آسمانوں میں بھی حرام و حلال ہو جائے گا۔ یہ ایک مصیبت ہے اور کفار کی وقعت بڑھانا ہے۔ غیر مستحق کو مقدم و پیشوا بنانا ہے۔ دین کے ساتھ تمسخر ہے۔ یہ خدا کی صفت نہیں ہے اور نہ ایسے شخص کی صفت ہے جس میں نیکی ہو۔

الزام غفلت

یا یہ ہو کہ یہوذا کی بدنیتی جس سے اور لوگ واقف تھے مسیح پر پوشیدہ ہو تو یہ بھی ایک بڑی مصیبت ہے کہ خدا نے جسے پیدا کیا وہ اسی کے حال سے غافل ہو۔ کیا ان قصوں سے زیادہ احمقانہ اور ان کے حق سمجھنے والوں سے زیادہ احمق بھی کبھی کوئی سنا گیا ہو گا؟
دوسری مصیبت عظمیٰ اس کا یہ کہنا ہے کہ ہجنسوں کے راستے میں نہ چلنا اور سامرین کے شہروں میں نہ گھسنا اور خاندان بنی اسرائیل کی کھوئی اور منتشر ہونے والی بھیڑ کے پاس حاضر ہونا۔

مخالفت و نافرمانی

مسیح نے انھیں فقط بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑ کے پاس بھیجا تھا۔ اور ان کے اقرار کے مطابق مسیح نے انھیں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اس کو ان کے اُٹھنے کے بعد پورا کریں۔ کیونکہ مسیح ابھی زمین پر

رہنے کے زمانے تک کسی نے بھی انھیں چھوڑا۔ اور نہ وہ قطعاً کسی دوسرے شہر میں تبلیغ کے لیے گئے۔ پھر ان لوگوں نے مسیح کی مخالفت و نافرمانی کی کیونکہ یہ ہمجنسوں ہی کے راستے پر چلا کیے۔ چنانچہ یہ لوگ خود اپنے اقرار کے مطابق اللہ کے نافرمان اور فاسق تھے۔

ترغیب فرار

اسی باب میں ان لوگوں کے اقرار کے مطابق یہ ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جب تم لوگ تلاش کیے جاؤ تو دوسرے امن والے شہر میں بھاگ جانا۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ تم لوگ بنی اسرائیل کے شہروں کا احاطہ نہ کروگے تاوقتیکہ انسان کا بیٹا نہ آجائے۔

بظاہر خود مسیح کا آسمان پر اُٹھنے کے بعد سب لوگوں کے پاس دنیا کی طرف لوٹنا مراد ہے۔

جھوٹا وعدہ

انجیل مارقش کے ساتویں باب میں اور انجیل لوقا کے نویں باب کے شروع میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ ان ٹھیرنے والوں میں بعض وہ جماعتیں ہیں جو موت نہ چکھیں گی تاوقتیکہ اللہ کے فرشتے کو قدرت کے ساتھ آتا نہ دیکھ لیں۔

جھوٹ کا ظہور ۲۴

اس قول کا کذب تو علانیہ ظاہر ہو گیا کیونکہ ان لوگوں نے بنی اسرائیل کے اور دوسروں کے شہروں کا بھی احاطہ کر لیا اور ان لوگوں نے وہ بھی نہیں دیکھا جو مسیح نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اُس روز جو لوگ اُن کے سامنے موجود ہیں اُن میں سے ہر شخص کے مرنے سے پہلے مسیح قدرت کے ساتھ علانیہ واپس آئیں گے۔

معاذ اللہ کوئی نبی ہی نہیں جھوٹ بول سکتا چہ جائیکہ جو خدا بھی ہو۔

تنہا یہی فصل اگر اس جگہ کوئی عاقل ہوتا تو اسے یہ سمجھنے کے لیے

کافی ہوتی کہ جن لوگوں نے یہ انجیلیں لکھی ہیں وہ بڑے جھوٹے اور بدکار تھے۔

دفع دخل

اگر وہ یہ کہیں کہ تمہاری صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بنی النجار کے ایک لڑکے کی طرف اشارہ فرمایا جو آپ کے سامنے تھا کہ اگر یہ لڑکا اپنی عمر پوری کرلے گا تو یہ قیامت کو پالے گا پھر وہ لڑکا بچپن ہی میں مرگیا۔ اور اعراب جب آپ سے پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی تو آپ اُن کے بچے کی طرف اشارہ فرماتے تھے کہ اس کے اپنی عمر پوری کرنے تک۔ اُسے موت نہ آئے گی تاوقتیکہ قیامت نہ قائم ہوئے۔

غلط فہمی

ہم کہیں گے کہ یہ لفظ غلط ہے۔ اس حدیث میں قتادہ اور معبد بن ہلال ہیں انھوں نے اس کو انس سے اس معنی حدیث کے اعتبار سے روایت کردیا جو ان کے وہم میں آئے۔ اور اسی کو ثابت بن اسلم البنانی نے انس سے بلفظہ اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم پر تمہاری قیامت قائم ہوگی۔

کیا فرمایا تھا، اور کیا سمجھے

اسی طرح اس کو ثقہ راویوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ اس کو ثابت نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اپنی عمر پوری نہ کرنے پائے گا کہ اس پر تم لوگوں کی قیامت قائم ہوجائے گی۔ یعنی ان مخاطبین کی وفات اس کے سامنے ہوگی۔

یہ وہ حق ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ ثابت البنانی بہ نسبت قتادہ و معبد کے الفاظ روایت کے زیادہ ماہر و حافظ ہیں چہ جائیکہ ام المومنین بھی ان سے موافقت کریں۔ ہم راویوں کی غلطی کا انکار نہیں کرتے جب کہ اس پر برہان قائم ہو کہ یہ خطا و غلط ہے۔ قرآن میں اور اُن روایات میں جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور اُن کے فرزند وغیرہ کے طریق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی بھی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہو گی۔

اگر یہود و نصاریٰ بھی اپنی کتابوں کے ناقلین کے بارے میں اسی طرح کی بات کہیں تو ہم اُن پر سختی نہ کریں اور نہ ہم ان کی نقل میں غلطی پائے جانے کو برا سمجھیں۔ ہم تو محض انھیں اس پر برا سمجھتے ہیں کہ وہ اس کذب خالص کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

نصاریٰ کی اس بات کو ہم برا سمجھتے ہیں کہ وہ لوگ جس کا کذب ثابت ہو چکا ہے اسے بھی معصوم بناتے ہیں اس سے اپنا دین بھی اخذ کرتے ہیں۔ اور اس کو برا سمجھتے ہیں کہ وہ ہر متناقض خبر اور ہر ایسے قضیے کو کہ جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تکذیب کرتا ہے حق مانتے ہیں۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

عداوت کی پیغام بری

خود اسی باب میں ہے کہ مسیحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ میں اہل زمین کے درمیان بجائے تلوار کے صلح پیدا کراؤں گا۔ میں محض اس لیے آیا ہوں کہ آدمی اور اس کے بیٹے میں۔ بیٹی اور اس کی ماں میں۔ بہو اور اس کی ساس میں تفریق کرا دوں کہ آدمی اپنے خاص لوگوں سے عداوت کرے"

خصومت کی تبلیغ

انجیل لوقا کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں محض اس لیے

آیا ہوں کہ زمین میں آگ ڈالوں۔ محض میرے ہی لیے اس کے مشتعل ہونے اور تمام روئے زمین میں پیاس کی شدت نے ارادہ کیا ہے اور اس کے مکمل کرنے تک میں اسی پر مامور ہوں۔ کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ اہل زمین کے درمیان میں صلح کراؤں گا۔ نہیں۔ میں تو اس لیے آیا ہوں کہ ان میں مخالفت پیدا کراؤں۔ جو پانچ ہوں گے وہ جدا جدا ہو کر ایک گھر میں تین دو کے خلاف ہوں گے اور دو تین کے خلاف۔ باپ بیٹے کے خلاف۔ بیٹا باپ کے خلاف۔ بیٹی ماں کے خلاف۔ ماں بیٹی کے خلاف۔ ساس بہو کے خلاف اور بہو ساس کے خلاف۔ ۲۵

یہ دونوں فصلیں جیسی کچھ ہیں تم بھی دیکھتے ہو۔

آشتی کی تبلیغ

انجیل لوقا کے نویں باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ میں جانیں ضایع کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ ان کے سلامت رکھنے کے لیے۔

انجیل یوحنا کے دسویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ جو میرا کلام سنے اور اسے یاد نہ رکھے تو میں اس کے خلاف حکم نہیں دیتا۔ کیونکہ میں اس لیے نہیں آیا کہ دنیا کے خلاف حکم دوں اور اسے سزا دوں۔ لیکن میں اہل دنیا کو تبلیغ کرنے آیا ہوں۔

اجتماع ضدین

یہ دونوں فصلیں اپنے قبل کی دونوں فصلوں کی ضد ہیں۔ اور دونوں معنی میں سے ہر ایک صراحۃً دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ ان کی مراد صرف یہ ہے کہ وہ ان جانوں کے تلف کرنے کے لیے مبعوث نہیں ہوئے جو ان پر ایمان لائیں۔ تو ہم کہیں گے کہ انھوں نے عام رکھا ہے۔ خاص نہیں کیا ہے۔

سخن سازی

یہ تاویل کہ "ان کی مراد صرف یہ ہے کہ وہ اپنے اوپر ایمان لانے والے لوگوں کے تلف کرنے کے لیے

مبعوث نہیں ہوئے" اس کے بطلان کی دلیل یہ ہے کہ انجیل لوقا کے نویں باب میں اس فصل کی تصریح ہے جیسا کہ انشاء اللہ ہم بیان کریں گے۔ اس نے مسیح کا قول بیان کیا ہے کہ انھوں نے اپنے آگے چند قاصد روانہ کیے۔ ان لوگوں نے سامریہ کی طرف سے اپنا راستہ اختیار کیا کہ وہ سامریہ میں مسیح کے لیے تیاری کریں اور مسیح کے یرشلام جاتے وقت وہ لوگ انھیں قتل نہ کریں۔ جب یوحنا و یعقوب نے یہ حالت دیکھی تو مسیح سے عرض کی کہ اے ہمارے آقا۔ کیا آپ اس رائے سے متفق ہیں کہ آپ ان لوگوں کے لیے بد دعا کریں، ان پر آسمان سے آگ گرائیں اور ان کے اکثر لوگوں کو جلا دیں۔ جیسا کہ الیاس نے کیا تھا۔ مسیح نے انھیں جواب دیا اور ڈانٹا اور کہا کہ وہ ذات کہ تم لوگ جس کی ارواح ہو اس نے اس انسان کو جانیں ضایع کرنے کے لیے نہیں بھیجا ہے بلکہ ان کے سلامت رکھنے کے لیے بھیجا ہے۔ پھر یہ لوگ دوسرے قلعے کی طرف روانہ ہو گئے۔

بات بنائے نہ بنی

اب تو اشکال رفع ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ مسیح جن جانوں کے سلامت رکھنے کے لیے بھیجے گئے ہیں انھوں نے ان سے بعض جانوں کو چھوڑ کر بعض جانیں مراد نہیں لیں۔ تمام جانیں مراد لی ہیں خواہ وہ ان کے ساتھ کفر کریں یا ان پر ایمان لائیں۔ نہ یہ کہ جیسا یہ لوگ سنتے تھے۔ مسیح نے یہ اس وقت کہا تھا جب ان کے اصحاب نے ان لوگوں کے ہلاک کرانے کی خواہش کی تھی جنھوں نے مسیح کو قبول نہیں کیا۔ لہذا پہلے کلام سے اس کلام کا باہمی تناقض ثابت ہو گیا۔ معاذ اللہ مسیح رسول علیہ السلام جھوٹے نہ تھے۔ بے شک یہ جھوٹ ان چاروں فاسقوں کا ہے کہ یہ گھڑی ہوئی اور بدلی ہوئی انجیلیں لکھیں۔

اثبات نبوت مسیح

اس فصل میں اس امر کی نص جلی اور کھلی ہوئی

تصریح ہے کہ مسیح مبعوث و مامور تھے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ وہ اہل حق کے قول کے مطابق نبی تھے۔ بشرطیکہ اس فصل میں یہ لوگ سچ بولے ہوں۔ و باللہ تعالیٰ التوفیق۔

پیغمبر کے برابر ثواب

اسی باب میں ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ جو کسی نبی کو قبول کرے اور نبی کے نام پر ہو تو اسے اس نبی کے اجر کے برابر جزا دی جائے گی۔

ادعائے محال

یہ کذب و محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آخرت میں جو لوگوں کی باہمی فضیلت ہے وہ محض ان کے اجر و ثواب کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ انہیں عطا کرے گا نہ کہ کسی اور وجہ سے۔ جس شخص کا اجر دوسرے شخص سے زائد ہو گا تو وہ بلا شک اس سے افضل ہو گا اور دوسرا بلا شک اس سے کم ہو گا۔ جس کا اجر دوسرے کے اجر کے برابر ہو تو بلا شک یہ دونوں فضیلت میں برابر ہوں گے۔ یہ بات اتنی بدیہی ہے کہ حس سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر ان تمام لوگوں کا اجر جو اپنے نبی کی پیروی کریں اس نبی کے اجر کے برابر ہو گا تو پھر تمام اہل ایمان قیامت میں برابر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک کو ایک پر فضیلت نہ ہو گی۔ یہ بھی بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کذب و محال ہے۔ اور اگر ایسا ہو تو لازم آئے گا کہ تمام نصاریٰ کا اجر باطرہ اور تمام شاگرد اور بولس و مارقش و لوقا کے اجر کے برابر ہو۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ اور نہ یہ امکان میں داخل ہے۔ لہذا یہ سب متفق ہوئے کہ ان کے خدا نے جھوٹ کہا۔ اور معاذ اللہ نہ کوئی نبی جھوٹ بولے گا اور نہ کوئی مومن صادق و باللہ تعالیٰ التوفیق۔

۲۶

یحییٰ نبی سے بڑھ کے تھے

انجیل متی کے بارھویں باب میں ہے کہ

مسیح نے کہا، اور وہ یحییٰ بن زکریا کا ذکر کر رہے تھے، کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ نبی سے بڑھ کر تھے۔ اور انہیں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "میں تمھارے سامنے اپنا فرشتہ بھیجنے والا ہوں کہ وہ تمھارے لیے تمھارا راستہ تیار کرے"۔

نبی سے بڑھ کر ہونا ممکن نہیں

اس فصل میں دو مقام پر کذب ہے۔ اول تو یحییٰ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ نبی سے بڑھ کر تھے۔ اور یہ محال ہے اس لیے کہ اس سے خالی نہیں کہ یحییٰ وغیر یحییٰ جو اور لوگ ہیں۔ یا تو ان کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے یا وحی نہیں بھیجی جاتی۔ کوئی تیسری قسم ممکن نہیں۔

اگر انہیں وحی بھیجی جاتی ہے تو وہ نبی ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ انسانوں میں کوئی ایسا شخص پایا جائے جو نبی سے بڑھ کر ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ رسول نبی ہو۔ اور یحییٰ ان لوگوں کے اجماع کے مطابق رسول اللہ تھے۔

اگر اس کے پاس وحی نہیں بھیجی جاتی تو یہ مرتبہ ہے جس میں کافر و مومن برابر ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ جس پر وحی نہ بھیجی جاتی ہو وہ اس کے مثل ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے لیے منتخب کر لیا ہے۔ چہ جائیکہ وہ اس سے بڑھ کر ہو۔

انسان کو فرشتہ بنا دیا

دوسرا جھوٹ ان کا یہ کہنا ہے کہ "یحییٰ وہی ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ میں اپنا فرشتہ تمھارے سامنے بھیجنے والا ہوں" اس قول کی بنا پر یحییٰ فرشتہ ہوئے۔ اور یہ کذب خالص ہے۔ اس لیے کہ وہ انسان تھے جو ایک مرد اور ایک عورت کے بیٹے تھے۔ زندہ رہے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔ یہ فرشتے کی صفت نہیں ہے۔ اور یحییٰ فرشتہ نہ تھے۔ اسی فصل میں اس کے بعد یہ ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ یحییٰ آدمی تھے۔ لہذا یہ قول ہر حال میں جھوٹا ہوا۔ اور معاذ اللہ

نبی یا اور کوئی بزرگ شخص جھوٹ نہیں بولتا۔ ثابت ہو گیا کہ یہ ہتی یا جی اور رذیل ہی کا جھوٹ ہے۔ لہذا اس پر وہی ہو جو اس کے نسے کذابین پر ہو۔

تعریف مع تنقیص

باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ میں امین ہوں۔ تم سے کہتا ہوں کہ انسانوں میں کوئی شخص یحییٰؑ المعمدان سے اشرف پیدا نہیں کیا گیا۔ لیکن جو آسمانوں کی سلطنت میں چھوٹا ہے وہ بھی یحییٰؑ سے بڑا ہے۔

وہی افضل وہی ارذل

اس فصل میں غور کرو گے تو تمہیں ان لوگوں میں ایک دائمی مصیبت اور دشمنوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک نظر آئے گی یہ ناممکن ہے کہ مسیح اس بات کو کہیں یا کوئی بچہ جو اپنی فلاح کا امیدوار ہے یا کوئی امت جو احمق ہے اس بات کو کہے۔ سوائے اس کے کہ اس کی عقل ہی میں فتور ہو۔

یہ بڑا سخت دعویٰ ہے کہ آدمیوں میں یحییٰؑ سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔ جب ایسا ہو جیسا کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ آسمانی سلطنت کا چھوٹے سے چھوٹا بھی یحییٰؑ سے بڑا ہے۔ تو لامحالہ ہر وہ شخص جو آسمانی سلطنت میں داخل ہو گا وہ یحییٰؑ سے بڑا ہو گا۔ اس سے یہ لازم آیا کہ بنی آدم کا ہر مومن یحییٰؑ سے افضل ہے۔ اور یحییٰؑ ہر مومن سے چھوٹے اور کمتر ہیں۔ بھلا یہ نفس ہرتی تا بکے۔ یہ کذب تا بکے۔ دین میں یہ بدترین حماقت تا بکے؟ اور یہ تناقض تا بکے۔ واللہ مسیح نے ہرگز یہ نزل نہیں کہی۔ اس کو کذاب ہتی اور اس کے معاصرین نے کہا ہے۔ اور ان سب پر اللہ کی لعنت۔ بلاشک یہ لوگ نہایت بیحیا اور دین سے برگشتہ کرنے والے تھے۔

انتہائی کتاب و نبوت

اسی باب میں مذکور ہے کہ مسیح نے ان

لوگوں سے کہا کہ ہر کتاب اور ہر نبوت کی انتہا یحییٰؑ پر ہے۔

ایک دروغ کے دو فروغ

اس فصل میں باوجود اس کے مختصر ہونے کے دو جھوٹ ہیں۔

پہلا فروغ

ایک تو ان کا یہ کہنا کہ یحییٰؑ نبی سے بڑھ کر ہیں اس کے ساتھ ہی انجیل میں یہ بھی ہے کہ یحییٰؑ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نبی ہیں تو انھوں نے کہا کہ نہیں" اور اس جگہ یہ کہا ہے ہر نبوت کی انتہا یحییٰؑ پر ہے۔ چنانچہ کبھی تو وہ نبی نہیں ہوتے۔ اور کبھی وہ ایسے نبی ہو جاتے ہیں جو آخرانبیا ہیں۔ اور کبھی وہ نبی سے بڑھ کر ہو جاتے ہیں۔ تبارک اللہ۔ یہ بدحواسی۔ یہ کھلا ہوا جھوٹ تا بکے؟

پچھلا فروغ

دوسرا جھوٹ ان کا یحییٰؑ کے بارے یہ کہنا کہ ہر نبوت کی انتہا یحییٰؑ پر ہے، حالانکہ انتہا کے بعد کچھ نہیں ہوتا اور وہ اس بنا پر آخرالانبیا ہوئے۔

انجیل متی کے چودھویں باب میں ہے کہ مسیحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ "میں تمھارے پاس انبیا و علما کو بھیجنے والا ہوں۔ تم لوگ ان میں سے بعض کو سولی دو گے اور قتل کرو گے۔ تو انھوں نے اس قول کی تکذیب کر دی کہ یحییٰؑ آخرالانبیا ہیں اور نبوت کی انتہا انھیں پر ہے"

نصاریٰ اقرار کرتے ہیں کہ یحییٰؑ کے بعد بھی انبیا ہوئے۔ ایک نبی بولس کے پاس آئے اور انھوں نے پیشینگوئی کی کہ بولس کو سولی دی جائے گی۔ اس کو لوقا نے الافرکسیس میں بیان کیا ہے۔ ان لوگوں نے مسیحؑ کے قول کی اور مسیحؑ کی تکذیب کر دی۔ اس میں سے کچھ بھی ہوتا جب بھی (اس مذہب سے بدگمان ہونے کو) کافی تھا۔

نصاریٰ کی مخالفت کا گلہ

باب مذکور میں ہے کہ مسیحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ تمھارے پاس یحییٰؑ آئے۔ وہ

کھاتے پیتے نہ تھے۔ تم نے کہا کہ وہ مجنون ہیں۔ پھر تمھارے پاس انسان کا بیٹا (یعنی خود مسیحؑ) آیا جو کھاتا پیتا ہے۔ تم نے کہا کہ یہ صاحبِ خوان ہے۔ بڑا شرابی ہے۔ آزادمنش ہے۔ گناہگاروں اور خراج مانگنے والوں کا دوست ہے۔

کذب اور مخالفت

اس فصل میں کذب اور نصاریٰ کی مخالفت ہے۔

کذب تو یہ ہے کہ یہاں یہ کہا ہے کہ یحییٰؑ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے یہاں تک کہ انھیں اسی وجہ سے مجنون کہا گیا۔ اور انجیل مارقش کے باب اول میں ہے کہ انھیں یحییٰؑ بن زکریاؑ کی غذا اٹڈی (ملخ) اور صحرائی شہد تھا۔ یہ تناقض ہے اور دو میں سے ایک خبر بلاشک جھوٹی ہے۔

قول نصاریٰ کی مخالفت یہ ہے کہ بیان کیا ہے یحییٰؑ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور مسیحؑ کھاتے پیتے تھے۔ بلاشک جس شخص کو انسانوں میں سے اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے بے نیاز کردے تو اس نے اس کا درجہ اُن لوگوں سے بلند کر دیا۔ جن کو اس نے کھانے پینے سے بے نیاز نہیں کیا ہے۔ اس بنا پر بلاشک مسیحؑ سے یحییٰؑ افضل ہوئے۔

کھاتا پیتا خدا!!

تیسرا قصہ یہ ہے کہ مسیحؑ کا اپنے متعلق خود اقرار ہے کہ وہ کھاتے پیتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کے نزدیک اُن کے خدا ہیں۔ پھر خدا کیونکر کھاتا پیتا ہے؟۔ نفس پرستی بھی اس سے زیادہ کیا ہو گی؟

اگر وہ یہ کہیں کہ مسیحؑ میں جو ناسوت کا حصہ تھا وہ کھاتا پیتا تھا۔ تو ہم کہیں گے کہ بہر حال یہ بھی تمھارا جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ جب تمھارے نزدیک ساتھ ساتھ لاہوت و ناسوت ہیں۔ جب وہ دو چیزیں ہیں تو اگر صرف ناسوت کھاتا ہے تو دو میں سے صرف ایک چیز نے کھایا اور دوسری نے نہیں کھایا۔

اس وقت تمھیں قائل ہونا پڑے گا کہ آدھے مسیحؑ نے کھایا پیا۔

ورنہ تم ہر حال میں جھوٹے ہوئے۔ اور تمھارے بزرگ بھی اپنے اس قول میں جھوٹے ہوئے کہ مسیحؑ نے کھایا۔ اور تم نے مسیحؑ کی طرف جھوٹ منسوب کیا کہ انھوں نے اپنے متعلق یہ خبر دی کہ وہ کھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ آدھے مسیحؑ کھاتے تھے نہ کہ پورے مسیحؑ۔ بہر حال یہ قوم کی قوم کمینہ ہے۔

کوئی نہیں جانتا

باب مذکور میں ہے کہ مسیحؑ نے کہا کہ بیٹے کو باپ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور باپ کو بیٹے کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نہیں جانتے اور جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں

یہ نہایت عجیب بات ہے۔ اس لیے کہ بغیر اُن میں کسی کے اختلاف کے مسیحؑ اُن کے نزدیک خدا کے بیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو ان کے کفر سے بلند و برتر ہے وہ مسیحؑ کا والد اور باپ ہے۔ کمینۂ باطرہ اپنے تمام گندے رسائل میں جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ "ہمارے رب مسیحؑ کے والد اللہ نے یہ کہا اور یہ کیا وغیرہ وغیرہ" پھر یہاں کہا ہے کہ مسیحؑ نے کہا کہ باپ کو سوائے بیٹے کے کوئی نہیں جانتا اور بیٹے کو سوائے باپ کے کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا بدیہی طور پر لازم آیا کہ تمام شاگرد اور تمام نصاریٰ نہ تو قطعًا اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں اور نہ مسیحؑ کو بالکل پہچانتے ہیں وہ سب خدا اور بیٹے سے ناواقف ہیں۔ جو خدا کو نہ جانے اور اُسے نہ پہچانے وہ کافر ہے۔ لہٰذا یہ سب کے سب اور اُن کے اگلے پچھلے سب کافر ہوئے۔

یا پھر مسیحؑ نے اس کلام میں جھوٹ بولا یا متی کمینہ جھوٹ بولا۔ واللہ اس میں سے ایک بات ضروری ہے۔ اللہ نے اپنے بندے و رسول مسیحؑ کو کذب سے بچایا ہے۔ اب دو ہی رہ گئے" اور وہ دونوں، قسم ہے اُس ذات کی جس نے آسمان کو بلندی دی حق ہے،

بیشک نصاریٰ اللہ سے ناواقف ہیں اور پاجی ہتی ہی فریب کار اور جاہل ہے۔ بس ان سب پر اللہ کی طرف سے وہی نازل ہو جس کے یہ مستحق ہیں۔

اس ملعون کلام میں جسے ان لوگوں نے مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے اس امر کا قطعی فیصلہ ہے کہ ملائکہ اور کل انبیائے سابقین میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا۔ لہذا احمق ہتی کی اس بڑی بدکاری اور اس کے دین میں اس کی پیروی کرنے والوں پر تمہیں تعجب کرنا چاہیے۔ اور ہم سلامت رہنے پر اللہ کا بہت شکر کرتے ہیں۔

اظہار معجزہ سے انکار

باب مذکور میں ہے کہ بعض توراویں نے مسیحؑ سے کہا کہ اے معلم و استاد۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس کوئی معجزہ لائیں۔ تو مسیحؑ نے انھیں جواب دیا کہ اے نسل بدی و نسل زنا۔ تم معجزہ طلب کرتے ہو۔ حالانکہ تم سوائے معجزۂ یونسؑ نبی کے اس میں سے کوئی معجزہ نہ دیکھو گے۔ بس جس طرح یونسؑ نبی تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہے اسی طرح انسان کا بیٹا زمین کے شکم میں تین دن تین رات رہے گا۔

ابطال نصرانیت کے لیے اسی قدر کافی ہے

اگر ان کی انجیل میں صرف یہی ایک ملعون فصل ہوتی تب بھی بیشک ان کی تمام اناجیل اور ان کے تمام دین کے بطلان میں کفایت کرتی۔ کیونکہ اس نے دو بہت بڑی باتوں کو جمع کر لیا ہے۔

ایک تو اس کا ثابت کرنا ہے کہ مسیحؑ اپنے مخالفین کے پاس کبھی کوئی معجزہ نہیں لائے۔ اور ان لوگوں کے دعوے کے مطابق مسیحؑ کا اس کے متعلق اقرار۔ کہ وہ معجزات مسیحؑ جن کا یہ لوگ ذکر کرتے ہیں وہ محض خفیہ و پوشیدہ تھے کہ محض اس مختصر و قلیل جماعت کے

سامنے ہوئے جو مسیح کے پیرو تھے۔ اس قسم کی نشانی سے مخالف پر حجت قائم نہیں ہوتی۔

یا اس کا ثابت کرنا ہے کہ مسیح پر بہتان باندھا گیا اس امر میں کہ انھوں نے یہ بتایا کہ یہ لوگ کوئی معجزہ نہ دیکھیں گے حالانکہ مسیح انھیں معجزات دکھایا کرتے تھے۔ دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

فصل ثانی جو قیامت عظمیٰ ہے وہ ان لوگوں کا مسیح کی جانب سے یہ حکایت کرنا ہے کہ مسیح نے اپنے متعلق یہ کہا کہ جس طرح یونس ؑ مچھلی کے پیٹ میں تین شبانہ روز رہے اسی طرح وہ بھی شکم زمین میں تین شبانہ روز رہیں گے۔ حالانکہ یہ بدترین جھوٹ ہے جس میں کسی حیلے کی بھی گنجائش نہیں۔ اس لیے کہ ان سب کا اس پر اجماع ہے اور ان کی تمام اناجیل میں بھی ہے کہ وہ غروب آفتاب کے قریب یوم جمعہ کو جب ہفتے کی رات ہو رہی تھی دفن کر دیے گئے۔ یکشنبے کی شب کو قبل فجر قبر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لہٰذا وہ صرف ایک رات اور کچھ حصہ دوسری رات اور ایک دن اور کچھ حصہ دوسرے دن شکم زمین میں رہے۔ یہ وہ جھوٹ ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ یا تو یہ مسیح ہی کا ہے نعوذ باللہ یا اصحاب اناجیل کا کذب ہے۔ اور یہی لوگ اہل کذب ہیں۔ وحسبنا اللہ۔

ملکوت عزوجل بقدر خردل

انجیل متی کے تیرھویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ آسمان کی سلطنت اس رائی کے دانے کے مشابہ ہے جسے ایک شخص اپنے کھیت میں ڈال دیتا ہے حالانکہ وہ تمام بیجوں میں سب سے باریک ہوتا ہے مگر جب اگتا ہے تو وہ تمام روئیدگیوں سے بلند ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آسمان کا پرندہ اس کی شاخوں پر اترتا ہے اور اس پر رہنے لگتا ہے۔

رائی سے بھی آگاہ نہ تھے

مسیح علیہ السلام یہ کلام کہنے سے بری ہیں۔ جس کمینے نے اسے کہا ہے اسے فن زراعت میں

بہت کم تجربہ ہے۔ حالانکہ ہم نے رائی کا درخت دیکھا ہے اور ہم نے اُن لوگوں کو بھی دیکھا ہے جنھوں نے اسے دور کے ملکوں میں دیکھا ہے مگر نہ تو ہم نے کبھی دیکھا اور نہ ہی اس کے دیکھنے والوں نے بتایا کہ اُس کے کسی حصے پر بھی پرندے کا ٹھیرنا ممکن ہے۔ اس قسم کی فروگذاشت نبی سے ہرگز نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ اللہ عزوجل سے!

وطن میں بے قدری کی شکایت

باب مذکور کے آخر میں ہے کہ مسیح اپنے وطن واپس آئے اور ان کی جماعتوں کو ایسی نصیحتیں کرنے لگے۔ جن سے وہ لوگ تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ انھیں یہ علوم اور یہ قدرت کہاں سے دیدی گئی۔ کیا یہ لوہار کے بیٹے نہیں۔ کیا ان کی ماں مریم نہیں۔ کیا ان کے بھائی یعقوبؑ و یوسفؑ و یہوذا نہیں۔ ان کے بھائی کیا یہ سب لوگ نہیں جو ہمارے پاس ہیں۔ پھر انھیں کہاں سے یہ دیدیا گیا۔ یہ لوگ ان کے بارے میں شک کرتے تھے۔ یسوع نے اُن لوگوں سے کہا کہ نبی سوائے اپنے گھر اور وطن کے کہیں اپنی حرمت نہیں کھوتا۔ ان لوگوں کے شک کرنے اور کفر کرنے کی وجہ سے اُس مقام پر انھوں نے بہت سے عجائب کی اطلاع نہیں دی۔

انجیل مارقش کے پانچویں باب میں ہے کہ جماعت مسیح کی بات سنتی تھی اور اُن کی نصیحت پر سخت تعجب کرتی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ مسیح کو یہ کہاں سے دیا گیا۔ جو حکمت ان کو عطا کی گئی یہ کیسی ہے؟ یہ عجائب جو ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے یہ کہاں سے ہیں؟ کیا یہ لوہار کے اور مریم کے بیٹے اور یوسفؑ و یعقوبؑ و یہوذا و شمعون کے بھائی نہیں ہیں؟ کیا وہی لوگ ان کے بھائی نہیں ہیں جو یہاں ہمارے ساتھ ہیں۔ یسوع ان لوگوں کو جواب دیتے تھے کہ سوائے اپنے وطن اور اہل قبیلہ اور اپنے اہل بیت کے اور کہیں نبی بے حرمت نہیں ہوتا۔ مسیح کو اس جگہ کسی معجزے کے

کرنے کی قوت نہ تھی۔ لیکن انھوں نے چند مریضوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور انھیں اچھا کر دیا۔

انجیل لوقا کے آٹھویں باب میں ہے کہ "جب مسیح کے والد اپنے گھر میں داخل ہوئے" اور اس کے کچھ ہی بعد کہا ہے کہ مسیح سے ان کے ماں باپ تعجب کرتے تھے" اور اس کے کچھ ہی بعد ان کی ماں مریم کا ان سے کلام ہے کہ "تمھیں تمھارے باپ ڈھونڈ رہے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تھی۔ اسی کے ساتویں باب میں ہے کہ مسیح کی ماں اور مسیح کے بھائی مسیح کے سامنے آئے" اور انجیل یوحنا کے اٹھارھویں باب میں ہے کہ "اس کے بعد وہ کفر ناحوم میں اترے اور ان کے ہمراہ ان کی والدہ اور ان کے بھائی اور ان کے شاگرد بھی تھے" انجیل یوحنا کے نویں باب میں ہے کہ مسیح کے بھائی مسیح پر ایمان نہیں لائے تھے"

مصائب تثلیت

ان فصول میں تین مصیبتیں ہیں جنھیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک مصیبت کرکے بیان کریں گے۔

خدا کے باپ ماں اور بھائی

سب سے پہلی مصیبت چاروں انجیلوں کا اس پر متفق ہونا ہے کہ مسیح کے انسانوں میں سے ایک والد تھے جو مشہور تھے اور بھائی اور بہنیں تھیں۔ بھائیوں کے نام بھی بتائے کہ وہ چار مرد تھے اور بہنیں ان کے علاوہ تھیں۔ اس معاملے میں کوئی دشواری نہیں ہے سوائے ان کی والدہ کے اس قرار کے کہ والد مسیح نے والدہ مسیح کے ہمراہ تلاش کیا۔ والد یوسف الحداد (لوہار) یا یوسف النجار (بڑھئی) تھے۔ لیکن والدہ مسیح کے متعلق ہم اور یہود اور جمہور نصاریٰ اس پر متفق ہیں کہ وہ اسی طرح مسیح کو اپنے حمل میں لیے ہوئے تھیں جس طرح عورتوں کا حمل ہوتا ہے اور اسی طرح ان کے یہاں مسیح پیدا ہوئے جس طرح عورتوں کے یہاں ان کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ سوائے ایک

گروہ نصاریٰ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح مریم کے حمل میں نہ تھے۔ وہ ایک ہی وقت اُن کے کان میں داخل ہوئے اور مقام ولادت سے نکل آئے۔ جس طرح پانی پرنالے میں (کہ اوپر سے داخل ہوتا ہے اور نیچے سے نکلتا ہے)۔ ہمارے لیے یہ امر باقی رہ گیا ہے کہ مسیح کی والدہ علیہا السلام کیسے کہتی ہیں کہ حداد یا بخار مسیح کے باپ اور والد تھے؟ اگر وہ لوگ یہ کہیں کہ ماں کے شوہر کو لغت میں باپ کہا جاتا ہے تو ہم کہیں گے کہ اچھا مان لو کہ یہ ایسا ہی ہے۔ مگر ان لوگوں کے بارے میں کیسا عمل ہوگا جن لوگوں کے بارے میں تمام اناجیل متفق ہیں کہ وہ مسیح کے بھائی اور بہنیں ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ یوسف النجار یا الحداد ہی کی اولاد ہیں۔

ایک گروہ نصاریٰ قایل تھا کہ مسیح یوسف نجار کے بیٹے ہیں

عبرانی زبان میں ایسا ہرگز نہیں پایا گیا کہ سوتیلے باپ کے اس لڑکے کو جو دوسری ماں سے ہے بھائی کہا جائے۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ یہ کہیں کہ یہ سب مریم کے یہاں نجار سے پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کے متقدمین کے ایک گروہ نے یہی کہا ہے۔ جن میں یلیان۔ مطران۔ طلیطلہ ہیں ہم تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس سے براءت ظاہر کرتے ہیں۔ جو یہ کافر کہتے ہیں کہ خدائے معبود کے لیے ماں یا ماموں ہو یا خالہ یا خالہ کا بیٹا ہو یا سوتیلا باپ یا بھائی یا بہن ہو۔ اُن عقول کی تباہی ہو جن میں یہ سماتا ہے کہ اللہ کے لیے سوتیلا باپ ہو سکتا ہے جو اس کی ماں کا شوہر ہو۔

بندش سبیل تاویل

ان لوگوں کو یہ کہنا ممکن نہیں کہ کتاب انجیل کی مراد محض یہ ہے کہ وہ لوگ مسیح کے دینی بھائی بہن تھے اس لیے کہ یوحنا نے اس اشکال کو بھی رفع کر دیا ہے اور کہا ہے کہ مسیح کے ہمراہ اُن کے بھائی اور شاگرد تھے۔ اُن نے

ان (ہمراہیوں) کے دو طبقے قرار دیے ہیں۔ و نیز یوحنا نے کہا ہے کہ مسیح کے بھائی ان پر ایمان نہیں لائے تھے۔

واللہ اگر ہم نے خود نصاریٰ کا مشاہدہ نہ کیا ہوتا تو ہم تو کبھی نہ مانتے کہ کوئی ایسا شخص بھی ہے جو اپنے فضلے سے اور اپنے حصۂ زیرین سے خارج ہونے والی چیز (یعنی پاخانہ پیشاب وغیرہ) سے کھیلتا ہے (یعنی بالکل ہی پاگل ہوگیا ہے) وہ بھی اس حماقت (یعنی دین نصاریٰ) کی تصدیق کرے گا۔ لیکن بابرکت ہے وہ ذات جس نے ہمیں اس سے یہ دکھادیا کہ کوئی شخص نہ اپنی آنکھ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے نہ اپنے کان سے اور نہ اپنی عقل سے بجز اس کے کہ ہدایت و گمراہی کا پیدا کرنے والا ہی اس کی رہنمائی فرمائے۔ اور ہم اسی اللہ سے درخواست کرتے ہیں جس نے ہمیں ملت اسلام کی رہنمائی فرمائی جو روشن و واضح اور ہر ایسی چیز سے محفوظ ہے جس سے عقل نفرت کرے کہ جب اس نے ہمیں ہدایت دیدی تو اس کے بعد وہ ہمیں بھٹکنے نہ دے۔ یہاں تک کہ ہم اس سے اسی ملت حق اور اسی مذہب حق اور اسی دین حق پر ملیں اور ہم خلل کفر اور گمراہی کے دینوں اور غلط مذہبوں سے بچے رہیں۔ ہم نے جو کچھ بیان کر دیا ہے اس میں اس امر کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ جن لوگوں نے انجیلیں تالیف کی ہیں یہ لوگ بڑے نفس پرست اور دین کو کھیل بنانے والے اور اپنی پیروی کرنے والوں کو بہکانے والے تھے۔

۱۴ **سلب قدرت اعجاز**

دوسری مصیبت ان لوگوں کا یہ اقرار ہے کہ اُس مقام پر مسیح کو کسی معجزے کی قدرت و قوت نہ تھی۔ اگر ان لوگوں کو عقل ہوتی تو وہ ضرور جانتے کہ یہ خدا کی صفت نہیں ہے۔ وہ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلکہ یہ صفت تو اُس بندۂ مخلوق و مدبر کی ہے جو اپنے معاملات پر بالکل قادر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ

قُل انما الآیات عند اللہ" (آپ کہدیجئے کہ معجزات اور نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں)۔

آہنگرزادگی

تیسری مصیبت ان لوگوں کا یہ اقرار ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے سنا کہ یہ مسیح کو حداد کی نسل کی طرف منسوب کرتے ہیں حداد کو ان کا باپ بناتے ہیں اور مسیح اُن لوگوں کو اس بات سے منع نہیں کرتے۔ حالانکہ اس میں خود ان سب لوگوں کے قول کی جو مخالفت ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن یہ امر کہ مسیح نے اس کذب و باطل کو سنا اور اس کو قائم رکھا اور اس سے منع نہ کیا۔ یہ ایک بری صفت اور دین میں فریب دہی ہے۔

حق برزبان جاری

ان فصول میں وہ حق بات بھی ہے جس کی تبدیل پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں کو آزادی نہیں دی۔ اور وہ یہ قول ہے کہ "سوائے اپنے وطن و اہل بیت کے نبی کہیں اپنی حرمت نہیں کھوتا" اے بچوں کی سی سمجھ والو، اور اے چڑیوں کے سے دماغ والو اگر تمھیں عقل ہوتی تو کیا یہ تمھارے لیے کافی نہ تھا کہ تم بھی مسیح کے بارے میں وہی کہتے جو خود انھوں نے اپنے بارے میں کہا ہے۔ جس کی سچائی اور صحت کی معائنہ و مشاہدہ شہادت دیتا ہے اور اس رعونت اور شیخی کو ترک کر دیتے کہ ایک ہزار برس سے جس کے ثابت کرنے پر قادر نہ ہوئے جس کا اپنے دلوں میں اعتقاد رکھتے ہو۔ اور نہ زبانوں سے اس کے تعبیر کرنے پر قادر ہو سکے۔ تم نے جب کبھی ان کمینوں کے وجوہ میں کسی وجہ کا بھی قصد کیا تو تم پر اُس سے ایک ایسا دروازہ کھل گیا جس کی تمھیں طاقت نہ تھی و نعوذ باللہ من الضلال (اور ہم گمراہی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔)۔

آسمان کی کنجی

انجیل متی کے سولھویں باب میں ہے کہ مسیح نے باطرہ سے کہا کہ میں آسمانوں کی کنجیاں تمھارے حوالے

کر کے بری ہوتا ہوں لہذا اب جس چیز کو تم زمین میں حرام کردو گے وہ آسمانوں میں بھی حرام ہو جائے گی۔ اور جس چیز کو تم زمین میں حلال کر دو گے وہ آسمانوں میں بھی حلال ہو جائے گی!

اس کلام کے چار سطر بعد ہے کہ مسیح نے خود باطرہ سے کلام مذکور کے متصل ہی کہا کہ "اے مخالف میری پیروی کر۔ اور میری مخالفت نہ کر۔ کیونکہ تو اللہ کی مرضی سے ناواقف ہے اور تو صرف آدمیوں ہی کی مرضی جانتا ہے"۔

دو خرابیاں

اس فصل میں باوجود اس کے اختصار اور نجاست کے جیسی کہ وہ بعض فصلیں ہیں کہ اسی کے مشابہ ہیں جن کا ذکر بھی سخت ناپسندیدہ ہے۔ دو بہت بڑی خرابیاں ہیں۔

خدا کی بادشاہی بندے کے سپرد کر دی

ایک تو یہ کہ مسیح باطرہ کمینے کو آسمانوں کی کنجیاں سپرد کر کے بری الذمہ ہو گئے اور انھوں نے اسے ایک ایسے خطۂ الوہیت کا مالک بنا دیا کہ وہ سوائے خدائے وحدہٗ لاشریک کے اور کسی کے لیے ممکن نہیں کہ وہ جو کچھ زمین میں حرام کر دے گا وہ آسمانوں میں بھی حرام ہو جائے گا اور جو کچھ زمین میں حلال کر دے گا وہ آسمانوں میں بھی حلال ہو جائے گا۔

آپ بری الذمہ ہو گئے

دوسری خرابی یہ ہے کہ مسیح نے اپنے بری الذمہ ہونے اور آسمانوں کی کنجیاں باطرہ کے حوالے کرنے اور اُسے خطۂ ربوبیت کا بادشاہ بنانے کے بعد ہی، خواہ اس طرح کہ وہ تحریم و تحلیل میں اللہ تعالیٰ کا شریک ہو خواہ اس طرح کہ وہ اللہ عزوجل سے الگ اور اس صفت میں منفرد دیکھتا ہو، اسی وقت اس سے فرمایا کہ وہ اُن کا مخالف و مقابل ہے، اللہ عزوجل کی مرضیوں سے جاہل ہے۔ وہ

صرف آدمیوں کی مرضیاں جانتا ہے۔
واللہ اگر اس قول کے قائل آخری بات میں سچے ہیں تو انھوں نے پہلی بات میں حماقت کی، کیونکہ انھوں نے وہ کام جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لیے مناسب نہیں، ایک ایسے جاہل کے سپرد کیا جو اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں جانتا، جو خود مسیح کا مخالف ہے اور جو صرف آدمیوں کی مرضی جانتا ہے۔ یہ واہی خرابی ہے۔ کیونکہ جو شخص اس صفت کا ہو وہ اس کا بھی اہل نہیں کہ اس کے کسی پاخانے یا گھورے کی کنجیاں سپرد کی جائیں۔
اگر مسیح نے سچ کہا اور پہلی بات ان کی درست تھی تو بے شبہ وہ دوسری بات میں جھوٹ بولے۔ واللہ یہ پہلی بات جو ان لوگوں نے مسیح کے متعلق بیان کی ہرگز مسیح نے نہیں کہی۔ اس لیے کہ وہ ایسے کافر کا کلام ہے جو اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہے۔ ۳۲
یہ بعید نہیں کہ مسیح نے دوسرا کلام اس سے کہا ہو۔ واللہ وہ کلام حق ہے جس پر خود باطرہ ملعون ومنافق شاہد ہے۔ خدا اس کا چہرہ بگاڑ دے اور اس پر اللہ کا غضب وعذاب ہو۔

پھر کیا ہو گا

تیسری عجیب بات یہ ہے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ انجیل متی کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اس خطے میں جو یہاں تنہا باطرہ کو دیا ہے بقیہ بارہ شاگردوں کو بھی شریک کیا تھا جن میں وہ چور اور کافر بھی تھا جس نے یہود سے تیس درہم رشوت لے کر انھیں مسیح کا پتا دیا تھا اور مسیح نے ان سب سے کہا تھا کہ تم لوگ جو چیز زمین میں حرام کر دو گے وہ آسمانوں میں بھی حرام ہو جائے گی اور جو چیز زمین میں حلال کر دو گے وہ آسمانوں میں بھی حلال ہو جائے گی۔ اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اگر ان لوگوں میں اس کام میں باہم اختلاف ہو جو مسیح نے ان کے سپرد کیا ہے کہ ان میں سے بعض ایک شے کو حلال کریں اور بعض حرام کریں تو

کیسا ہوگا؟۔ زمین اور آسمانوں میں صورت حال کیسی ہوگی؟ بلاشک اہل زمین و آسمان ان کمینوں کے ساتھ ایک مصیبت میں پڑ جائیں گے جو ایک ہی چیز کی حلت و حرمت کے متعلق ہوگی۔

اگر کہا جائے کہ ان کا اختلاف ناممکن ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ سبحان اللہ۔ اس سے بڑا کونسا اختلاف ہوگا جو یہوذا نے اپنا اسلام حلال سمجھ کر یہود کے حوالے کر دیا (یعنی مسیح کو) اور اس پر اس نے تیس درہم بطور رشوت لے لیے سوائے اس کے کہ مسیح نے اُسے خطۂ الہیت سے معزول کر دیا ہو جس کا پہلے اُسے مالک بنایا تھا۔

میری جان کی قسم جو شخص اس پر قادر ہے کہ وہ اُسے اس کا مالک بنا دے تو وہ اس پر بھی ضرور قادر ہے کہ وہ اُسے اس سے معزول کر دے یہ مرتبہ بھی ان رذیلوں کے پاس جا کر واقعی ذلیل ہو گیا۔ کیونکہ چور اور بیخبر لوگ اس کے مالک بنتے ہیں۔ پھر بغیر کسی دشواری کے اس سے معزول ہو جاتے ہیں۔ اللہ اس سے برتر ہے۔

واللہ اگر پہاڑ اور زمین پارہ پارہ ہو جائیں اور بلند آسمان گر پڑیں اور ہر ذی روح ان کمینوں کا کفر سن کر چلا اُٹھے تو یہ بہت بڑی بات نہ ہوگی۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

یہ قول بھی دو وجہ سے خالی نہیں ہو سکتا جن کی کوئی تیسری وجہ نہیں ہو سکتی۔ یا تو مسیح کی مراد یہ ہو کہ باطرہ اور کل شاگرد یہ خطہ جن کے سپرد کیا گیا ہے۔ بغیر اللہ عزوجل کی وحی کے نہ تو کوئی چیز حلال کریں گے نہ حرام کریں گے۔ اگر یہ ہے تو پھر وہ قول جس کو ہم نے پہلے بیان کیا ہے جھوٹا ہے کہ ہر نبوت کی انتہا یحییٰ بن زکریا پر ہے۔ اس لیے کہ اس قول کی بنا پر یہ سب شاگرد انبیا ہوئے۔

یا ان کی مراد یہ ہو کہ انھوں نے باطرہ اور اس کے ساتھیوں کو شروع حکم ہی میں بغیر اللہ تعالیٰ کی وحی کے یہ حق دید یا ہے کہ وہ لوگ اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کے مختار رہیں۔

اس قول پر یہ لازم آئے گا کہ یہ لوگ جب کوئی چیز حرام کریں اللہ تعالیٰ بھی ان کی تحریم کے اتباع میں اس چیز کو حرام کر دے۔ اور یہ لوگ جس چیز کو حلال کریں اللہ تعالیٰ بھی ان کی تحلیل کے اتباع میں اس چیز کو حلال کر دے۔

اگر اس طرح ہو تو بلا شک وہ بڑا ذلیل خطہ ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کمینہ باطرہ اور اس کے احمق ساتھی خدائے قدوس پر حاکم ہوں گے۔ اور خدائے عزوجل ان کے تابع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے بری و برتر ہے۔

آسمانی سلطنت پانے والوں کا حشر

ہم تو نہیں دیکھتے کہ گندے باطرہ اور اس کے کمینے ساتھیوں نے آسمانوں کی کنجیاں اور خطۂ الٰہیہ حاصل کیا ہو سوائے اس کے کہ ان کو یہی ملا کہ ان کی ڈاڑھیاں نوچی گئیں اور کوڑے مارے گئے اور سولیاں دی گئیں۔ باطرہ کی تو یہ حالت ہوئی کہ اس کا پاخانے کا مقام اوپر کیا گیا اور اس کا سر نیچے کیا گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

کیسے حواری تھے

ہر مسلمان کو جاننا چاہیے کہ یہ لوگ جن کو نصاریٰ مسیح کا حواری بتاتے ہیں مثلاً باطرہ اور باجی متی اور کمینے یوحنا و یعقوب و یہوذا ہرگز مومن نہ تھے چہ جائیکہ حواری یعنی مددگار ان رسول ہوں۔ یہ لوگ کذاب اور اللہ تعالیٰ سے برگشتہ کرنے والے تھے۔ الوہیت مسیح علیہ السلام کا جو اقرار کرتے ہیں اور اس کے معتقد ہیں وہ ان کے بارے میں غلو کرنے (حد سے بڑھنے) والے ہیں جس طرح فرقۂ سبائیہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حد سے بڑھ گیا جیسا کہ خطابیہ کا قول ابو الخطاب کے خدا ہونے سے متعلق ہے اور حسین بن منصور الحلاج کے ساتھیوں کا قول حلاج کی الٰہیت کے بارے میں ہے اور جیسا تمام کفار باطنیہ کا قول ہے۔ ان سب پر اللہ کی لعنت و غضب ہو۔

وہ لوگ جنھیں یہود کی جانب سے فریب دیا گیا ہے جیسا کہ

خود یہود کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کا دین تباہ کریں اور انہیں گمراہ کر دیں جیسے عبد اللہ بن سبا الحمیری کا مقرر کیا جانا اور مختار بن ابی عبید اور ابی عبد اللہ العجانی اور ابی زکریا الخیاط اور علی النجار اور علی بن الفضل الجندی اور تمام قرامطہ و مشارقہ کے مبلغین تا کہ وہ شیعۂ علی رضی اللہ عنہ کو گمراہ کریں۔ یہ لوگ اس میں اس حد تک کامیاب ہو گئے جو مشہور ہے۔ اللہ نے اس سے اُن لوگوں کو محفوظ رکھا جو شیعہ نہ تھے۔

لیکن وہ حواریین جن کی اللہ تعالیٰ نے مدح فرمائی ہے وہ لوگ سچے اولیاء اللہ تھے اور ہم اللہ عز وجل سے اُن کی محبت کے طالب ہیں۔ ہم اُن کے نام نہیں جانتے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُن کے نام نہیں بتائے۔ مگر ہم یہ مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں اور قطعی جانتے ہیں کہ باطرہ کذاب اور متی پاجی اور یوحنا بہکانیوالا اور یہوذا اور یعقوب کمینے۔ اور مارقش فاسق اور لوقا فاجر اور بولس جاہل ہرگز ہرگز حواری نہ تھے۔ یہ اُس گروہ میں تھے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "وکفرت طائفۃ" (ایک گروہ نے مسیح کے ساتھ کفر کیا)۔ وباللہ التوفیق۔

سب کچھ بتا دیا

انجیل متی کے سولھویں باب کے آخر میں ہے کہ اسی وقت سے یسوع نے اپنے شاگردوں کو وہ بتا دیا جو یسوع مناسب سمجھتے تھے۔ یعنی یرشلام میں داخل ہونا۔ وہاں کے باشندوں کے اکابر و علماء سے عذاب کا اٹھانا۔ اور ان لوگوں کا مسیح کو قتل کرنا اور تیسرے روز مسیح کا اٹھنا۔ باطرہ ان سے تنہائی میں ملا اور ان سے کہا کہ "اے میرے آقا آپ اس کو معاف کر دیجئے اور آپ کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی"

انجیل متی کے سترھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ عنقریب انسان کے بیٹے کا لوگوں کے ہاتھوں میں امتحان

لیا جائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا۔ اور وہ تیسرے روز زندہ ہوگا۔ یعنی خود مسیح۔ ان شاگردوں کو اس سے انتہائی غم ہوا۔

انجیل مارقش کے آٹھویں باب کے شروع میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ عنقریب انسان کا بیٹا آدمیوں کے ہاتھوں میں آزمایا جائے گا۔ لوگ اُسے قتل کر دیں گے۔ جب وہ قتل کر دیا جائے گا تو تیسرے روز اٹھ کھڑا ہوگا۔ مگر یہ لوگ اس کلام سے ان کی مراد کو نہ سمجھے۔

۳۴

انجیل لوقا کے آٹھویں باب کے ختم کے قریب ہے کہ مسیح نے بارہ شاگردوں سے کہا کہ میں یرشلام کی طرف اوپر چڑھنے والا ہوں۔ اور ان تمام امور کو مکمل کروں گا جن کی انسان کے بیٹے کے متعلق انبیاء نے خبر دی ہے۔ لوگ اُسے ہمجنسوں کے پاس لے چلیں گے۔ اس سے تمسخر کریں گے۔ اُسے کوڑے ماریں گے۔ اس کے منہ پر تھوکیں گے۔ کوڑے مارنے کے بعد قتل کر دیں گے اور وہ تیسرے روز زندہ ہو جائے گا۔ مگر مسیح نے ان لوگوں کو جو کچھ تعلیم دی وہ اُسے نہ سمجھے۔ یہ ان کے نزدیک راز سربستہ تھا۔

تین کھلے جھوٹ

اُن فصول میں تین کذب ہیں جو بڑے ہیبتناک کذب ہیں۔ ایک تو اناجیل مذکورہ کا اس پر متفق ہونا جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ مسیح نے اپنے متعلق اُنھیں یہ خبر دی کہ وہ قتل کر دیے جائیں گے۔ حالانکہ چاروں انجیلیں سب کی سب مسیح کی سولی کے بیان کے وقت سب کی سب اس پر متفق ہیں کہ وہ تختۂ دار پر اپنی موت سے مرے اور ہرگز قتل نہیں کیے گئے۔ سوائے اس کے کہ بعض اناجیل میں ہے کہ اُن کے مرنے کے بعد ایک بدمعاش نے اُن کے پہلو میں اپنا نیزہ مارا تھا اور نیزہ مارنے سے خون اور پانی نکلا تھا۔ اس میں خود مسیح کا جھوٹ ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ وہ سب اس پر متفق ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ مسیح نے انھیں خبر دی کہ وہ قتل کیے جائیں گے حالانکہ ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ

قتل نہیں کیے گئے۔ یہ بہت بڑی خرابی ہے۔ معاذ اللہ نہ تو کوئی نبی جھوٹ بولتا ہے اور نہ جھوٹی پیشینگوئی کرتا ہے۔ یہ تو جھوٹ بولنے والوں کی علامت ہے نہ کہ اہل صدق کی علامت۔

دوسرا جھوٹ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا تمام اناجیل مذکورہ کا اس پر اتفاق ہے کہ انھوں نے کہا تھا کہ وہ تیسرے دن اٹھ کھڑے ہوں گے۔ پھر تمام اناجیل اس پر متفق ہیں کہ وہ دوسری ہی شب میں زندہ ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیونکہ وہ یوم جمعہ کو ہفتے کی شب کے آتے ہی دفن کر دیے گئے۔ تمھیں یہ کافی ہے کہ ان لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ان کے حنوط (عطر میت) بھی عجلت کی وجہ سے نہیں لگایا گیا تاکہ ان لوگوں پر شنبے کی رات نہ آجائے۔ اور وہ شب یکشنبہ کو قبل فجر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ کھلا ہوا جھوٹ ہے جسے انھوں نے مسیح کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ وہ اس قسم کی باتوں سے بری ہیں۔

تیسرا جھوٹ متی کا یہ خبر دینا ہے کہ یہ لوگ مسیح کے قول کی مراد سمجھ گئے اور وہ اس خبر سے بےحد غمگین ہوئے۔ باطرہ نے ان سے عرض کیا کہ اے میرے آقا آپ اس کو معاف کر دیجئے اور آپ کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ مارقش و لوقا کا یہ خبر دینا کہ وہ لوگ مسیح کے اس کلام کی مراد نہیں سمجھے۔ یہ کھلم کھلا ایک دوسرے کو جھوٹا بنانا ہے۔ جو بیچوں ہی سے سرزد نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ معصومین سے؟ لہذا یقیناً ان لوگوں کا عظیم الشان کذب روشن ہو گیا جنھوں نے یہ انجیلیں بنائی اور گھڑی ہیں۔ اور یہ لوگ فاسق تھے اور ان میں ذرا بھی نیکی نہ تھی۔ وباللہ التوفیق۔

ایمان ہوتا تو پہاڑ ہٹ جاتا

انجیل متی کے سترھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوتا تو تم ضرور ضرور پہاڑ سے کہتے کہ اس جگہ سے ہٹ جا وہ ہٹ جاتا اور کوئی چیز تمھاری نافرمانی نہ کرتی۔"

اس کے قبل اسی کے متصل یہ ہے کہ مسیح کے شاگرد ایک شخص کے اچھا کرنے سے جس پر جن تھا عاجز رہے۔ مسیح نے اُسے اچھا کر دیا۔ شاگردوں نے اُن سے کہا کہ ہم لوگ اس کے اچھا کرنے سے کیوں عاجز رہے۔ مسیح نے کہا کہ اپنے شک کرنے کی وجہ سے۔

انجیل متی کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے انجیر کے ایک سبز درخت کو بددعا دی تو وہ اُسی وقت خشک ہو گیا۔ اُن کے شاگردوں نے تعجب کیا تو مسیح نے اُن سے کہا کہ میں امین ہوں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم لوگ ایمان لاتے اور شک نہ کرتے تو تم نہ صرف درخت انجیر میں یہی کر سکتے بلکہ جب تم اس پہاڑ سے کہہ دیتے کہ اکھڑ جا اور سمندر میں گر جا تو تمھاری بات پوری ہوتی۔

۳۵ انجیل یوحنا کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا وہ وہی افعال کر سکے گا جو میں خود کر سکتا ہوں بلکہ وہ اُن سے بھی بڑے افعال کر سکے گا۔

جھوٹ کے اقانیم ثلاثہ

ان فصول میں تین بڑے بڑے جھوٹ کے مصائب ہیں۔ شاگردان مذکور اور اُن کے بعد آج تک کے یہ تمام اشقیاء اس سے خالی نہیں کہ یا تو یہ مسیح کے مومن ہیں یا غیر مومن۔ کسی تیسری قسم کی گنجائش نہیں۔

اگر یہ سب مومن ہیں تو پھر مسیح نے ان فصول میں ان لوگوں سے جو وعدہ کیا ہے وہ علانیہ جھوٹا ہے۔ حالانکہ وہ کذب سے بری ہیں ان میں سے ایک بھی کبھی اس پر قادر نہ ہوا کہ ایک پتا بھی ان کا حکم مانتا چہ جائیکہ ان کو پہاڑ کے اکھیڑنے اور اُسے سمندر میں ڈالنے کی قدرت ہوتی؟۔

اگر یہ لوگ مسیح کے غیر مومن ہیں تو یہ سب لوگ خود اپنے اس اقرار کے مطابق کفار ہیں۔ اور کافر ہیں کوئی خیر نہیں۔ نہ کافر کی تصدیق جائز ہے اور نہ کافر سے دین کا حاصل کرنا جائز ہے۔

جب ہم اُن سے سوال کریں تو انھیں جواب دینا ضروری ہے کہ آیا

تمھارے دلوں میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے یا نہیں۔ اور تم مسیح پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں؟۔

اگر وہ کہیں کہ ہاں ہم مسیح پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان ہمارے دلوں میں بھی ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ مسیح نے یقیناً جھوٹ کہا جو انھوں نے یہ خبر دی کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ پہاڑ کو اکھڑ جانے کا حکم دے گا تو وہ اکھڑ جائے گا۔ واللہ تم میں سے ایک شخص بھی اپنی بددعا سے ایک درخت کے خشک کرنے پر بھی قادر نہیں اور نہ پہاڑ کے اپنے مقام سے اکھاڑنے پر۔

اگر وہ کہیں کہ ہمارے دلوں میں نہ تو ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے اور نہ ہم مسیح پر ایمان رکھتے ہیں، تو ہم کہیں گے کہ واللہ تم نے واقعی سچ کہا۔ "انظر کیف کذبوا علی انفسھم وضل عنھم ما کانوا یفترون" (دیکھ تو کہ ان لوگوں نے خود اپنے اوپر کیسا جھوٹ بولا اور ان سے وہ گم ہو گیا جس کا افترا کیا کرتے تھے)۔ اللہ عزوجل اور اس کے انبیاء سچے ہیں۔ متی و باطرہ و یوحنا و مارقش و لوقا اور تمام نصاریٰ جھوٹے ہیں اور یہی لوگ کذاب ہیں۔

میں نے بعض علمائے نصاریٰ سے یہ بیان کیا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس سے مسیح کی مراد رائی کا درخت ہے جو تمام کھیتوں سے بلند ہوتا ہے یہاں تک کہ اس میں پرندے رہ سکتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ اناجیل میں رائی کے درخت کی مثل نہیں کہا۔ رائی کے دانے کی مثل کہا ہے۔ ان لوگوں کے اقرار کے مطابق خود مسیح ہی نے اس کی صفت بھی بیان کر دی ہے کہ وہ تمام بیجوں میں سب سے زیادہ باریک ہوتا ہے۔

نیز وہ یا تو مومن ہے یا کافر۔ لیکن جو شک کرنے والا ہے تو جب اس کے ایمان میں شک داخل ہوا وہ باطل ہو گیا اور صاحب شک کفر میں رہ گیا۔ چہ جائیکہ خود مسیح ہی نے ان کے اقرار کے مطابق ہمیں اس

تاویل فاسد کے متعلق کسی شک میں نہیں چھوڑا۔ بلکہ ان لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مسیح نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کے شک کرنے کی وجہ سے۔ البتہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی تمہارا ایمان ہوتا تو تم ضرور بالضرور پہاڑ سے کہتے۔

انجیل یوحنا میں کہا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ "اگر تم لوگ ایمان لاتے اور شک نہ کرتے" یقیناً ان نصوص سے صرف وہ تصدیق ہی مراد لی ہے جو شک کے خلاف ہے نہ کہ انتہائی عمل صالح۔

انجیل یوحنا میں جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہا ہے کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا وہ وہی افعال کر سکے گا جو میں خود کر سکتا ہوں ہم اسی ایمان بالمسیح کو تم سے پوچھتے ہیں کہ آیا وہ تمہارے دلوں میں ہے یا نہیں۔ جو تمہیں مناسب معلوم ہو جواب دو۔

میں تو اگر یہ قول کسی مدعی نبوت سے سن لیتا تو یقیناً میں کبھی اس کے کذاب ہونے میں تردد نہ کرتا واللہ اس کو مسیح نے ہرگز نہیں کہا۔ اس جھوٹ کے موجد صرف یہی کمینے متی و یوحنا وغیرہما ہیں۔ اور پورا تعجب فصل مذکور میں متی کے اس اقرار پر ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ مسیح نے اس سے اور اس کے ساتھیوں سے کہا کہ یہ لوگ آسیب زدہ کے اچھا کرنے سے محض اپنے شک کی وجہ سے عاجز رہے۔ مسیح نے ان کے شک کی اور اس کی شہادت دی کہ اگر ان کے ایمان ہوتا تو اس سے عاجز نہ رہتے۔

یہ لوگ مسیح سے جس شک کی حکایت کرتے ہیں مسیح بھی اس سے خالی نہیں کہ وہ یا تو کاذب تھے یا صادق۔ اگر کاذب تھے تو یہ بری صفت ہے اور کاذب نبی ہی نہیں ہوتا چہ جائیکہ خدا ہو۔ اگر صادق تھے تو وہ لوگ جن سے نصاریٰ نے اپنا دین لیا ہے اور انھیں شاگرد اور ابنیاء سے بالاتر بتاتے ہیں یہ لوگ کفار اور شک کرنے والے تھے۔ تو یہ لوگ اپنا دین شک کرنے والے کفار سے کیسے اخذ کرتے ہیں؟ ان دونوں

یں سے ایک سے بھی نکلنے کی ان کو گنجائش نہیں۔ اگر ان کی تمام اناجیل میں صرف یہی ہوتا جب بھی وہ ان اناجیل کے اور جس گندے دین پر وہ ہیں اس کے ابطال کے لیے کافی تھا۔

تعجب ہے کہ مسیح ان کے متعلق شک کی کیونکر شہادت دیتے ہیں حالانکہ انھیں نے جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں ان لوگوں کو خطۂ الٰہیہ و خطۂ ربوبیت کا اس امر میں مختار بنایا کہ وہ جس چیز کو زمین میں حرام کر دیں گے وہ آسمان میں بھی حرام ہو جائے گی اور جسے زمین میں حلال کر دیں گے وہ آسمان میں بھی حلال ہو جائے گی۔ پھر یہ بات اس بات کے ساتھ کیسے جمع ہو سکتی ہے۔ کیا اس تناقض کو وہ شخص لا سکتا ہے جس کا دماغ صحیح ہو یا وہ جس میں تھوڑی سی خرابی ہو۔ واللہ یہ تہمت لگانے والے کذاب کی گھڑی ہوئی بات اور نفس پرست کھلنڈرے کی ایجاد ہے۔ ونعوذ باللہ عزوجل من الخذلان (ہم بد نصیبی و ترک نصرت سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں)۔

دو دلوں کی یکدلی

انجیل متی کے اٹھارھویں باب کے آخر کے قریب ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ جب تم میں سے دو آدمی کسی امر پر متفق ہو جائیں گے تو وہ روئے زمین کی جس چیز کی بھی دعا کریں گے میرا آسمانی باپ اُن کی دعا قبول کرے گا۔ اور جس جگہ دو یا تین آدمی میرے نام پر متفق ہوں گے تو میں اُن میں کا درمیانی ہوں گا۔

یہ کیسی یکدلی تھی

یہ فصل بیحد مضحکہ خیز ہے اور ایسا کذب ہے جس کا ظہور بھی ٹل نہیں سکتا۔ اس سے خالی نہیں کہ یا تو اس پیام سے انھوں نے خاص اپنے شاگرد مراد لیے ہیں۔ یا اپنے تمام مومنین۔ دو میں سے جو امر بھی ہو وہ کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ اس میں کوئی شک نہ کرے گا کہ اُن کے شاگردوں نے یہ دعا مانگی کہ وہ جس کو اپنے دین کی دعوت دیں وہ ان کی دعوت کو قبول کرے اور جو اصحاب مسیح

فتنے میں مبتلا ہیں وہ اس سے رہا ہو جائیں۔ مگر اس نے جس کا نام مسیح نے آسمانی باپ رکھا اس میں سے کچھ بھی انھیں نہ دیا۔
اگر یہ کہا جائے کہ ان لوگوں نے کبھی اس میں سے کسی چیز کی دعا نہیں کی۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ ایک دوسری مصیبت ہے۔ اگر ایسا ہے تب تو یہ لوگوں کے لیے دغاباز اور ان کی بھلائی نہ چاہنے والے بلکہ ان کی تباہی میں کوشش کرنے والے ہوئے۔ یہ بعید از عقل ہے۔ یہ مرتبہ اللہ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں کیونکہ آپ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ آپ کے پروردگار نے آپ سے فرمایا کہ "سواء علیهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم لن یغفر الله لهم" (ان منافقین کے لیے برابر ہے خواہ آپ ان کے لیے دعائے مغفرت کریں یا ان کے لیے دعائے مغفرت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ کرے گا)۔
آپ نے ہمیں خبر دی کہ آپ نے دعا فرمائی کہ آپ کے بعد ہماری قوت ہمارے ہی درمیان کر دی جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق آپ کی دعا قبول نہیں فرمائی۔ یہی وہ حق ہے جس میں کوئی اضافہ نہیں ہے۔ اور یہی وہ قول ہے کہ صدق جس کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ نہ تو آپ نے اس چیز پر فخر کیا جو آپ کو نہیں دی گئی اور نہ آپ نے اپنی ذات کو اس کے مرتبے سے گرایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اگر کوئی مومن بدی کرے

باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تمھارے ساتھ تمھارا کوئی مومن بھائی بدی کرے تو تم اپنے اور اس کے درمیان تنہا اس پر عتاب کرو۔ ۳۷
اگر وہ تمھاری بات سن لے تو تم نے اسے نفع پہنچا دیا۔
اور اگر نہ سنے تو اپنے ساتھ ایک یا دو شخصوں کو لے لو کہ تم ہر بات کو دو یا تین گواہوں کی شہادت سے ثابت کر سکو۔ اگر وہ نہ سنے تو اس کی خبر سے جماعت کو مطلع کرو۔ اگر وہ جماعت کی بھی نہ سنے تو وہ تمھارے نزدیک

مجوسی یا مرتد کا سا ہونا چاہیے۔

اس کے چند سطر بعد کہا ہے کہ اس وقت باطرہ اُن کے قریب آیا کہ اے میرے آقا اگر میرے ساتھ میرا بھائی برائی کرے تو آپ مجھے یہ حکم دیتے ہیں کہ میں اسے سات مرتبہ معاف کروں۔ یسوع نے جواب دیا کہ میں تجھ سے سات بار نہیں کہتا بلکہ ستر سات میں یعنی ۷۰×۷=۴۹۰ بار۔

معاف بھی کرتے ہیں اور کافر بھی بناتے ہیں

تیسری بار جو کہا ہے یہ اس قول کی ضد ہے کہ وہ تیرے نزدیک بمنزلہ مجوسی و مرتد ہونا چاہیے اور دونوں میں جمع کی کوئی صورت نہیں۔

خدامی و ہاند خدامی دہد

انجیل متی کے بیسویں باب میں ہے کہ سبدی کے دونوں بیٹوں کی ماں اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ مسیح کے پاس آئی۔ اُن کی طرف متوجہ ہوئی اور رغبت ظاہر کی مسیح نے اس سے کہا کہ تو کیا چاہتی ہے۔ اس نے کہا کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ میرے ان دونوں لڑکوں میں سے ایک کو اپنی داہنی طرف اور دوسرے کو اپنی بائیں طرف اپنی سلطنت میں بٹھائیں۔ یسوع نے دونوں لڑکوں سے کہا تم دونوں سوال کرنا بھی نہیں جانتے۔ کیا تم دونوں اس پیالے کے پینے پر قناعت کرو گے جو میں پیتا ہوں۔ دونوں نے کہا کہ ہم صبر کریں گے۔ یسوع نے اُن سے کہا کہ تم دونوں کو میرا پیالہ پلایا جائے گا۔ تم دونوں کو اپنے داہنے اور بائیں بٹھانے کا مجھے حق نہیں سوائے اس کے کہ جس کو میرا باپ مجھ سے یہ حق دلائے۔

خود مسیح میں قدرت نہیں

اس فصل میں اس امر کا بیان ہے کہ کوئی کام بھی مسیح کے سپرد نہیں۔ وہ باپ کے مغایر ہیں جیسا کہ یہ لوگ اپنے دین کے خلاف کہتے ہیں جب وہ باپ کے مغایر ہیں اور دونوں خدا ہیں تو یہ دونوں دو جدا گانہ خدا ہوں گے جن میں ایک قوی اور دوسرا ضعیف ہے۔ اس لیے کہ یسوع کے اقرار کے مطابق یسوع کو کسی کے مقرب بنانے کی قدرت

نہیں ہے سوائے اس کے جس کو یہ حق وفضیلت وہ ذات عطا کرے جس کو یہ لوگ باپ کہتے ہیں۔

کاش مجھے علم ہوتا کہ یہ دونوں باتیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں۔

ایک تو یسوع کا وہ اعتراف واقرار جو یہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ اپنے داہنے یا بائیں طرف کسی کو بٹھانا اُن کے اختیار میں نہیں اور یہ محض اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں کیفے سے کیفے کو یعنی باطرہ کو دینے پر قادر ہو گئے اور وہ وہی کرتے ہیں جو باپ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حکومت اُن کے سپرد کر کے سبکدوشی حاصل کر لی۔ اور اس کے بعد اب تک اللہ تعالیٰ کسی پر بھی حکم نہیں کرتا۔ اسی قسم کی دوسری رسوا کن و مہلک باتیں کہ باہم ایک دوسری کو جھٹلا رہی ہیں اور اس امر کی شہادت دے رہی ہیں کہ وہ قطعاً اللہ کی طرف سے نہیں نہ کسی نبی کی طرف سے ہیں۔ بلکہ کسی کذاب کافر کی بنائی ہوئی ہیں۔ ونعوذ باللہ تعالیٰ۔

خرِ عیسیٰ

انجیل متی کے اکیسویں باب میں ہے کہ جب مسیح اورشلیم کے قریب پہنچے اور اس مقام میں تھے جس کا نام بیت فاجی ہے جو کوہ زیتون کے قریب ہے تو انھوں نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو بھیجا اور ان سے کہا کہ اس قلعے تک چلے جاؤ جو تمہارے سامنے ہے۔ وہاں تمھیں ایک گدھی ملے گی اپنے بچے کے ساتھ بندھی ہوئی ہوگی۔ ان دونوں کو کھول دینا اور میرے پاس لے آنا۔ اگر کوئی تمھیں روکے تو کہنا کہ آقا ان دونوں کو چاہتے ہیں تو اسی وقت وہ تمھیں چھوڑ دے گا۔ یہ اس لیے تھا کہ اس سے پیشگوئی کرنے والے نبی کا قول پورا ہو جنھوں نے کہا تھا کہ دختر صیہون سے کہدو کہ تیرا بادشاہ متواضع ہو کر ایک گدھی اور خچر کے بچے پر تیرے پاس آئے گا۔

۳۸

دونوں شاگرد روانہ ہوئے اور انھوں نے وہی کیا جیسا انھیں حکم ملا تھا۔ گدھی اور اس کے بچے کو لے آئے۔ اپنی چادریں ان پر ڈال دیں اور

یسوع کو اُن پر بٹھا دیا۔
انجیل مارقش کے آخر میں نویں باب میں ہے کہ جب مسیح بیت فاجی متصل کوہ زیتون پہنچے تو انھوں نے اپنے دو شاگردوں کو بھیجا اور ان سے کہا کہ اس قلعے تک چلے جانا جو تمھارے قرب وجوار میں ہے۔ جب تم (بستی میں) داخل ہو گئے تو ایک ایسا گدھے کا بچہ بندھا ہوا پاؤ گے جس پر اب تک کوئی آدمی سوار نہ ہوا ہوگا۔ اسے کھول کر میرے پاس لے آؤ اگر کوئی تم سے کہے کہ یہ کیا کرتے ہو تو اس سے کہنا کہ آقائے مسیح کو اس کی ضرورت ہے۔ تو وہ اس کو تمھارے لیے چھوڑ دے گا۔ یہ دونوں شاگرد روانہ ہوئے۔ انھوں نے ایک گدھے کا بچہ پایا جو مشک بنانے والوں میں دروازے کے صحن کے سامنے بندھا ہوا تھا۔ اُسے کھولا تو ان سے وہاں کے کسی کھڑے ہونے والے نے کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے کہ تم گدھے کا بچہ کھولتے ہو۔ ان لوگوں نے اُسے وہی جواب دیا جو یسوع نے حکم دیا تھا ان لوگوں نے بچے کو چھوڑ دیا۔ یہ اس بچے کو یسوع کے پاس ہنکا لائے۔ اپنی چادریں لاد دیں اور اس اس پر یسوع سوار ہو گئے۔

گدھی یا گدھا؟

یہ دو واقعات ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ متی کہتا ہے کہ یسوع گدھی اور اس کے بچے پر سوار ہوئے اور مارقش کہتا ہے کہ بچے پر سوار ہوئے۔ تعجب اس پر ہے کہ یہ نبی کے اس قول سے استشہاد کرتے ہیں کہ "تیرے پاس تیرا بادشاہ آئے گا جو گدھی اور گدھے کے بچے پر سوار ہوگا" حالانکہ مسیح کبھی اورشلیم کے بادشاہ نہیں ہوئے۔ یہ دوسرا جھوٹ ہے۔
سب سے زیادہ مضحکہ خیز ان لوگوں کا استشہاد ہے جو انھوں نے یسوع کے واقعے کی صحت ثابت کرنے کے لیے ان کے گدھی پر سوار ہونے سے کیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اورشلیم میں سوائے مسیح کے گدھی پر سوار ہو کے کوئی انسان کبھی داخل نہ ہوا ہوگا۔ واللہ یہ تو احمقوں کی ہنسی آنے والی باتوں میں سے ایک بات ہے۔

مجھے میرے دوست حسین بن بقی نَوَّرَ اللہُ وَجْھَہٗ نے خبر دی کہ انھوں نے ایک نصرانی عالم کو اس فصل سے آگاہ کیا تو اس نے کہا کہ یہ تو محض ایک رمز (راز) ہے اور حمارہ (گدھی) سے مراد توریت ہے۔

میرے دوست نے کہا کہ مجھے اس کی بات سے ہنسی آئی۔ اور اُس سے کہا کہ تو پھر فلو (گدھی کا بچہ) انجیل ہو گی۔ وہ خاموش ہو گیا اور جان گیا کہ یہ ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے اس کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

جب مردے اٹھیں گے

انجیل متی کے تیرھویں باب میں ہے کہ یسوع نے ان لوگوں سے کہا کہ جب (قیامت میں) مردے اٹھیں گے تو نہ وہ شادی کریں گے نہ نکاح کریں گے۔ وہ اللہ کے ان ملائکہ کے مثل ہوں گے جو آسمان میں ہیں۔

۳۹

انجیل متی کے چھبیسویں[۲۶] باب میں اور نیز انجیل مارقش کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیح جس شب میں گرفتار کئے گئے انھوں نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اس کے بعد میں نے انگور سے پیدا ہونے والی چیز نہیں پی یہاں تک کہ میں اُسے جبکہ وہ نئی ہو گی تمھارے ساتھ آسمانی سلطنت میں پیوں گا۔

انجیل لوقا کے چودھویں باب میں ہے کہ مسیح نے بارہ حوارین سے کہا کہ تم وہ لوگ ہو جنھوں نے میرے ساتھ میرے تمام مصائب میں صبر کیا۔ میں تم سے مختصراً اس وصیت کو بیان کرتا ہوں جو مجھ سے مختصراً میرے باپ نے بیان کی کہ تم لوگ میری سلطنت میں میرے دسترخوان پر ضرور کھاؤ پیو گے۔ اور بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں پر حاکم بن کے تخت پر بیٹھو گے۔

اقرار و انکار

فصل اول میں ہے کہ لوگ آخرت میں نکاح نہ کریں گے، اور اس کے بعد کی تینوں فصول میں ہے کہ جنت میں دسترخوانوں پر روٹی اور شراب کا کھانا پینا ہو گا۔ حالانکہ نصاریٰ ان سب باتوں کے منکر ہیں۔ اور انھیں مسیح کی تکذیب میں ذرا بھی

دشواری نہیں ہوتی۔ باوجودیکہ وہ مسیحؑ کو اپنا رب اور اپنے کو مسیحؑ کا بندہ مانتے ہیں
خاصکر جو فصل اول میں ہے کہ لوگ جنت میں فرشتوں کی طرح ہوں گے۔

فرشتے بھی کھاتے پیتے ہیں

جس توریت کی یہ لوگ تصدیق کرتے ہیں اُس
میں بھی ہے کہ ملائکہ نے لوطؑ کے یہاں گوشت
روٹی اور گھی دودھ کھایا۔ جب ملائکہ کھاتے ہیں
انسان جنت میں انھیں کے مثل ہوں گے۔ تو بموجب توریت و انجیل
بلاشک لوگ کھائیں پییں گے۔

خدا نے بھی کھایا پیا

خاصکر جب ان لوگوں نے یہ خبر دی کہ مسیحؑ جب مر چکے اور
وہ دنیا میں واپس آئے اور اپنے شاگردوں سے ملے
تو انھوں نے اُن سے کچھ کھانے کو مانگا۔ وہ لوگ
اُن کے پاس بھونی ہوئی مچھلی لائے۔ تو مسیحؑ نے اپنی موت کے بعد وہ مچھلی
ان لوگوں کے ساتھ کھائی اور شہد کا شربت پیا۔ جب خدا بھونی ہوئی مچھلیاں
کھا سکتا ہے اور اس پر سے شہد پی سکتا ہے تو جنت میں انسان کے
کھانے پینے میں کونسی فکر کی بات ہے؟

جب اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے نزدیک ایک عورت سے
جس کا اُس نے انتخاب کیا ایک بیٹا بنا لیا تو انسان کے جنت میں بیویاں
بنانے میں کونسا تعجب ہو گیا؟ حالانکہ یہ انسان کی اس فطرت کے مطابق ہے
جس پر اللہ تعالیٰ نے اُسے بنایا ہے۔ سوائے اس کے کہ ان کمینوں کی
حماقت میں البتہ عبرت حاصل کرنے والے کے لیے عبرت ہے۔
والحمد للہ رب العالمین۔

ایک اور تعجب کی بات ہے اور وہ بارہ شاگردوں سے مسیحؑ کا
وعدہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں کے حاکم بن کر تخت
پر بیٹھیں گے

ان شاگردوں میں یہوذا الاسخریوطی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ
ناممکن ہے کہ اس پیشینگوئی کے مخاطب اُس کے ساتھی ہوں اور وہ

نہ ہو۔ اس لیے کہ مسیحؑ نے واضح کر دیا ہے کہ بارہ شاگرد بنی اسرائیل کے بارہ خاندانوں پر حاکم ہوں گے۔ لہذا یقینی طور پر اس کا بھی ان میں ہونا لازم ہو گیا۔ حالانکہ یہی وہ شخص ہے جس نے تیس درہم رشوت لے کے یہود کو مسیحؑ کا پتا بتا دیا تھا۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ آپ نے اس فعل میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے اس لیے کہ کسی دوسرے مقام پر کہا ہے کہ "اس انسان کی خرابی ہے جس کو یہ پسند تھا کہ کاش وہ پیدا نہ ہوتا" یا اس وعدہ مذکور میں مسیحؑ نے جھوٹ کہا۔ دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

مسیحؑ کا استدلال

۴۰ انجیل متی کے تئیسویں باب میں ہے کہ مسیحؑ نے علمائے بنی اسرائیل کو اطلاع دی اور پوچھا کہ تم لوگ مسیحؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ وہ کس کا بیٹا ہے؟ انھوں نے کہا کہ وہ داؤدؑ کا بیٹا ہے۔ مسیحؑ نے ان سے کہا کہ تو پھر داؤدؑ روح القدس کے ساتھ اس کو خدا کیسے کہتے تھے۔ کیونکہ داؤدؑ نے لکھا ہے کہ "اللہ نے میرے خدا سے فرمایا کہ میری داہنی طرف بیٹھ جا کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے قدموں کی کرسی بنا دوں۔" اگر داؤدؑ اسے خدا پکارتے تھے تو وہ ان کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے؟ کسی سے بھی مسیحؑ کا جواب بن نہ پڑا۔

ابن داؤدؑ ہونے سے انکار

یہ سچ ہے اور مسیح علیہ السلام کا قول ہے۔ اور مسیح علیہ السلام نے منکر پر صحیح اعتراض کیا ہے۔ اور تعجب یہ ہے کہ یہ کمینے جو اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام کے متبعین میں منسوب کرتے ہیں اس فصل مذکور سے احتجاج و استدلال کرنے میں باہم اختلاف نہیں کرتے۔ حالانکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے مسیح ابن داؤدؑ ہونے سے انکار کیا ہے اور یہ لوگ تمام اناجیل میں انھیں ابن داؤدؑ کہتے ہیں پس تعجب کرنا چاہیے۔

سب کا آسمانی باپ

باب مذکور میں ہے کہ مسیحؑ نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ تم سب بھائی بھائی ہو۔ اور تم اپنے کو کسی زمین کے باپ کی طرف منسوب نہ کرو۔ کیونکہ تمھارا ایک ہی آسمانی باپ ہے۔

سب خدا کے بیٹے

اس فصل میں دو بہت بڑی شرمناک باتیں ہیں۔ ایک تو ان کا یہ خبر دینا کہ اللہ تعالیٰ ہی شاگردوں کا بھی باپ ہے پھر تو ان شاگردوں کو بھی مسیحؑ کے مثل اور برابر سرابر سمجھنا چاہیے۔ نصاریٰ مسیحؑ کو کیوں مخصوص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ بغیر اس کے کہ جب وہ شاگردوں کا ذکر کرتے ہیں تو انھیں اللہ کا بیٹا نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بری و برتر ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو یا وہ کسی کا باپ ہو۔

نفی نسب

دوسری شرمناک بات مسیحؑ کا شاگردوں سے یہ کہنا ہے کہ تم لوگ کسی زمین کے باپ کی طرف اپنا انتساب نہ کرو۔ حالانکہ نصاریٰ وانا جیل و شمعون بن یوناو یعقوب و یوحنا بن سیدی ؟ یہوذا و یعقوب بن یوسف ؟ لوٹتے ہیں۔ لہٰذا انھوں نے مان لیا کہ یہ لوگ مسیحؑ کی نافرمانی پر قائم ہیں۔ کیونکہ مسیحؑ نے تو انھیں منع کیا تھا کہ وہ اپنے کو زمین کے باپ کی طرف منسوب نہ کریں۔ اور یہ لوگ اس بارے میں مسیحؑ کے حکم کی مخالفت کے پابند ہیں اور ان کی نافرمانی ہی کو دین بنائے ہوئے ہیں۔

مصائب کی پیشگوئی

انجیل متی کے چوبیسویں[۲۴] باب میں ہے کہ مسیحؑ نے اپنے شاگردوں سے آخر زمانے میں ہونے والے زلازل و مصائب کے بارے میں پیشینگوئی کی اور ان سے کہا کہ دعا کرو کہ تمھارا بھاگنا جاڑے میں اور سنیچر کے روز نہ ہو۔

یوم سبت

یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ان لوگوں پر شنبے کی حفاظت ان کی حکومت کے ختم ہونے تک اور ان پر زلزلے آنے تک لازم تھی۔ حالانکہ یہ لوگ اس کے خلاف ہیں۔ یہ وہ اُمت ہے جنہیں عقل ہی نہیں۔

جھوٹے نبی

باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے اور وہ عجائب عظیمہ اور معجزات دکھائیں گے۔ یہانتک کہ وہ غلطی کرے گا جو ان کی نیکی کا گمان کرے گا۔

۱۴

انجیل مارقش کے تیرھویں باب میں ہے کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے انبیاء ہوں گے اور وہ معجزات اور نادر امور لائیں گے کہ ماننے والوں کو اگر ممکن ہو دھوکا دیں۔

توریت کی نقل

یہ فصل توریت یہود کی سفر خامس کی فصل اخیر کے ساتھ ہے جس کی نص (تصریح) یہ ہے کہ "اگر تم میں کوئی نبی ظاہر ہو اور وہ دعویٰ کرے کہ اس نے خواب دیکھا۔ اور وہ تمھیں ہونے والی بات کی خبر دے اور وہ اسی طرح ہو بھی جائے جس طرح اس نے بیان کیا اس کے بعد تم سے یہ کہے کہ اپنے ہمجنس خداؤں کی پیروی کرو تو اس کی بات نہ سننا۔

توریت کی اس فصل کے ساتھ ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ "ساحرین نے بھی وہی کیا جو موسیٰؑ نے کیا تھا کہ موسیٰؑ نے عصا کو سانپ اور پانی کو خون بنا دیا اور بہت سے مینڈک لے آئے" یہ موسیٰ و مسیح علیہما السلام کے اور ہر نبی کے جس کی نبوت کو یہ مانتے ہیں لائے ہوئے معجزات کے باطل کرنے کے لیے کافی ہے۔ اس لیے کہ جب یہ ممکن ہے کہ نبی کاذب بھی معجزات لا سکتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ نبی صادق جھوٹی پیشینگوئی کر سکتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ ساحرین بھی وہ شے لا سکتے ہیں جو نبی کے معجزے کے مثل ہو تو پھر حق باطل کے ساتھ مل گیا۔ اور ایک کا دوسرے سے

پہچاننے کا بالکل کوئی طریقہ نہ رہا۔ حالانکہ یہ حقایق کا فاسد کرنا اور دلیل حق کا باطل کرنا اور حواس کا جھٹلانا ہے۔

جب یہود و نصاریٰ کے نزدیک وہ ممکن ہے جو ہم نے توریت اور ان کی اناجیل سے بیان کیا تو پھر وہ کونسی چیز ہے جس سے ان لوگوں کو یہ اطمینان ہے کہ موسیٰ و مسیح علیہما السلام اور ان کے تمام انبیاء ساحر و کاذب نہ تھے۔

ہم تو اللہ کے سامنے اس امر کی سچی شہادت دیتے ہیں کہ یہ فصول مذکورہ کسی برہمن کی بنائی ہوئی ہیں جو بالکل نبوت ہی کا منکر ہے۔

یا مانی کی ہیں جو انبیائے مذکورین علیہم السلام کی نبوت کی تکذیب کرتا ہے موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے ہرگز ان باتوں میں سے کچھ نہیں فرمایا جو ان ناپاک و ملعون فصول میں ہے۔

ہم لوگ تو اسے قطعاً جائز نہیں رکھتے کہ کوئی نبی جھوٹ بولے یا غیر نبی معجزہ لا سکے یا ساحر و کذاب یا صالح معجزے کی سی صنعت کر سکے۔

اگر کہا جائے کہ تم لوگ تو کہتے ہو کہ دجال معجزات لائے گا ہم کہیں گے کہ ہم تو اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ دجال تو صرف صاحب عجائب ہوگا جیسے ابو العجائب تھا۔ اور کوئی فرق نہیں۔ وہ تو ایک حیلہ گر شعبدہ باز ہوگا جو معمولی حیلے کرے گا جو ان کو جانتا ہے وہ بھی ویسے ہی حیلے کر سکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت میں ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا دجال کے ساتھ پانی کی نہر اور روٹی وغیرہ ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جواب دیا کہ وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہت زیادہ ذلیل ہے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ دجال صاحب شبہ ہوگا یعنی اس کے پاس جو چیزیں ہوں گی وہ حقیقی نہ ہوں گی جیسے

متی کے کھلونے) وباللہ التوفیق۔

اقرار لاعلمی

باب مذکور میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ اس وقت اور اس دن کو سوائے باپ کے کوئی شخص نہیں جانتا اور نہ ملائکہ وغیرہ اُس دن اور اُس وقت کو جانتے ہیں۔

۴۲ انجیل مارقس کے تیرھویں باب میں ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ زمین و آسمان جاتے رہیں گے اور میرا کلام کبھی فنا نہ ہوگا۔ لیکن وہ دن اور وہ ساعت اس کو سوائے باپ کے کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ انسان کا بیٹا نہ اور کوئی۔

لاعلم خدا نہیں ہوسکتا

یہ فصل بدیہی طور پر یہ ثابت کرتی ہے کہ مسیح اللہ تعالیٰ کے مغایر ہیں۔ اس لیے کہ انھوں نے خود خبر دی کہ اس جگہ ایک شے ہے جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ اُسے نہیں جانتے۔ اور جب ان کی نص انجیل میں ہے کہ بیٹا نہیں جانتا کہ وہ ساعت کب ہے اور باپ جانتا ہے کہ وہ کب ہے۔ تو بدیہی و یقینی وقطعی طور پر ہم جانتے ہیں کہ بیٹا باپ کے مغایر ہے۔ جب ایسا ہے تو یہ دو ہیں جو باہم مغایر ہیں۔ ایک اُن میں سے اس چیز سے ناواقف ہے جس سے دوسرا واقف ہے۔ یہ وہ شرک ہے جس کی یہ لوگ حمایت کرتے ہیں۔ حالانکہ عقل بھی اس کا ابطال کرتی ہے کہ دو خدا ہوں جن میں ایک ناقص ہو۔

بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ جو اللہ تعالیٰ کے مغایر ہے وہ مخلوق ہے جس کی پرورش کی جاتی ہے (مربوب) اور ان لوگوں کی خام خیالی و بدحواسی باطل ہوگئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔ ورنہ اس کے سوا چارہ نہیں کہ اس فصل میں یہ لوگ مسیح کو جھوٹا بنائیں۔

مسیح کا انکار تین تین بار

انجیل متی کے چھبیسویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنی گرفتاری کی شب میں باطرہ سے فرمایا کہ میں امین ہوں۔ تجھ سے کہتا ہوں کہ اس شب کو مرغ کی بانگ

سے پہلے تو تین مرتبہ میرا انکار کرے گا۔ باطرہ نے کہا کہ ایسا نہ ہوگا خواہ مجھے قتل ہی ہونا پڑے۔

انجیل مارقش کے چودھویں باب میں ہے کہ مسیح نے باطرہ سے فرمایا کہ میں امین ہوں تجھ سے کہتا ہوں کہ بلاشک تو آج کے دن اسی شب میں قبل اس کے کہ مرغ دو مرتبہ اپنی آواز بلند کرے تو تین بار میرا انکار کرے گا۔ باطرہ بار بار کہہ رہا تھا کہ یہانتک کہ اگر مجھے آپ کے ساتھ مرنا پڑے گا تب بھی میں آپ کا انکار نہ کروں گا۔

انجیل لوقا کے بائیسویں باب میں ہے کہ مسیح نے باطرہ سے فرمایا کہ میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ اس شب میں تاوقتیکہ تو تین بار میرا انکار نہ کرلے مرغ بانگ نہ دے گا۔ بیشک تو نے مجھے نہیں پہچانا۔

انجیل یوحنا کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے فرمایا کہ میں امین ہوں تجھ سے کہتا ہوں کہ مرغ بانگ نہ دے گا تاوقتیکہ تو تین بار میرا انکار نہ کردے۔

متی و مرقش و یوحنا و لوقا سب اس پر متفق ہیں کہ مسیح نے باطرہ سے کہا کہ مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا۔ ان میں سے ہر ایک نے باطرہ کے متعلق بیان کیا کہ اس نے غلام کے سامنے اور امت کے سامنے اور ان لوگوں کے سامنے جو آگ سے تاپ رہے تھے ایسا ہی کیا (کہ مسیح کا انکار کیا)۔

مارقش نے کہا کہ مسیح نے باطرہ سے کہا تھا کہ قبل اس کے کہ مرغ دو مرتبہ بانگ دے تو تین مرتبہ میرا انکار کرے گا۔ اور مارقش نے باطرہ کے متعلق ایسا ہی بیان کیا اور اس نے اس رات کو یہی کیا۔

کاہن کی خادمہ نے اس سے کہا کہ تو یسوع کا ساتھی ہے تو اس نے انکار کیا۔ اس کے بعد مرغ نے بانگ دی خادمہ نے ان حاضرین سے کہا جو وہاں کھڑے تھے کہ یہ شخص انہیں (مسیح کے ساتھیوں) میں سے ہے تو اس نے دوبارہ انکار کیا جو لوگ وہاں کھڑے تھے

انھوں نے اُس سے کہا کہ سچ مچ تو اُنھیں میں سے ہے تو اُس نے تیسری بار بھی انکار کیا۔ پھر مرغ نے دوبارہ بانگ دی۔

مارقش کے قول پر متی ولوقا و یوحنا جھوٹ بولے۔ اس لیے کہ مرغ نے باطرہ کے تین بار مسیح کا انکار کرنے سے پہلے بانگ دی۔ یا اگر یہ لوگ سچے ہیں تو پھر مسیح اس واقعے کے متعلق خبر دینے میں جھوٹے ہیں۔ لامحالہ دو میں سے ایک بات ہے۔

متی ولوقا و یوحنا کے قول کے مطابق مارقش بھی اسی طرح جھوٹا ہے اس لیے کہ مرغ نے باطرہ کے تین بار انکار مسیح سے پہلے بانگ دیدی۔ ۴۳

یا مسیح جھوٹے ہیں۔ دو میں سے ایک بات ضرور ہے۔ ایک خبر میں لامحالہ کذب ضرور ہے۔

پھر ایک اور مصیبت ہے اور وہ یہ کہ متی و مارقش کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیح نے باطرہ کو خبر دیدی تھی کہ اس شب میں وہ مسیح کا انکار کرے گا۔ اور باطرہ نے ان کی خبر کو رد کیا اور کہا کہ یہ نہیں ہوگا۔

اگر باطرہ کے نزدیک مسیح اُن لوگوں میں سے نہ ہوتے جو اپنی خبر میں جھوٹے ہوتے ہیں تو باطرہ روبرو بار بار اُن کی تکذیب نہ کرتا۔

یا باطرہ ہی کافر تھا کہ اس نے اپنے رب یا نبی کی تکذیب کی۔ بہر حال دو میں سے ایک بات ضروری ہے۔

اگر باطرہ ہی کافر تھا تو پھر مرتد کافر اور خدا یا کسی نبی کی علانیہ تکذیب کرنے والے کو آسمانوں کی کنجیاں کیسے دیجا سکتی ہیں۔

یا کس طرح مرتبہ تحلیل و تحریم پر وہ شخص فائز ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ یا اس کے نبی کی تکذیب کرے۔

یا کیونکر ایسے شخص سے دین اخذ کیا جا سکتا ہے جو علانیہ اپنے رب کی تکذیب کرے یا نبی کی ایسی خبر کی تکذیب کرے جو اللہ کی طرف سے آئی ہو۔ تکذیب بھی ایسی آخر ساعت میں کرے کہ وہ اس ساعت میں

اس نبی کے ہمراہ ہو اور اسی سے اس نبی کا عمل بھی ختم ہو گیا ہو ہم نے تو ایسی گندی عقل کی کوئی امت نہیں سنی جن کے دین کی کتاب اور ائمہ کی یہ صفت ہو (نعوذ باللہ من الخذلان)۔

انجیلوں میں اختلافات

انجیل متی کے ستائیسویں باب میں ہے کہ "جس تختے پر مسیح کو سولی دی گئی ہے اُس کے اٹھانے کے لیے سیمون کو بطور بیگار کے پکڑا گیا تھا۔"

انجیل مارقش کے پندرھویں باب میں ہے کہ "وہ تختہ جس پر یسوع کو سولی دی گئی اُس کے اٹھانے کے لیے سیمون القیروانی کو پکڑا گیا جو الکسندرس وروفس کا باپ تھا۔"

انجیل لوقا کے بیسویں باب میں ہے کہ اس تختے کے اٹھانے کے لیے شمعون القیروانی کو بطور بیگار پکڑ لیا گیا۔

انجیل یوحنا کے انیسویں باب میں ہے کہ یسوع خود ہی اُس تختے کو اٹھا لائے جس میں انہیں سولی دی گئی۔

یہ اس کے خلاف ہے جو اس کے ساتھیوں نے بیان کیا۔

میں نے بعض علمائے نصاریٰ کے سامنے اس پر تقریر کی تو اُس نے مجھ سے کہا کہ وہ تختہ بہت لمبا تھا اس لیے اُسے خود یسوع اور شمعون مذکور نے اٹھایا تھا۔ (سیمون۔ سمعان۔ شمعون۔ باطرہ۔ ایک ہی شخص کے مختلف نام ہیں)۔

میں نے اُس سے کہا کہ تمھیں یہ کہاں سے ثابت ہوا اور تم نے اسے کہاں پایا۔ حالانکہ مؤلفین انجیل کی خبروں کا سیاق وسلسلہ اس پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر تم کہو کہ ان دونوں کو اس تختے کے تھوڑی دور لے چلنے کے لیے بطور بیگار پکڑ لیا گیا تھا تو سیاق خبر میں اس کا دخل زیادہ ہو گا۔

انجیل متی کے ستائیسویں باب میں ہے کہ یسوع کے ساتھ دو چوروں کو بھی سولی دی گئی۔ ایک کو اُن کی داہنی طرف اور ایک کو بائیں طرف۔ یہ دونوں یسوع کو گالیاں دے رہے تھے۔ اپنے

سر ہلا رہے تھے اور مسیح کو کہہ رہے تھے کہ اے وہ شخص جو بیت المقدس کو منہدم کرتا ہے اور تین دن میں اسے بناتا ہے اگر تو اللہ کا بیٹا ہے تو اپنے آپ کو بچا لے اور تختۂ دار سے اتر آ۔

انجیل مارقش کے پندرھویں باب میں ہے کہ ان کے ساتھ دو چوروں کو بھی سولی دی گئی ایک کو ان کے داہنی طرف اور دوسرے کو بائیں طرف۔ جن دونوں کو مسیح کے ساتھ سولی دی گئی وہ دونوں انھیں عاجز سمجھتے تھے۔

۴۴

انجیل لوقا کے بیسویں باب میں ہے کہ اور دو سولی دیے ہوئے چوروں میں سے ایک مسیح کو گالی دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اگر واقعی تم ہی مسیح ہو تو اپنی بھی جان بچا لو اور ہماری بھی جان بچا لو۔ دوسرے چور نے اسے جواب دیا اور اس پر دانت نکالے اور کہا کہ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا حالانکہ تو اپنی آخر عمر میں ہے اور اس عذاب میں ہے۔ ہم دونوں کو تو دہکتا سزا دی جارہی ہے جس کے ہم مستحق ہیں اور اس شخص کا تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ پھر اس نے یسوع سے کہا کہ اے میرے آقا جب آپ اپنی سلطنت میں پہنچ جائیں تو مجھے بھی یاد رکھیے گا۔ یسوع نے اس سے کہا کہ میں امین ہوں آج تجھ سے کہتا ہوں کہ تو جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

دو میں سے ایک قصہ ضرور جھوٹا ہے

متی و مارقش نے تو دونوں چوروں کے متعلق یہ بیان کیا کہ وہ دونوں مسیح کو گالی دے رہے تھے۔ لوقا بتاتا ہے کہ دو میں سے ایک گالی دے رہا تھا۔ دوسرا اس گالی دینے والے پر ناخوش ہو رہا تھا اور مسیح پر ایمان رکھتا تھا۔ صادق اس قسم کے واقعات میں جھوٹ نہیں بولتا۔

اس متکلم پر یہ دعویٰ ممکن نہیں کہ ایک ہی چور نے ایک وقت انھیں گالی دی اور دوسرے وقت ان پر ایمان لے آیا۔ اس لیے کہ

لوقا کی خبر کا سیاق اس سے روکتا ہے۔ اور وہ بتاتا ہے کہ اس نے اپنے ساتھی کے گالی دینے پر اس طرح انکار و اعتراض کیا جو ایسے شخص کا سا اعتراض تھا جس نے کبھی اس پر اس کی مدد نہ کی ہو۔ سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ یہ دونوں چور اور تیسرے حضرت مسیح سب کے سب تختۂ دار پر لٹکا دیے گئے لہذا بدیہی طور پر واجب ہو گیا کہ لامحالہ یا تو لوقا جھوٹا ہے یا وہ جھوٹا ہے جس نے اسے خبر دی۔ یا متی اور اور مارقش جھوٹے ہیں یا جس نے انھیں خبر دی۔

مرنے کے بعد جی اٹھے

آخر انجیل متی میں مسیح کی سولی اور یوسف الراماوی کی خواہش پر ان کے تختۂ دار سے اتارنے اور پتھر کی چٹان میں نئی کھودی ہوئی قبر میں ان کے دفن کرنے کے ذکر کے بعد ہے کہ یوسف نے انھیں بہت بڑی پتھر کی سل سے ڈھانک دیا۔

آخر انجیل مارقش میں مسیح کی سولی اور چودھری یوسف الراماوی کی خواہش پر ان کے اتارنے کے ذکر کے بعد ہے اور جمعے کی عشا کے وقت کہ ہفتہ داخل ہو گیا تھا یوسف نے انھیں ایک قبر میں دفن کر دیا۔

آخر انجیل لوقا میں مسیح کی سولی کے ذکر کے بعد ہے کہ یوسف الراماوی اول شب میں آئے اور انھوں نے اس میں رغبت ظاہر کی پھر بلاطش نے ان کے اتارنے کو منظور کر لیا اور یوسف نے انھیں (تختۂ دار سے) اتارا اور ایک نئی قبر میں دفن کر دیا۔

آخر انجیل یوحنا میں مسیح کی سولی کے ذکر کے بعد ہے کہ یوحنا الراماوی نے اس میں رغبت ظاہر کی اور انھیں اتارا اور ایک باغ کے اندر قبر میں دفن کر دیا۔

اس کے بعد متی نے کہا ہے کہ عشار کے وقت ہفتے کی رات کو جس کی صبح کو اتوار تھا مریم المجد لانیہ اور ایک دوسری مریم قبر کے معائنے کو آئیں تو اس مقام میں ان دونوں عورتوں کے ساتھ

سخت زلزلہ آیا۔ پھر بادشاہ آقا آسمان سے اترے اور سامنے آئے اور انھوں نے قبر کا پتھر اٹھایا اور اس پر بیٹھ گئے۔ اُن کا منظر برق کا منظر تھا اور اُن کے کپڑے برف سے بھی زیادہ سفید تھے۔ پہرہ دار اُن کے خوف سے چیخ اٹھے اور شل مردوں کے ہوگئے۔ بادشاہ نے ان دونوں عورتوں سے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں سولی دیئے ہوئے یسوع کو چاہتی ہو۔ وہ یہاں نہیں ہے اس لیے کہ وہ زندہ ہے۔ اور وہ تم سے پہلے جلجال پہنچ جائے گا جیسا کہ اس نے کہا ہے۔ لہٰذا تم دونوں اس مقام کی طرف نظر ڈالو جس میں آقا کروٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اور اس کے شاگردوں کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ وہ زندہ ہے اور وہ ابھی تم سے پہلے جلجال پہنچے گا۔ اور اسی مقام میں تم لوگ اُسے دیکھو گے۔ یہ دونوں عورتیں بڑی خوشی خوشی تیزی کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ شاگردوں کے پاس آئیں اور انھیں واقعہ بتایا۔ یسوع نے ان دونوں عورتوں سے ملاقات کی اور کہا کہ "السلام علیکما" دونوں ٹھیر کے یسوع کے قدموں سے چمٹ گئیں اور انھیں سجدہ کیا۔ یسوع نے ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں نہ ڈرو۔ اور جاؤ اور میرے بھائیوں کو خبر کرو تاکہ وہ جلجال روانہ ہو جائیں۔ وہیں وہ مجھے دیکھیں گے۔

پھر کوئی پہرہ دار شہر میں آیا اور اس نے پیشوایان یہود کے سرداروں کو اس واقعے کی اطلاع دی جو ان لوگوں کو پیش آیا تھا۔ ان لوگوں نے سپاہیوں کو بہت سا مال رشوت میں دیا کہ پہرہ دار یہ کہیں کہ مسیح کے شاگرد رات کو اُن (پہرہ داروں) کے پاس آئے اور مسیح کو چرا کر لے گئے اور وہ (پہرہ دار) سو رہے تھے۔ پہرہ داروں نے یہی مشہور کیا۔ پھر اسی دن یہ خبر یہود میں پھیل گئی۔

گیارہ شاگرد جلجال یعنی اس پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے جو یسوع نے انھیں بتایا تھا۔ جب انھوں نے یسوع کو دیکھا تو عاجزی کے ساتھ

۴۵

اُن کے آگے جھک گئے۔ بعض نے میسوع میں شک کیا۔
مارقش نے کہا ہے کہ جب ہفتے کا دن گزر گیا تو مریم المجد لانیہ اور مریم والدۂ یعقوب وشلوما نے عطر خریدا کہ وہ آ سے لائیں اور مسیح کے لگائیں۔ اتوار کو بہت تڑکے وہ قبر کے پاس آئیں اور اس مقام پر پہنچ گئیں۔ آفتاب نکل چکا تھا اور وہ کہہ رہی تھیں کہ ہمارے لیے پتھر کو قبر سے کون ہٹا دے گا۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہیں کہ پتھر قبر سے ہٹ گیا ہے۔ وہ قبر میں داخل ہوئیں۔ دیکھا کہ داہنی جانب ایک جوان سفید چادر اوڑھے بیٹھا ہے۔ اس نے ان سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ کیونکہ یسوع ناصری جسے سولی دی گئی ہے وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے اور وہ یہاں نہیں ہے۔ لہٰذا تم جاؤ اور اس کے شاگردوں سے اور باطرہ سے کہو کہ وہ زندہ ہو گیا ہے اور تم سے پہلے جلجال پہنچ جائے گا۔ وہیں تم لوگ اُس سے ملو گے۔
وہ اتوار کو تڑکے اٹھ کھڑا ہوا اور مریم المجد لانیہ کو نظر آیا۔ وہ گئی اور اس نے ان لوگوں کو خبر دی جو یسوع کے ساتھ رہتے تھے۔ مگر ان لوگوں نے مریم کی تصدیق نہیں کی۔ اس کے بعد کسی اور حالت میں یسوع انھیں شاگردوں میں سے دو کو نظر آئے اور یہ دونوں کسی گاؤں کا سفر کر رہے تھے۔ ان دونوں نے بقیہ شاگردوں کو خبر دی۔ پھر بھی ان لوگوں نے تصدیق نہیں کی۔ آخر کار جس وقت یہ بارہ شاگرد تکیہ لگائے بیٹھے تھے کہ یکایک وہ ان سب کو نظر آئے اور انھوں نے ان لوگوں کو ان کے کفر اور ان کے دلوں کی سختی پر ڈانٹا۔
لوقا نے کہا ہے کہ جب اتوار کو صبح ہو گئی تو بہت تڑکے چند عورتیں قبر کے پاس آئیں جو عطر لیے تھیں۔ دیکھا کہ پتھر قبر سے ہٹا ہوا ہے۔ وہ اس میں داخل ہوئیں مگر انھوں نے اس میں آقا کو نہیں پایا تو انھیں حیرت ہوئی۔ دو آدمی جو سفید کپڑوں میں تھے اُن کے پاس آ کے کھڑے ہو گئے اور ان سے

کہا کہ زندے کو مردوں میں نہ ڈھونڈو۔ وہ اُٹھ چکا ہے۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ یہ واپس گئیں اور انھوں نے گیارہ شاگردوں کو اور اس کو جو اُن کے ساتھ تھا اطلاع دی۔ مگر ان لوگوں نے ان عورتوں کی تصدیق نہیں کی۔ باطرہ اُٹھ کر تیزی کے ساتھ قبر کی طرف گیا۔ خالی کفن دیکھا تو اسے تعجب ہوا۔ اور واپس ہو گیا۔

مسیح انھیں میں سے دو شخصوں کو نظر آئے جو قلعۂ اماؤس جا رہے تھے کہ اور شلیم سے ساڑھے سات میل ہے۔ ان دونوں نے مسیح کو نہیں پہچانا یہاں تک کہ وہ اُٹھ گئے اور غائب ہو گئے۔ یہ دونوں اسی وقت اور شلیم واپس آئے اور گیارہ شاگردوں کو اپنے احباب کے ساتھ اکٹھا پایا۔ دونوں نے اُن کو اس واقعے کی خبر دی۔

یہ لوگ اس واقعے میں غور کر رہے تھے کہ یسوع ان کے درمیان کھڑے ہو گئے اور کہا کہ السلام علیکم۔ میں وہی ہوں۔ لہٰذا نہ ڈرو اور نہ گھبراؤ۔ ان لوگوں نے انھیں شیطان سمجھا تھا۔ مسیح نے اُن سے کہا کہ تم کیوں ڈر گئے۔ میرے قدموں اور ہاتھوں کو دیکھو میں وہی ہوں۔ کیونکہ شیطان کے تو نہ گوشت ہوتا ہے نہ ہڈیاں۔ اس کے بعد کہا کہ کیا تمھارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ وہ لوگ بھونی ہوئی مچھلی کا ایک ٹکڑا اور شہد کا شربت لائے۔ اُنھوں نے کھایا اور بقیہ ان کی طرف چھوڑ دیا۔ پھر اُنھیں نصیحت کی اور ان کے پاس سے اُٹھ گئے۔ ۴۴

یوحنا نے کہا ہے کہ اتوار کے روز صبح کو کہ تاریکیاں ابھی دور نہ ہوئی تھیں مریم قبر کے پاس آئی۔ دیکھا کہ پتھر قبر سے ہٹا ہوا ہے۔ وہ شمعون باطرہ اور دوسرے شاگرد یعنی خود اسی یوحنا کے پاس واپس آئی اور ان دونوں سے کہا کہ میرے آقا قبر سے نکال لیے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ لوگوں نے انھیں کہاں رکھا ہے۔ باطرہ اور دوسرے شاگرد قبر تک گئے اور انھوں نے کفن رکھا ہوا پایا۔ پھر یہ دونوں واپس گئے۔

مریم قبر کے پاس کھڑی ہو کے رونے لگی۔ اس نے دو فرشتوں کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں۔ پھر انھوں نے اس سے کہا کہ تم کسے چاہتی ہو۔ یہ اُسے باغ والا سمجھی اس سے کہا کہ اے میرے سردار اگر تم نے مسیح کو لے لیا ہے تو مجھے بتادو کہ انھیں کہاں رکھا ہے۔ اس نے کہا کہ اے مریم۔ مریم متوجہ ہوئی اور کہا کہ اے میرے استاد۔ اس سے مسیح نے کہا کہ مجھے نہ چھونا۔ میں ابھی تک اپنے باپ کے پاس نہیں چڑھا۔ تو میرے بھائیوں کے پاس جا اور ان سے کہنا میں اپنے اور تمھارے باپ کے پاس جو میرا اور تمھارا خدا ہے چڑھنے والا ہوں۔ مریم نے کہا کہ میں نے ان لوگوں کو خبر کر دی۔

جس وقت سب شاگرد جمع تھے یسوع نمودار ہوئے۔ سب کے بیچ میں کھڑے ہو گئے اور کہا کہ السلام علیکم۔ سامنے اپنے ہاتھ اور پہلو کو پھیلا دیا۔

اس کے بعد (یوحنانے) بیان کیا ہے کہ طوما جو بارہ شاگردوں میں سے ایک تھا اس ظہور میں ان لوگوں میں موجود نہ تھا جب وہ آیا اور ان لوگوں نے اسے خبر دی تو اس نے کہا کہ اگر میں اُن کے ہاتھوں میں کیلوں (میخوں) کی پٹیاں نہ دیکھوں گا اور اُن کے پہلو میں میخوں کے مقام میں اپنی انگلی نہ داخل کروں گا میں ایمان نہ لاؤں گا۔

جب آٹھ دن گذر گئے یہ سب لوگ اکٹھا ہوئے۔ دروازے بند تھے کہ یسوع نمودار ہوئے اور ان کے بیچ میں کھڑے ہو گئے۔ طوما سے کہا کہ اپنی انگلی ڈال اور میری ہتھیلی دیکھ۔ اپنا ہاتھ لا اور اسے میرے پہلو میں داخل کر۔ کافر نہ ہو بلکہ مومن بن۔ طوما نے اُن سے عرض کیا کہ اے میرے آقا اور میرے خدا۔

اس کے بعد وہ بحیرۂ طبریہ میں شمعون باطرہ کو اور طوما و نثنائیل کو اور سبدی کے دو لڑکوں کو اور ان کے سوا دو شاگردوں کو نظر آئے۔ یہ سب لوگ کشتی میں سوار ہو کر دریا میں شکار کھیل رہے تھے۔

عجائب احوال

اس قصے پر اور اس میں جتنا جھوٹ اور خرابی ہے اس پر تعجب کرنا چاہیے۔ متی کہتا ہے کہ مریم اُس ہفتے کی شب کی عشاء کے وقت جس کی صبح کو اتوار تھا قبر کے پاس آئیں اور انھوں نے مسیح کو اٹھا ہوا پایا۔

مارقس کہتا ہے کہ مریم اتوار کو طلوع آفتاب کے بعد قبر کے پاس آئیں تو انھوں نے مسیح کو اٹھا ہوا پایا اب تک تاریکی چھٹی نہ تھی ان لوگوں کے یہ جھوٹ عورتوں کے قبر تک پہنچنے کے وقت میں ہیں۔

جو لوگ قبر تک آئے آیا وہ صرف ایک مریم تھی یا ایک مریم اور اُس کے ساتھ دوسری مریم بھی تھی۔ یا یہ دونوں تھیں اور ان کے ساتھ اور عورتیں بھی تھیں۔

متی کہتا ہے کہ مریم و مریم نے بادشاہ کو دیکھا جب وہ آسمان سے اُترے اور انھیں دونوں کے سامنے ایک سخت زلزلے سے پتھر اُٹھ گیا۔ پہرہ دار چیخ اُٹھے۔ فرشتے نے ان دونوں عورتوں سے کہا کہ تم نہ ڈرو۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔

مارقس کہتا ہے کہ ان عورتوں نے پتھر کو اکھڑا ہوا پایا۔ دو سفید پوش شخص ان کے پاس آ کے کھڑے ہو گئے۔ اور انھوں نے ان کو مسیح کا اٹھ کھڑا ہونا بتایا۔

یوحنا کہتا ہے کہ تنہا مریم آئی اور اس نے دیکھا کہ پتھر اکھڑا ہوا ہے۔ اُس نے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور وہ حیران ہو کے واپس آ گئی۔ اس نے شمعون اور یوحنا کو جو اس قصے کا حکایت کرنے والا ہے خبر دی یہ دونوں ساتھ ساتھ قبر تک گئے۔ مگر انھوں نے اس میں کسی کو نہ پایا تو واپس آ گئے۔ یہ عورت پلٹی تو اس نے خود مسیح کو کھڑا دیکھا۔ مسیح نے اسے سلام کیا اور اپنے اٹھنے کی خبر دی۔

یہ دوسرا جھوٹ ہے جو پتھر کے اکھڑنے کے وقت میں ہے۔

آیا قبر کے پاس ایک فرشتہ پایا گیا او دو یا اس میں قطعاً کوئی فرشتہ

۷/۱۴

پایا ہی نہیں گیا؟

متی کہتا ہے کہ دو عورتیں ان لوگوں کے پاس مسیح کی وصیت لائیں۔ ان لوگوں نے ان کی تصدیق کی۔ سب کے سب جلجال روانہ ہو گئے اور وہاں مسیح کے ساتھ جمع ہو گئے۔

مارقس کہتا ہے کہ مسیح مریم کو نظر آئے اور اس نے ان لوگوں کو خبر دی اور انھوں نے اس کی تصدیق نہیں کی۔ پھر دو آدمیوں کو نظر آئے اور ان دونوں نے بھی انھیں خبر دی مگر ان لوگوں نے ان دونوں کی بھی تصدیق نہیں کی۔ پھر مسیح ان سب کے پاس اترے۔

لوقا کہتا ہے کہ ان لوگوں نے عورتوں کی تصدیق نہیں کی۔ باطرہ قبر تک گیا اور اس نے وہاں کچھ نہ پایا اور نہ کسی کو دیکھا مسیح اورشلیم میں ان لوگوں میں اترے۔ اس وقت ان لوگوں نے انھیں دیکھا اور انھوں نے ان لوگوں کے ساتھ بھونی ہوئی مچھلی کھائی۔

یہ اس شخص کی صفت ہے جس کا مقصد ان لوگوں کے پاس جانے سے محض بھوک اور کھانے کی طلب ہو۔

یوحنا کہتا ہے کہ وہ بجز طوما کے دس شاگردوں کو نظر آئے اور طوما کو اور شاگردوں کو نظر آئے۔

اختلاف دلیل دروغ

ایک ہی مقام کے ایک ہی قصے میں اس قسم کا اختلاف بلاشک کذب ہے جو معصومین سے سرزد نہیں ہو سکتا۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ کذاب تھے۔ نہ اپنی تقریر میں صدق کی کوشش کرتے تھے نہ اپنی تحریر میں۔

اسی قصے میں مارقس نے مسیح کا قول بیان کیا ہے کہ انھوں نے اپنے شاگردوں کے کفر اور ان کی سنگدلی و قساوت قلب کی مذمت کی۔ جب مسیح خود اپنے اٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں کے کفر و قساوت قلب کی شہادت دیں تو ان لوگوں سے دین کا حاصل کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

یا یہ کیسے ممکن ہے کہ کافر و سنگدل کو خدا آسمانوں کی کنجیاں دیدے اور اُسے تحلیل و تحریم کے مرتبے پر فائز کردے۔ لہٰذا یہ تمام امور اس امر کی برہان واضح ہیں کہ اناجیل ایسی کتابیں ہیں جو کذابین و کفار کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اسی قصے میں ہے کہ مریم اور تمام شاگرد مسیح کے بعد حفاظت سبت (احترام یوم شنبہ) اور اس کی تعظیم اور اس میں کام نہ کرنے کی پابندی کرتے تھے۔

اسی طرح ایک دوسری خرابی ہے کہ ان کے پاس عطر بیچا جاتا ہے جب اتوار آتا ہے۔ یقیناً ثابت ہو گیا کہ یہ بدنصیب دین مسیح پر نہیں ہیں اور نہ اس دین پر ہیں جس پر مسیح کے شاگرد گزر گئے۔ بلکہ ایک دوسرے دین پر ہیں۔ لہٰذا ان کی بربادی و دوری ہو۔ اللہ رب العالمین کا بہت بہت شکر ہے کہ اس نے ہم اہل اسلام کو نعمت عظمیٰ دی ہے۔

مسیح کی بیزاری دولتمندوں سے

انجیل مارقش کے دسویں باب میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا صاحب ثروت کے اللہ کی سلطنت میں داخل ہونے سے آسان ہے۔

مسیحی پھر بھی دولتمند ہیں

یہ قطعاً ان کا کلام ہے کہ کوئی غنی کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ حالانکہ ان کے متبعین میں بکثرت امرا ہیں۔ میں نے ہر وقت ہر کنیسہ اور ہر دیر اور ہر شہر میں اساقفہ و قسیسین و رہبان سے زیادہ حریص کبھی کوئی قوم نہیں دیکھی۔ کہ یہ لوگ مال کے جمع کرنے اور دولت کے ذخیرہ کرنے اور اس میں بخل کرنے میں بغیر اس کے کہ یہ خود اس سے کوئی نفع اٹھائیں یا دوسروں کو فائدہ پہنچائیں سب سے زیادہ حریص ہیں۔ لہٰذا بموجب ان کے خدا کے کلام کے یہ لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے تاوقتیکہ اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ داخل ہو۔

واللہ یہ حق ہے اور میں بھی تم لوگوں کے خلاف گواہ ہوں۔

جھوٹا وعدہ

انجیل مارقش کے دسویں باب میں ہے کہ باطرہ نے یسوع مسیح سے کہا کہ دیکھیئے ہم لوگوں نے تو سب کو چھوڑ دیا اور آپ کے ساتھ ہو گئے۔ یسوع نے جواب دیا کہ میں امین ہوں۔ تم سے کہتا ہوں کہ جس شخص نے گھر یا بھائی بہنیں یا والد و والدہ یا بیوی یا اولاد یا کھیتیاں میری وجہ سے چھوڑیں تو اسے اب اسی زمانے میں سنو گونہ زاید مکانات بھائی بہنیں ماں اولاد اور کھیتیاں مع ضروری اشیاء کے دیجائے گی اور عالم آیندہ میں حیات جاودانی ملے گی۔

پورا ہو سکتا ہی نہیں

یہ وعدہ جس کی ذمہ داری کی گئی ہے جھوٹا ہے جس کا پورا کرنا غیر ممکن ہے۔ یہی کافی ہے کہ یہ لوگ اس کو اس موقع پر لاتے ہیں کہ جو مسیح کے دین پر ہو گا اولاد بھائی بہن مائیں اُسے عوض میں دیا جائے گا۔ مسیح کے وعدے میں حیلہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو مسیح پر ایمان لائے اور اپنا مال ترک کرے اُسے اُس کھیت کے عوض میں جو وہ ترک کرے اُسی کے مثل سو کھیت ملیں گے گھر کے بدلے سو گزاب اسی وقت اور اسی دنیا میں فوراً۔ جو اس مال کے علاوہ ہوں گے جو آخرت میں ہے۔ یہ جیسا کچھ ہے۔ تم بھی دیکھتے ہو۔

صالح اللہ ہے۔ مسیح جیروا ہے صالح ہیں

انجیل مارقش کے دسویں باب میں ہے کہ ایک شخص نے مسیح سے کہا کہ اے معلم صالح! مسیح نے اس سے کہا کہ تو مجھے صالح کیوں کہتا ہے۔ صالح تو صرف اللہ ہے۔ اور انجیل یوحنا کے نویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ میں صالح چرواہا ہوں۔

ایک مرتبہ تو وہ اپنے صالح ہونے کا انکار کرتے ہیں اور

کہتے ہیں کہ : اللہ کے سوا کوئی صالح نہیں۔ اور ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ وہ صالح ہیں۔ حالانکہ یہ سب اُن پر جھوٹ باندھا گیا ہے جو انھیں کمینوں کا بنایا ہوا ہے۔ انجیل مارقش کے آخر میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ ساری دنیا کے پاس جاؤ اور تمام مخلوق کو انجیل کی خوشخبری سناؤ۔ جو ایمان لائے گا اور اعتماد کرے گا وہ سلامت رہے گا اور جو ایمان نہ لائے گا اُس پر عذاب کیا جائے گا۔ یہ نشانیاں اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گی جو مجھ پر ایمان لائیں گے اور یہی اُن کی علامت ہوگی۔ وہ میرے نام سے جن کو بھگا دیں گے اور لغات جدیدہ میں کلام کریں گے۔ اژدہوں کو اُکھاڑ دیں گے۔ اگر وہ کوئی ہلاک کرنیوالی (زہریلی) چیز پی لیں گے تو انھیں ضرر نہ کرے گی۔ مریضوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیں گے تو وہ تندرست ہو جائیں گے۔

مسیح کی انجیل اور تھی

اس فصل میں دو تعجب خیز کذب ہیں، جن میں سے ایک تو اُن کا یہ کہنا ہے کہ "انجیل کی خوشخبری سناؤ" یہ اس انجیل پر دلالت کرتا ہے جو مسیح اُن کے پاس لائے تھے اور اب وہ اُن کے پاس نہیں ہے۔ اُن کے پاس جو چار اناجیل ہیں وہ اس سے جداگانہ ہیں جو چار مشہور شخصوں کی تالیف ہیں جن میں سے ہر انجیل مسیح علیہ السلام کے اُٹھنے کے سالہا سال بعد اور زمانۂ طویل کے بعد تالیف کی گئی۔ لہٰذا ثابت ہو گیا وہ انجیل جس کے متعلق مسیح نے خبر دی کہ وہ اُسے اُن کے پاس لائے اور انھیں اس کی دعوت دینے کا حکم دیا وہ ان کے پاس سے جا چکی۔ اس لیے کہ وہ لوگ اُسے قطعاً پہچانتے تک نہیں۔ اور یہ بغیر اس کے ہو نہیں سکتا۔

غیر ممکن وعدے

یہ کہنا کہ مسیح نے وعدہ کیا کہ جو لوگ شاگردوں کی دعوت پر ایمان لائیں گے تو وہ ایسی لغات (زبانوں) میں بات کریں گے جنھیں وہ جانتے نہ ہوں گے۔ آسیب زدہ لوگوں سے جنون کو دور کر دیں گے۔ مریضوں پر ہاتھ رکھ دیں گے تو وہ

اچھے ہو جائیں گے۔ اژدہوں کو اکھاڑ دیں گے اور زہریلی اور مہلک چیز پئیں گے تو وہ انھیں ضرر نہ پہنچائے گی۔

یہ ایسا وعدہ ہے جس کا کذب علانیہ ظاہر ہے۔

ان میں سے ایک بھی ایسی زبان میں کلام نہیں کرتا جس کو وہ نہ جانتا ہو۔

نہ ان میں سے کوئی شخص جن کو دور کرتا ہے۔

نہ کوئی بھی مریض پر ہاتھ رکھ کر اسے اچھا کرتا ہے۔

نہ ان میں سے کوئی اژدہے کو اکھاڑتا ہے۔

نہ ان میں سے کوئی زہر پیتا ہے کہ وہ اسے ایذا نہ پہنچائے۔ حالانکہ وہ سب اس کا اقرار کرتے ہیں کہ یوحنا مؤلف انجیل زہر ہی سے قتل کیا گیا۔

اللہ اس سے بری ہے کہ کوئی نبی ناکام جھوٹے وعدے لائے۔ چہ جائیکہ جو خدا ہو۔ تمھیں جاننا چاہیئے کہ جن کمینوں نے یہ اناجیل لکھیں اُنھیں مسیح کی طرف کذب کا منسوب کرنا سب سے آسان تھا۔

خدا کے داہنے پہلو

اس فصل کے بعد اور اسی سے متصل ہے کہ جب رب نے اس کو بیان کیا تو آسمان پر اٹھا لیے گئے اور اللہ کی داہنی طرف بیٹھ گئے یہ احمقانہ شرک ہے۔ رب کی روح قبض کر لی جائے۔ یہ بلا شک تعجب خیز ہے۔ رب اللہ کی داہنی طرف بیٹھے۔ یہ دو رب اور دو خدا ہوئے کہ ایک بزرگ ہے دوسرے سے۔ اس لیے کہ بلا شک جس کو داہنی طرف بٹھایا گیا ہے وہ ارفع واعلیٰ ہے اُس سے جس نے داہنی طرف بٹھایا ہے۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

انجیل کی تصنیف کا ثبوت

انجیل لوقا کے شروع میں ہے کہ "ہم سے پہلے ایک جماعت نے ان اشیا کا حال بیان کرنے کا ارادہ کیا جو ہم میں کامل ہیں۔ مثل اس گروہ کے جس نے ہمیں اس کی راہ بتائی۔ یہ ایسے لوگ تھے کہ

حالات کا معائنہ کیا۔ وہ حاملین حدیث تھے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے شروع ہی سے خوبی کے ساتھ انھیں کے نقش قدم پر چلوں۔ اے کریم تیرے لیے اُسے لکھوں کہ تو اُس کلام کے حق کو سمجھے جسے تو جانے اور جس پر تو خبردار ہو اور تو اس کا ماہر ہو"

اس بیان سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ انجیلیں اصل میں انسانی تالیف ہیں۔ جناب الٰہی سے نازل نہیں ہوئی ہیں۔ جیسا کہ تم نص کلام لوقا میں دیکھتے ہو۔

مشکوک سلسلۂ نسب

اول انجیل لوقا میں، جو اخبار مسیح میں اسی کی تالیف کی ہوئی تاریخ ہے، لوقا نے کہا ہے کہ ہیرودس والی ملک یہود کے بعد ایک کاہن ہوا ہے جس کا نام زکریا تھا جو دولت ابجا کا تھا اور اس کی بیوی بنات ہارون میں سے تھی جس کا نام الیشابات تھا۔

اس کے بعد ایک کلام ذکر کیا ہے جس میں جبرئیل ملک علیہ السلام کا مریم علیہا السلام والدۂ مسیح علیہ السلام کے پاس آنا بیان کیا ہے۔ جبرئیل نے بہت سی باتوں میں مریم سے کہا کہ الیشابات جو آپ کی رشتہ دار ہے باوجود عمر میں بڑی ہونے اور بانجھ ہو جانے کے حاملہ ہو گئی۔

اس نے بیان کیا کہ الیشابات ہارونیہ ہے اور مریم کی رشتہ دار ہے۔ اس بنا پر مریم بھی ہارونیہ ہوئیں۔ حالانکہ تمام نصاریٰ اور تمام اناجیل اس پر متفق ہیں کہ مسیح داؤد علیہ السلام کی نسل سے ہیں اناجیل کے بہت سے مقامات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے باپ داؤد کی سلطنت کا وارث بنائے گا۔ نابینا اور پیٹ کی بیماری والے اور مریض اور آسیب زدہ لوگ اور جن انھیں "یا ابن داؤد" کہا کرتے تھے۔ مسیح ان لوگوں کے سامنے اس کا انکار نہیں کرتے تھے۔ نصاریٰ و یہود اس امر میں بھی اختلاف نہیں کرتے کہ جن مسیح کا انتظار ہے وہ داؤد کی اولاد میں ہوں گے۔ حالانکہ مسیح نے ان تمام امور کے باوجود انجیل متی کے

تیرھویں باب میں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسیح نے اپنے اولاد داؤد میں ہونے سے انکار کیا ہے۔

یہ بدحواسی و تلون تا بکجا؟

ان تمام امور کے باوجود جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ہم تو یہی دیکھتے ہیں کہ نصاریٰ انھیں یوسف النجار داؤدی ہی کی اولاد میں منسوب کرتے ہیں جن کے متعلق وہ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مریم کے شوہر تھے۔ یہ بہت بڑی معیبت اور خرابی ہے جس کی کوئی وجہ بھی نہیں گھڑی جاسکتی کہ وہ مسیح کو ایسے شخص کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کے یہاں وہ پیدا نہیں ہوئے۔ اس کذب کا کمترین صلہ جو دنیا میں ہے وہ عار و شرم ہے۔ گمراہی کی فضیحت ہے۔ اور آخرت میں دوزخ ونعوذ باللہ من الخذلان۔ ۵۰

انجیل لوقا کے دوسرے باب میں ہے کہ جب مسیح کے والدین مسیح کو بیت المقدس میں لائے کہ ان کی طرف سے وہ قربانی ادا کریں جس کا ان دونوں کو حکم دیا گیا ہے۔ شمعون نے مسیح کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

اس کے بعد اسی باب میں ہے کہ ان کے والدین ہر سال ایام فصح (عید یہود) میں اورشلیم آیا جایا کرتے تھے۔ جب مسیح بارہ برس کے ہو گئے تو وہ والدین کی عادت کے مطابق یوم عید میں اورشلیم گئے۔ اس کے ختم ہونے پر واپس آکر یسوع اورشلیم میں رہ گئے۔ ان کے والدین اس کو نہ جانتے تھے۔ وہ یہ سمجھے کہ وہ راستے میں آرہے ہوں گے۔ دونوں دن بھر چلتے رہے عزیزوں اور بھائیوں کے یہاں یسوع کو ڈھونڈھتے رہے۔ جب انھیں نہ پایا تو ان کی تلاش میں اورشلیم واپس گئے۔ تیسرے روز انھوں نے یسوع کو بیت المقدس میں علماء کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا وہ ان کی باتیں سنتے تھے اور انھیں جواب دیتے تھے۔ ان کی بات کی اور جواب کی خوبی سے

ہر سننے والا اور دیکھنے والا تعجب کرتا تھا۔ یسوع سے اُن کی والدہ نے کہا کہ اے میرے پیارے فرزند تم ہمیں کیوں نہ لے گئے حالانکہ تمھارے والد اور اُن کے ساتھ میں بھی بہت رنج کے ساتھ تمھیں ڈھونڈھ رہے تھے۔ پھر یسوع نے انھیں جواب دیا کہ تم دونوں نے مجھے کیوں تلاش کیا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ مجھے اپنے باپ کے حکم کی پابندی ضروری ہے۔ یہ دونوں اُن کے جواب کو نہ سمجھے۔ یسوع اپنے والدین کے ساتھ ناصرہ چلے گئے اور دونوں کی اطاعت کرتے رہے۔

والد مسیح

یوحنا جوان کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام سے بھی بزرگتر ہے کس طرح جا بجا کہتا ہے کہ یوسف النجار والد مسیح تھے اور اس کو اس طرح دہراتا رہتا ہے کہ گویا یہ ایک طے شدہ بات ہے۔

یا مریم اپنے بیٹے سے کس طرح کہتی ہیں کہ تمھیں تمھارے باپ نے تلاش کیا۔ اور بزعم نصاریٰ مسیح کے باپ سے وہ اپنا شوہر مراد لیتی ہیں۔ یوسف اُن کے باپ کس طرح ہو سکتے ہیں حالانکہ اُن کا تو کوئی باپ ہی نہ تھا۔ سوتیلے باپ پر اس قسم کا اطلاق (یعنی اُس کو باپ کہنا) محض اس شخص کے بارے میں کیا جاتا ہے جس کا باپ معلوم ہو۔ اُس کے سوتیلے باپ یعنی کفیل کو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا باپ ہے۔ اس لیے کہ اس میں کوئی اشکال نہیں (نہ نسب کا نہ میراث کا) لیکن وہ شخص کہ بنی آدم میں جس کا کوئی بھی باپ نہ ہو اُس کے بارے میں اُس کی ماں کے شوہر پر اُبوّت (پدری) کا اطلاق کرنا اشکال۔ تلبیس (دغا و فریب) اور نصیحت تک رہبری کرنا ہے۔

یا اُن کے دعوے کے مطابق "خدا ان سب کے منہ توڑے" مریم کنواری کیسے رہ سکتی ہیں باوجودیکہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ تیرہ سال سے زاید رہیں جس طرح ایک مرد اپنی عورت کے ساتھ رہتا ہے۔ دونوں ایک دروازہ اپنے اوپر بند کر لیتے ہیں۔

یا اس کے باوجود ان لوگوں کے نزدیک یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ بغیر مرد کے پیدا کیے گئے؟ کہاں یہ گھڑا ہوا جھوٹ اور کہاں وہ شفاف نور جو اللہ تعالیٰ کا اپنی بولنے والی وحی میں سچا قول ہے جو اس نے اپنے رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے کہ باطل نہ تو اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے فرماتا ہے۔

واذکر فی الکتاب مریم۔ اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا۔ فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا۔ قالت انی اعوذ بالرحمٰن منك ان کنت تقیا۔ قال انما انا رسول ربك لاھب لك غلٰما زکیا۔ قالت انی یکون لی غلٰم ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔ قال کذٰلك۔ قال ربك ھو علی ھین۔ ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا۔ وکان امرا مقضیا۔ فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا۔ فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ۔ قالت یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔ فنادٰھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربك تحتك سریا۔ وھزی الیك بجذع النخلۃ تسٰقط علیك رطبا جنیا۔ فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا۔ فاتت بہ قومھا تحملہ۔ قالوا یٰمریم لقد جئت شیئا فریا یاخت ھارون ماکان ابوك امرا سوء وما کانت امك بغیا۔ فاشارت الیہ۔ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا۔ قال انی عبد اللہ۔ اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیا۔ وجعلنی مبارکا این ماکنت۔ واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا۔ وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا۔ والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا۔ ذٰلك عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون۔ ماکان للہ ان یتخذ من ولد سبحانہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون۔ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم۔ (سورۂ مریم پارہ ۱۶)

اس کتاب میں ذرا مریم کو بھی یاد کیجئے۔ جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے

الگ ایک شرقی مکان میں گئیں۔ اور (غسل کے لیے) انھوں نے ان لوگوں کی آڑ کے لیے پردہ ڈال لیا۔ پھر ہم نے اُن کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا۔ اور اُن کے سامنے بالکل آدمی بنکر ظاہر ہوا۔ وہ کہنے لگیں کہ اگر تجھے خدا کا خوف ہے تو میں تجھ سے رحمت والے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ میں تو تمھارے پروردگار کا فرستادہ ہوں۔ تاکہ تم کو ایک پاک لڑکا عطا کروں۔ وہ کہنے لگیں کہ میرے یہاں لڑکا کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ مجھے تو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ ایسا ہی ہوتا ہے (مگر) تمھارا رب کہتا ہے کہ وہ مجھے آسان ہے۔ تاکہ ہم اسے اپنی قدرت کی نشانی اور لوگوں کے لیے باعث رحمت بنائیں۔ اور یہ طے شدہ امر ہے۔ پھر انھیں لڑکے کا حمل رہ گیا۔ اور وہ اسے لیے ہوئے کسی دور مقام پر چلی گئیں۔ پھر دردِ زہ کی تکلیف اُنھیں ایک کھجور کے تنے تک لائی۔ وہ کہنے لگیں کہ اے کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور بالکل فراموش ہوجاتی۔ پھر فرشتے نے اُن کے پائینتی سے اُنھیں آواز دی کہ غم نہ کرو۔ تمھارے رب نے تمھارے پائینتی نہر جاری کردی ہے۔ اور تم کھجور کے اس (سوکھے ہوئے بے برگ و بار) تنے کو اپنی طرف جھکاؤ تو یہ تم پر تازہ تازہ کھجوریں گرائے گا۔ پھر تم کھانا پینا اور (فرزند سے) اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنا۔ پھر اگر تمھیں کوئی آدمی نظر آئے تو کہنا کہ میں نے رحمت والے کے لیے نذر کا روزہ رکھا ہے لہذا آج میں ہرگز کسی بشر سے نہ بولوں گی۔ پھر وہ بچے کو لیے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ تو اُن لوگوں نے کہا کہ اے مریم تم نے عجیب بات کی۔ اے ہارون کی بہن۔ نہ تو تمھارے باپ کوئی برے آدمی تھے اور نہ تمھاری ماں بدکار تھیں۔ پھر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا (کہ واقعہ اس سے پوچھو) تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم اس سے کیسے بات کریں جو ابھی گہوارے میں بچہ ہے۔ بچے نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور

مجھے نبی بنایا ہے۔ اور میں جہاں کہیں ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے۔ اور مجھے تازیست نماز و زکوٰۃ کی نصیحت فرمائی ہے۔ اور مجھے اپنی ماں کا فرمانبردار بنایا ہے اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا ہے اور مجھ پر یوم ولادت سے ہی سلام ہے اور اس دن بھی جس دن مروں گا اور اُس دن بھی جس روز زندہ اٹھایا جاوں گا۔ یہ ہیں عیسیٰ ابن مریم۔ اسی سچی بات میں یہ لوگ شک کرتے ہیں (کہ کوئی تو انھیں معاذ اللہ خدا کا بیٹا بناتا ہے اور کوئی یوسف نجار کا)۔ اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے۔ جب وہ کسی کام کو طے کرتا ہے تو تو اس سے کہتا ہے کہ "ہو جا" اور وہ ہو جاتا ہے۔ بیشک اللہ ہی میرا اور تمھارا پروردگار ہے۔ بس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔)

امر حق ۵۱

یہی وہ واضح حق ہے جس کا ہر جزو دوسرے جزو کی تصدیق کرتا ہے نہ کہ وہ کذب کہ جس کا ہر جزو تناقض ہے۔ اور یہی وہ امر ہے جس کے سوا کچھ اور ممکن نہیں۔ اگر مریم کے شوہر ہوتے تو کوئی بھی اُن کے یہاں ولادت پر اعتراض نہ کرتا۔

اگر مسیح کے گہوارے کے اندر کلام کرنے پر برہان قائم نہ ہو تو نہ ہمارے نزدیک اور نہ کسی اور کے نزدیک یہ ممکن ہوتا کہ بغیر اس کے بچہ اُن کے حمل میں آجاتا۔ بلاشک یہ ایک جھوٹا دعویٰ ہوتا جس کی تصدیق کسی کو بھی جائز نہ ہوتی۔

خاصکر ان لوگوں کے اس دعوے کے ساتھ کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ تیرہ سال سے زائد ایک ہی گھر میں رہیں اور ان کی ولادت کے وقت والدین نے قربانی کی جیسا کہ بحکم توریت یہودی والدین اپنے بیٹوں کی طرف سے قربانی کرتے ہیں۔

خصوصاً اس حالت میں کہ خود ان کی والدہ اُن سے کہتی ہیں کہ "یہ تمھارے باپ ہیں"۔ اور "تمھارے باپ نے یہ کیا"

اس سے بھی زیادہ مصیبتناک ان لوگوں کا یہ اقرار ہے کہ مسیح کے چار بھائی تھے، شمعون۔ یہوذا۔ یوسف۔ یعقوب۔ اور بہنیں تھیں۔ نجار کی سوائے مریم کے کوئی اور بیوی بھی نہیں بتاتے کہ نجار کی یہ اولاد اسی سے ہوتی۔ یہ تو ہمیشہ کی جگ ہنسائی اور کمر توڑنے والی بات ہے۔ کہنے والوں کی زبان کو آزادی دینا ہے جو یہ کہیں کہ مریم کے یہاں مسیح شوہر سے پیدا ہوئے۔ یا (خدانخواستہ) زناکاری سے۔ معاذ اللہ۔ اللہ اس سے بری ہے۔ یہ تمام امور اس کو ثابت کرتے ہیں کہ نصاریٰ کو ان کا مذہب تباہ کرنے کے لیے یہود کی طرف سے فریب دیا گیا ہے۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

بڑھئی کا بیٹا

انجیل لوقا کے باب چہارم میں ہے کہ عام لوگ مسیح کی نصیحت پر جو وہ لوگوں کو کرتے تھے اور مسیح کے قول پر تعجب کرتے تھے اور ان کی شہادت دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ کیا یہ یوسف النجار کا بیٹا نہیں ہے۔ (نجار بڑھئی کو کہتے ہیں) مسیح ان سے کہتے تھے کہ ہاں۔ ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ عنقریب میرے لیے کہو گے کہ اے طبیب تو اپنا آپ علاج کر۔ تو اپنے مقام میں وہی کر جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جو تو نے کفر ناحوم میں کیا ہے۔ میں امین ہوں تم سے کہتا ہوں کہ کوئی نبی اپنے مقام میں قبول نہیں کیا جاتا۔

برہان تثلیث جس سے تثلیث کا ابطال ہوتا ہے

اس فصل میں تین بہت بڑی باتیں ہیں۔

اول ان کا مسیح کو یہ کہنا کہ یہ یوسف کا بیٹا ہے اور مسیح کا فرمانا کہ ہاں۔ یہ اس امر کا صحیح مان لینا ہے کہ نجار کے بیٹے ہیں معاذ اللہ۔

دوم یہ مسیح کا اعتراف اور ان لوگوں سے اس امر پر اتفاق کہ وہ جماعت کے سامنے کوئی معجزہ نہیں لائے۔ اور صرف یہی بیان کیا کہ وہ بیابان میں معجزات لائے۔

سوم اور یہی حق بھی ہے مسیح کا ان لوگوں سے یہ کہنا کہ وہ نبی ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جو ان لوگوں کی تبدیل و تحریف سے بچ گیا۔ اور اللہ عزوجل نے اُن پر حجت کے لیے باقی رکھا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

جس کے لیے معافی ہے اور جس کے لیے نہیں ہے

انجیل لوقا کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ جو انسان کے بیٹے کے بارے میں کچھ کہے گا اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اور جو روح القدس کو گالی دے گا اُسے نہیں بخشا جائے گا۔

انسانیت کی بحث

ان لوگوں کے قول کا کافی ابطال ہے اس لیے کہ ان لوگوں کے نزدیک ”انسان کا بیٹا“ خود روح القدس ہے۔ اس مقام پر کلام مسیح کی نص اسے واضح کرتی ہے کہ انسان کا بیٹا اور روح القدس دو جداگانہ شخص ہیں جن میں سے ایک کا گالی دینے والا بخشا جائے گا اور دوسرے کا گالی دینے والا نہیں بخشا جائے گا۔ یہ بیان ہر اشکال کا اٹھانیوالا ہے کیونکہ اگر مسیح ابن الانسان ہیں تو وہ روح القدس ہرگز نہیں جیسا کہ کلام مسیح کی تصریح ہے۔ اور اگر وہ روح القدس ہیں تو اسی طرح وہ ابن الانسان نہیں۔ اگر ابن الانسان ہی روح القدس ہو تو پھر مسیح جھوٹے ہوئے۔ کیونکہ انھوں نے دونوں میں فرق کیا ہے۔ اور دونوں میں سے ایک کو ایسا بنایا ہے کہ اس کا گالی دینے والا بخشا جائے گا اور دوسرے کو ایسا کہ اس کا گالی دینے والا نہیں بخشا جائے گا اس مذہب کے باطل سمجھنے کے لیے اسی میں کفایت ہے۔

۵۲

دعائے مغفرت

انجیل لوقا کے بیسویں باب میں ہے کہ لوگ جب اس مقام تک پہنچ گئے جس کا نام اجمرہ ہے تو وہیں انھوں نے مسیح کو سولی دی۔ اُن کے ساتھ داہنے

اور بائیں دونوں خیانت کرنے والے چوروں کو بھی سولی دی۔ یسوع نے کہا کہ اے باپ ان کی مغفرت کر کیونکہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اس سے ناواقف ہیں اور اپنے فعل کو جانتے نہیں ہیں۔

اس فصل میں نصاریٰ پر دو بہت بڑی خرابیاں ہیں جو ان کے دین کے گندے ہونے اور ان کے مذہب کے علانیہ فساد کے واضح ہونے میں کافی ہیں۔

اوّل۔ ہم اُن سے سوال کرتے ہیں کہ مسیح تمھارے نزدیک خدا ہیں یا نہیں۔ اُن کے ہاں کہنے پر اُن سے کہا جائے گا کہ پھر مسیح نے کس سے دعا مانگی اور کس کے آگے اپنی طلب پیش کی۔

اگر انھوں نے کسی دوسرے سے دعا کی تو وہ خدا ہو کے دوسرے خدا کو پکارتے ہیں۔ اور یہ شرک اور خداؤں کے درمیان تغایر ہے۔ اور یہ لوگ اس کے قائل نہیں ہیں۔

اگر اُنھوں نے خود اپنے ہی سے دعا کی تو یہ ایک جنونی حرکت ہے۔ اُن کی شان تو یہی تھی کہ وہ کہدیتے کہ میں نے تمھاری مغفرت کر دی۔ حالانکہ یہ لوگ اناجیل میں تصریح کرتے ہیں کہ مسیح جس کے گناہ چاہیں گے بخشدیں گے۔ پھر اُس وقت وہ اس صفت سے کہاں چلے گئے تھے جب اُنھوں نے ایک دوسرے خدا سے دعا کی۔

دوم یہ کہ اُن سے کہا جائے کہ آیا مسیح کی یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں۔ اگر وہ کہیں کہ اُن کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ تو ہم کہیں گے کہ پھر اس سے زیادہ رسوائی کیا ہوگی کہ ایک خدا دعا کرے اور وہ قبول نہ ہو۔ اور نہ کوئی اس سے زیادہ نحوست ہوگی۔ اور اس بنا پر ربوبیت و الوہیت میں سے اُن کے ہاتھ میں سوائے اس کے کچھ نہیں جس طرح کھیت کی مینڈوں میں بھاگنے والے بیل کی دم۔ جیسا کہ تمام مخلوق ہیں کہ وہ دعا کرتے ہیں جو کبھی قبول ہوتی ہے اور کبھی قبول نہیں ہوتی۔

اگر وہ کہیں کہ اُن کی دعا قبول ہوگئی۔ تو ہم اُن سے کہیں گے کہ

تمھیں جاننا چاہیے کہ تم نے اور تمھارے تمام بزرگوں نے جو مسیح کے سولی دینے والے یہود کو قید کیا تو ان پر بڑا ظلم کیا۔ وہ اس قوم کا قید کرنا کیسے حلال سمجھتے تھے جسے اُن کے خدا نے معاف کر دیا تھا اور اپنے سولی دینے کی ملامت کو ان سے دور کر دیا تھا۔ کیا تم لوگوں کو عقل نہیں جس سے تم اپنے مذہب کی گمراہیوں میں سے اس گمراہی کو پہچانو کہ دنیا میں اس کی سی گمراہی پر کوئی نہ ہوگا۔ بلکہ ہر گمراہی اس سے کم ہے۔

اگر کہا جائے کہ تم لوگ اس پر کیا اعتراض کرتے ہو حالانکہ تم خود کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو ایمان کی دعوت دی مگر انھوں نے قبول نہ کی۔ تو ہم کہیں گے کہ ہاں وہ نافرمان و گناہگار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ایمان کا ارادہ نہیں کیا۔ انھیں اس نے محض اختیاری حکم دیا۔ مگر تم تو ہمیں بتاؤ کہ وہ کون تھا جسے ان لوگوں کے لیے دعوت دی گئی تھی کہ وہ ان لوگوں کو بخش دے۔ پھر ہم اُسے قبول کریں یا اس کی نافرمانی کریں۔ اس اعتراض سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔

جاہل جو نبی کی بات سمجھنے سے عاجز ہیں

انجیل لوقا کے آخر میں ہے کہ مسیح سولی دیے جانے کے بعد اپنے دو شاگردوں کو نظر آئے اور وہ دونوں مسیح کو نہیں پہچانتے تھے۔ مسیح نے اُن سے کہا کہ وہ کون سی چیز ہے جس میں تم دونوں غور کر رہے ہو اور کس کے لیے غمگین ہو۔ دونوں شاگردوں میں سے ایک نے جس کا نام کلوپاس تھا کہا کہ صرف تمھیں اورشلیم میں ایک مسافر ہو کیونکہ تم اس سے ناواقف ہو کہ اس زمانے میں وہاں کیا ہوا۔ مسیح نے پوچھا کیا ہوا۔ ان دونوں نے اُن سے مسیح ناصری کی خبر بیان کی جو نبی تھے اور اللہ کے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک اپنے افعال و اقوال میں باعزت تھے۔ قسیسین کے سرداروں کے اُن کے قتل پر اور سولی دینے پر متفق ہونے کی ساری کیفیت بیان کی۔ مسیح نے ان دونوں سے کہا کہ اے جاہلو اور اے نادان لوگو جن کے قلوب انبیاء کی گفتگو

سمجھنے سے عاجز ہیں، کیا یہ واجب نہ تھا کہ مسیحؑ اس سے ملتے اور اس کے بعد اپنی عظمت تک پہنچ جاتے۔

یہی اصحاب مسیح کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک اور انسانوں کے نزدیک نبی تھے اور مسیحؑ خود ان کے دعوے کے مطابق سنتے ہیں اور اس کا انکار نہیں کرتے۔ ان لوگوں نے مسیحؑ کے بارے میں اسی طرح کیوں نہ کہا (یعنی بجائے نبی کے خدا کیوں نہ کہا)۔ البتہ شیطان نے ان کے دلوں کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور ان کی زبانوں کو یہ کہنے سے لپیٹ دیا۔ زمانے بھر میں ایک ہی مرتبہ نہیں بلکہ یہ لوگ اس کی شدید تکذیب کرتے رہتے ہیں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

جناب باری بحالت دعا وزاری (!)

انجیل متی ولوقا و مارقش میں ہے کہ "مسیحؑ نے اپنی گرفتاری سے پہلے سجدہ کیا۔ دعا مانگی اور کہا کہ اے میرے باپ تیرے نزدیک ہر چیز ممکن ہے۔ بس مجھے اس (موت کے) پیالے سے معاف رکھ۔ لیکن میں تجھ سے اپنی مراد نہیں مانگتا بلکہ تیری مراد مانگتا ہوں۔" لوقا نے اپنی انجیل میں یہ اضافہ کیا ہے کہ "انھیں آقا کا فرشتہ نظر آیا جو انھیں تسلی دے رہا تھا۔ مسیحؑ نے اپنی دعا کو دراز کر دیا یہاں تک کہ اُن کے پسینہ بہنے لگا۔ اُس کے قطرے گرنے لگے جس طرح خون کے قطرے گرتے ہیں جب وہ زمین پر بہتا ہے۔" انجیل متی و مارقش میں ہے کہ وہ سولی کی حالت میں بڑی زور سے چلا رہے تھے کہ الہٰی۔ الہٰی تو نے مجھے کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ پھر اُن کا دم نکل گیا۔

بدحواسی کی باتیں

ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا خدا کی یہی صفت ہوتی ہے۔ کیا خدا فرشتے کا محتاج ہوتا ہے کہ وہ اُسے تسلی دے کیا خدا دعا کرتا ہے کہ اُس سے کاسۂ موت کو ہٹا دیا جائے۔ کیا حال کی سختی سے خدا کو پسینہ آتا ہے جب اسے موت کا یقین ہو جاتا ہے۔ کیا خدا کو خدا زندہ رکھتا ہے؟ کیا حماقت میں

اس سے بڑھ کر کوئی چیز ہوگی؟۔

اگر وہ ہم سے کہیں کہ یہ تمام امور طبیعت ناسوتیہ کی خبر ہیں۔ تو ہم ان سے کہیں گے کہ تم ان تمام امور میں یہ کہتے ہو کہ مسیح نے کیا۔ اور مسیح نے کہا۔ حالانکہ مسیح تمہارے نزدیک دو طبیعتیں ہیں۔ ناسوتیہ و لاہوتیہ تمہارے فرقہ یعقوبیہ کے نزدیک ایک ہی طبیعت ہے۔ تم سب یہ کہتے ہو کہ لاہوت ناسوت کے ساتھ متحد ہو گیا ہے۔ تو تم جھوٹ بولے اور تم نے یہ تمام امور لاہوت کی طرف منسوب کر دیے! تمہارے اس ملعون قاعدے کے مطابق حق یہ تھا کہ تم کہتے ہو کہ آدھے مسیح نے کیا اور آدھے مسیح نے کہا۔ بہر حال تم جھوٹ بولے اور ذلیل حرکت کی۔ صاحب عقل کے لیے یہی کافی ہے۔

کلمے پر کلام

انجیل یوحنا کے شروع میں ہے۔ جو کفر ہیں تمام انجیلوں سے بڑی تناقض ہیں سب سے شدید اور رعونت و شیخی میں سب پر بھاری ہے۔ اس میں سب سے پہلا جملہ یہ ہے کہ ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ اللہ کے پاس تھا اور اللہ کلمہ تھا کہ اسی کلمے سے تمام اشیاء پیدا کی گئیں۔ بغیر اس کلمے کے کوئی شے پیدا نہیں کی گئی۔ وہ ذات جس نے پیدا کیا وہی اس (کلمے) میں حیات ہے۔

انتہائے تناقض

کسی نے اس کلام سے زیادہ تناقض میں بڑھا ہوا اور اس سے زیادہ احمقانہ کلام کسی نے سنا ہوگا۔ بھلا کلمہ کیونکہ اللہ ہو سکتا ہے اور اللہ کے پاس ہو سکتا ہے کیونکہ اس وقت اللہ خود اپنے ہی پاس ہو گیا۔ پھر اس کا یہ کہنا کہ جس نے کلمے سے پیدا کیا وہی کلمے میں حیات ہے۔ تو اس بنا پر اللہ کی حیات مخلوق ہوئی۔ اور روح القدس بھی اس شخص کے کلام کی تصریح کے مطابق مخلوق ہے۔ اس لیے کہ ان سب کے نزدیک روح القدس ہی اللہ کی حیات ہے۔ حالانکہ یہ تمام نصاری کے قول کے

خلاف ہے۔ اس لیے کہ نص کلام یوحنا کے مطابق وہ حیات جو کلمے میں ہے مخلوق ہوئی اور نص کلام یوحنا کے مطابق اللہ ہی کلمہ ہے۔ اور یہ ملت نصاریٰ کا منہدم کرنا ہے۔

پھر اس سب سے زیادہ معیبتناک یہ امر ہے کہ جب حیات کلمہ مخلوق ہوئی اور کلمہ ہی اللہ ہوا تو اللہ ان اعراض کا حامل ہوا جو اس میں پیدا کی گئی ہیں۔ لہذا تعجب کرنا چاہیے پھر تعجب کرنا چاہیے۔ اس فصل کے بعد جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالےٰ بیان کریں گے کہ کلمہ بشر تھا۔ باوجود اس کے اس قول کے کہ کلمہ ہی اللہ ہے۔ تو اللہ بشر ہوا۔ جیسا کہ اس کمینے یوحنا کے کلام کی نص ہے۔ اس پر اللہ کی طرف سے متواتر لعنتیں ہوں۔

شاعری	اس کے بعد اس نے مسیح کا ذکر کیا ہے کہ وہ دنیا میں تھے۔ دنیا انھیں کی وجہ سے پیدا کی گئی۔ اور اہل دنیا نے انھیں کو نہیں پہچانا۔
آراستہ حماقت	یہ جھوٹ سے آراستہ کی ہوئی حماقت ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ دنیا میں ہو اور انھیں کی وجہ سے دنیا پیدا کی جائے۔ اگر وہ خدا تھے جیسا کہ یہ لوگ

۵۴

کہتے ہیں تو خود انھیں نے دنیا کو پیدا کیا۔ یہ ناممکن ہے کہ وہ ان کی وجہ سے پیدا کی جائے۔ اگر وہ ایسے ہی تھے کہ دنیا ان کی وجہ سے پیدا کی گئی اور خود انھوں نے اسے پیدا نہیں کیا تو نہ وہ خدا ہوئے نہ خالقِ دنیا محض آلات میں سے وہ ایک آلہ ہوئے جس سے دنیا پیدا کی گئی۔ معاذ اللہ۔ اللہ اس سے برتر ہے کہ وہ آلے کی مدد سے کچھ پیدا کرے۔ وہ اس طرح پیدا کرتا ہے جو اس نے اپنی اس وحی ناطق میں فرمایا ہے کہ اپنے رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجی ہے جس کے کلام میں تناقض نہیں اور جس کی اخبار میں تعارض نہیں کہ "انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون" (اس کا کام محض اس طرح ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ

ہو جاتی ہے)۔ اس کا یہ قول یہاں کہاں جمع ہو سکتا ہے کہ مسیح کے ذریعے سے دنیا پیدا کی گئی باوجود اس کے جو یہ لوگ مسیح کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کے دعوے کے مطابق کہ مسیح نے کہا کہ میں بھی پیدا کرتا ہوں اور میرا باپ بھی پیدا کرتا ہے۔ اگر میں ویسا نہ کروں جیسا میرا باپ کرتا ہے تو تم لوگ میری تصدیق نہ کرنا۔" معاذ اللہ بھلا نبی یہ حماقت کیوں کرنے لگا اور ایسا جھوٹ کیوں بولنے لگا۔ تب تو دو متغایر وجدا گانہ خدا ہو جائیں گے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا غیر ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک اسی طرح پیدا کرتا ہے جس طرح دوسرا۔ کبھی تو مسیح خدا بن کے پیدا کرتے ہیں اور کبھی آلہ بن جاتے ہیں جن کے ذریعے سے پیدا کیا جاتا ہے۔ خبردار۔ یہی کھلی ہوئی گمراہی اور شدید فساد ہے۔

خدا کی اولاد

اس کے بعد کہا ہے کہ ان میں سے (یعنی اہل دنیا میں سے) جو مسیح کو قبول کرے گا اور ان کے نام پر ایمان لائے گا تو وہ انھیں ایسی قدرت دیں گے کہ یہ سب اللہ کی اولاد بن جائیں گے۔ اور یہی ان پر ایمان لانے والے لوگ ہیں جو نہ تو خون سے پیدا ہوئے نہ گوشت کی خواہش سے اور نہ مرد کی باہ سے بلکہ یہ اللہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کلمہ ہی گوشت بن گیا۔ کلمہ ہی بشر ہو گیا۔ اس نے ہم میں سکونت اختیار کی۔ ہم نے اس کی عظمت ایسی ہی سمجھی جیسی عظمت اللہ کے لڑکے کی ہے۔

بت کریں آرزو خدائی کی

اس فصل میں تو وہ باتیں ہیں کہ اگر ان سے پہاڑ منہدم ہو جائیں تو تعجب خیز نہیں۔ ہم اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔ لوگو اس کمینے کے قول میں غور کرو کہ مسیح پر ایمان لانے والے اللہ کے لڑکے ہیں۔ تب تو تمام نصاریٰ اللہ کے لڑکے ہوئے۔

شان ہے تیری کبریائی کی

مسیح کو تمام مسیحیوں پر کونسی فوقیت رہی۔ وہ

اللہ کے بیٹے ہیں تو یہ لوگ بھی اللہ کے بیٹے ہیں۔ اس دین سے برگشتہ کرنیوالے اور اُن کمینوں سے تمسخر کرنے والے کے قول پر تعجب کرو جن کمینوں نے اسی کی طرح دین نصاریٰ کی تقلید کی ہے کہ مسیح پر ایمان لانے والے نہ خون سے پیدا ہوئے نہ گوشت کی خواہش سے اور نہ مرد کی باہ سے بلکہ یہ لوگ اللہ سے پیدا ہوئے۔ وغیرہ۔ وغیرہ پھر یوحنا زندہ سیدائی اور اُس کی زندہ عورت سے کیسے پیدا ہو گیا۔ یہ تو کھلم کھلا محض کذب و باطل کا اعلان ہے۔

اگر یہ لوگ کہیں کہ یہ مجاز ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ مجاز کا ہے ہیں۔ یہ تو خالص اور لچر جھوٹ اور حماقت ہے۔ بعینہ یہی بات تم لوگ مسیح کے متعلق کہتے ہو۔ پھر دونوں قولوں میں فرق کیا ہو گا۔ شاید یہ بھی مجاز ہو جیسا کہ وہ مجاز ہے۔ میں نے ان لوگوں سے زیادہ احمق کبھی نہیں دیکھا اور نہ ان کے رخساروں سے زیادہ بے شرم۔

اس قول پر تعجب کرو کہ کلمہ گوشت بن گیا اور ہم میں رہنے لگا۔ کلمہ گوشت کیونکر ہو جائے گا حالانکہ اس نے کہا ہے کہ کلمہ ہی اللہ ہے۔ تب تو اللہ گوشت اور خون ہو گیا اور ان ناپاکوں میں رہنے لگا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

انکار رویت الٰہی

اسی کے بعد کہا ہے کہ اللہ کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ اس کے متعلق اس کے بیٹے نے جو حال بیان کر دیا جو اپنے باپ کے آغوش میں ہے۔

۵۵ یہ ایک دوسری تعجب خیز بات ہے۔ ابھی اس نے کہا ہے کہ کلمہ ہی اللہ ہے اور کلمہ ہی گوشت بن گیا اور کلمہ ہی خون و گوشت بن گیا اور ان لوگوں میں اُس نے سکونت اختیار کر لی۔ تو ان کے قول کے مطابق اللہ عز وجل گوشت بن گیا اور ان میں سکونت اختیار کر لی۔ پھر کیسے اُسے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس کا یہ کہنا کہ سوائے اس کے کہ جو اُس کے اکلوتے بیٹے نے حال بیان کر دیا جو اپنے باپ کے آغوش میں ہے

اس سے لازم آیا کہ بیٹا باپ کے مغایر ہے۔ اس لیے کہ یہ تو محال و ناممکن ہے کہ اللہ خود ہی اپنے آغوش میں ہو۔ بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ ان کے نزدیک اُن کی اناجیل کی تصریحات کے مطابق بیٹا باپ کے مغایر ہے۔ حالانکہ وہ لوگ اس پر قائم نہیں رہتے۔ بلکہ کبھی باپ اور بیٹا ان کے نزدیک ایک ہوجاتے ہیں۔ تمام امور ان کی اناجیل میں منصوص ہیں۔ ان میں کا ہر واقعہ دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ بلاشک سب جھوٹ ہے۔ گمراہی سے خدا کی پناہ۔

یحییٰؑ کا اپنی نبوت سے انکار

انجیل یوحنا کے باب اول میں یحییٰ بن زکریاؑ کی شہادت کا ذکر کیا ہے کہ جب یہودنے اورشلیم سے اُن کے پاس کاہنوں اور لاوانیوں کو بھیجا اور اُن لوگوں نے اُن سے مناظرہ کیا تو یحییٰؑ نے اقرار کیا۔ انکار نہیں کیا۔ اور ان سے کہا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا الیاسؑ آپ کو دیکھتے ہیں اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کہ کیا آپ نبی ہیں اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔

جس پر نبوت کی انتہا تھی وہی نبی نہ رہا

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ باوجود اُس قول مسیحؑ کے جو انجیل متی و مارقش میں ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ ہر نبوت اور ہر کتاب کی انتہا یحییٰؑ پر ہے۔ ان کے بارے میں مسیحؑ کا قول ہے کہ وہ نبی سے بڑھ کر ہیں۔

کبھی تو وہ نبی ہوتے ہیں اور ہر نبوت اُن پر ختم ہوتی ہے۔
کبھی وہ نبی سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔
کبھی وہ خود اپنے متعلق کہتے ہیں کہ نبی نہیں ہیں۔

ان اقوال میں سے کسی ایک میں کذب ضرور ہے۔ معاذ اللہ نہ مسیح جھوٹ بول سکتے ہیں نہ یحییٰ علیہما السلام۔ واللہ دونوں کمینے متی پاجی اور یوحنا نفس پرست جھوٹے ہیں۔

خدائی بھیڑ کا بچہ

اس کے بعد اسی باب میں کہا ہے کہ ایک اور روز یحییٰ نے مسیح کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا کہ یہ اللہ کا خروف ہے (خروف۔ بھیڑ کے بچے کو کہتے ہیں)۔

کیا سے کیا ہو گئے

یہ ایک اور مصیبت ہے کہ جہاں وہ اللہ کا کلمہ اور اللہ کا بیٹا اور ایسے خدا تھے جو پیدا کرتا ہے وہیں وہ اللہ کا بھیڑ بچہ بن گئے۔ اللہ اس سے برتر ہے کہ اس کی طرف بھیڑ بچہ منسوب کیا جائے بجز خلق و ملک کی حیثیت کے۔ بھیڑ بچہ صرف اس شخص کی طرف منسوب ہوتا ہے جو اسے کھانے یا ذبح کرنے کے لیے لیتا ہے۔ یا اس کے لیے لیتا ہے جو اس کو بچھڑا بنانے کے لیے پالتا ہے یا بچے کے لیے لیتا ہے جو اس سے کھیلتا ہے اور اسے رنگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام امور سے برتر ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ نفس پرست اور بہکانے والے کی بنائی ہوئی بات ہے۔ ونعوذ باللہ من الضلال۔

خالص بیٹا

اسی باب میں اس کے کچھ ہی بعد ہے کہ یحییٰ بن زکریاؑ نے عیسیٰؑ کے متعلق کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا خالص بیٹا ہے۔

میں اپنی جان، عقل اور بدن سے اللہ تعالیٰ کے سامنے شہادت دیتا ہوں کہ یہ وہ جھوٹ ہے جو یوحنا لعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے رسول کے فرزند یحییٰ بن زکریاؑ پر باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ اُس کے بچہ ہو۔ سب سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ ان لوگوں نے اسے یحییٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا کہ اُنھوں نے مسیح کے بارے میں کہا کہ یہ اللہ کا خروف (بھیڑ بچہ) اور اللہ کا سلیل (خالص بچہ) ہے۔ حالانکہ خروف بھیڑ اور مینڈھے کا بچہ ہوتا ہے۔ اے اللہ ان گندوں پر لعنت کر۔ ہم نے ان لوگوں سے زیادہ اللہ اور اُس کے رسولوں کی توہین کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

۵۶

خدا سب کچھ دے کے خود بری الذمہ ہو گیا

انجیل یوحنا کے تیسرے باب میں ہے کہ یحییٰ علیہ السلام نے مسیح کے متعلق کہا کہ باپ بیٹے سے راضی ہو گیا اور تمام اشیاء اس کے حوالے کر کے خود بری الذمہ ہو گیا۔

انجیل یوحنا کے پانچویں باب میں ہے کہ یہود یحییٰ کو قتل کرنا چاہتے تھے اس لیے کہ انھوں نے نہ صرف یہی کیا تھا کہ ان کے تعظیم سبت کے طریقے کو فسخ کر دیا تھا بلکہ وہ اللہ کو باپ پکارتے تھے اور اپنے آپ کو اس کے مساوی کہتے تھے۔

اس کے کچھ بعد ہے کہ مسیح نے کہا کہ جس طرح باپ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور ان کو اٹھاتا ہے اسی طرح بیٹا بھی اس کو زندہ کرتا ہے جو اس کی موافقت کرے۔ اور باپ کسی پر حکومت نہیں کرے گا اس لیے کہ حکومت اس کے بیٹے کے سپرد کر دی جائے گی۔

خدا کی کنارہ کشی

یہ وہ مصیبت ہے جس نے ہر گذشتہ مصیبت کو ملا لیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس کھلے ہوئے بدترین کفر پر کیسے کسی کی زبان چل سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکومت سے کنارہ کش ہو گیا لہٰذا وہ کسی پر حکومت نہ کرے گا۔ اس لیے کہ وہ حکومت اور تمام اشیاء سے اپنے بیٹے کے سپرد کر کے بری الذمہ ہو گیا۔ معاذ اللہ اللہ اس سے بری ہے۔ ہم نے یہ بات صرف بادشاہوں کو کرتے دیکھا ہے کہ جب وہ بوڑھے اور کمزور ہو جاتے ہیں اپنی لذت و راحت کے لیے الگ ہونا چاہتے ہیں اور حکومت کو اپنی اولاد کے لیے ترتیب دینا چاہتے ہیں کہ ان کے بعد کوئی دوسرا حکومت میں ان سے جھگڑا نہ کرے اس وقت وہ لوگ ظاہر میں حکومت ان لوگوں کے سپرد کر دیتے ہیں مگر باطن میں نہیں۔ یہ وہ کفر ہے کہ ہم تو یوحنا کافر سے پہلے کسی شخص کو پا نہ سکے جس کی زبان اس پر چلتی یہاں تک کہ ہم اسے سنتے۔ خدا اس پر لعنت کرے اللہ کا۔

شکر ہے اُس کی کثیر و عظیم نعمت پر جو ہم پر ہے۔

قبضۂ حیات اپنی ذات میں

انجیل یوحنا کے پانچویں باب میں اس سے کچھ ہی بعد ہے کہ مسیح نے کہا کہ جس طرح باپ نے اپنی ذات میں حیات کو جمع کر لیا اسی طرح اس نے اپنے بیٹے کو اپنی ذات میں حیات کے جمع کرنے کا مالک بنا دیا اور اُسے سلطنت دے دی اور اُسے حکومت و سلطنت و حیات کا مالک بنا دیا جیسی کہ وہ باپ کے لیے تھی۔ اس لیے کہ وہ انسان کا بیٹا ہے۔

اس سے زیادہ احمقانہ گفتگو بھی کسی نے سنی ہوگی کہ بیان کرتا ہے اس لیے کہ مسیح انسان کے بیٹے ہیں اللہ نے انھیں اپنے مساوی کر لیا۔ یہ سب اس کو ثابت کرتا ہے کہ مسیح غیر اللہ تھے اس لیے کہ یہ بدیہی ہے کہ بلا شک دینے اور مالک بنانے والا اُس کے مغایر ہے جس کو دیا اور مالک بنایا گیا۔

جسے خدا سمجھے تھے وہی بندگی کر رہا ہے

اسی باب میں اس کے کچھ ہی بعد ہے کہ مسیح نے کہا کہ مجھے قوت نہیں ہے کہ میں اپنی ذات سے کچھ کر سکوں۔ میں وہی حکم دیتا ہوں جو سنتا ہوں۔ اور میرا حکم عین عدل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ میں اپنا ارادہ نافذ نہیں کرتا سوائے اپنے باپ کے ارادے کے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ پھر اگر میں خود اپنے لیے شہادت دوں تو میری شہادت غیر مقبول ہے لیکن میرا غیر میرے لیے شہادت دیتا ہے۔

انجیل یوحنا کے چھٹے باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ میں محض اس لیے آسمان سے نازل ہوا ہوں کہ اپنے اس باپ کا ارادہ پورا کروں جس نے مجھے بھیجا ہے نہ کہ اپنا ارادہ۔

انجیل یوحنا کے ساتویں باب میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ میرا علم میرے لیے نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

نیز انجیل یوحنا کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ سے محبت کرتے تو ضرور باپ کے پاس میرے جانے سے خوش ہوتے اس لیے کہ باپ مجھ سے بڑا ہے۔

درس عبرت

کیا عبودیت اور اللہ کے سامنے سچے تذلل میں اس سے زیادہ ہو سکتا ہے؟۔ یہ کلام اپنے سے چند سطر پہلے والے کلام کے ساتھ کیونکر جمع ہو سکتا ہے کہ مسیح اللہ کے مساوی ہیں۔ اللہ اب کسی پر حکومت نہیں کرتا۔ وہ تمام حکومت اپنے بیٹے کے سپرد کر کے بری الذمہ ہو گیا۔ ان احمقانہ مناقضات و اختلافات میں اس کے لیے عبرت ہے جو عبرت حاصل کرنا چاہے۔

ایک اور عجیب بات یہاں اس کا یہ کہنا ہے کہ اگر میں اپنے لیے شہادت دوں تو میری شہادت غیر مقبول ہے۔ مگر انجیل یوحنا کے ساتویں باب کے آخر میں کہا ہے کہ اگر میں خود اپنے لیے شہادت دوں تو میری شہادت حق ہے۔ اس بدحواسی پر تعجب کرنا چاہیے۔ ۵۷

اسی طرح انجیل یوحنا کے چھٹے باب میں مذکور ہے کہ مسیح کے شاگردوں کی ایک جماعت نے جب یہ بدحواسی کی باتیں سنیں تو وہ مرتد ہو گئے اور مسیح سے جدا ہو گئے۔ جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد بیان کریں گے۔

پیٹ بھر گیا تو پیغمبر مان لیا

انجیل یوحنا کے چھٹے باب میں ہے کہ مسیح نے جب پانچ ہزار آدمیوں کو پانچ روٹی اور دو مچھلیوں میں کھلایا اور ان کے شکم سیر ہونے کے بعد بارہ ٹوکری روٹی بچ گئی تو ساری جماعت نے کہا کہ یہ واقعی نبی ہیں۔

وائے تعجب۔ ان لوگوں نے مسیح کے بارے میں ایسی ہی بات کیوں نہ کہی۔ اگرچہ ایک ہی مرتبہ کہتے۔

اپنے خون اور گوشت کی دعوت

اس کے بعد اسی چھٹے باب میں ہے کہ مسیح نے ایسی بہت سی باتیں بیان کیں جو عقل میں نہ آتی تھیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ مسیح نے ان سے کہا کہ میں ابن ہوں۔ تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم لوگ انسان کے بیٹے کا گوشت نہ کھاؤ اور

اُس کا خون نہ پیو گے تو ہرگز تم اپنے اندر حیات دائمی نہ حاصل کرو گے۔ جو میرا گوشت کھائے گا اور میرا خون پیے گا وہ حیات دائمہ حاصل کرے گا۔ میں اُسے قیامت کے روز اُٹھاؤں گا۔ میرا گوشت طعام صادق اور میرا خون شراب صادق ہے۔ جو شخص میرا گوشت کھائے گا اور میرا خون پیے گا وہ میرے اندر ہو گا اور میں اُس کے اندر ہوں گا۔"

یوحنا نے بیان کیا کہ اُن کے شاگردوں کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ کلام سخت ناگوار ہے۔ اسی لیے شاگردوں کی ایک جماعت مرتد ہو گئی اور اُن کے پاس سے چلی گئی۔

یہ کلمات واقعی وساوس ہیں جنھیں سوائے پاگل کے کوئی نہ کہے گا۔ اللہ نے اپنے نبی کو اس سے محفوظ رکھا ہے۔

مسیح اپنے معجزے چھپاتے تھے

انجیل یوحنا کے ساتویں باب میں ہے کہ مسیح کے بھائیوں نے کہا کہ تم یہوذا کے شہر میں جاؤ۔ یہاں سے نکل جاؤ۔ وہ عجائب جو نمودار ہوتے ہیں اپنے شاگردوں کو دکھاؤ کیونکہ کوئی شخص اس فعل کو نہیں چھپاتا جس کے متعلق وہ چاہتا ہے کہ آگاہی ہو۔ اگر تم بھی یہی چاہتے ہو تو بجائے اپنے اہل دنیا کو آگاہ کرو۔ مسیح کے بھائی مومن نہ تھے۔

اس میں یہ نمایاں ہے کہ مسیح اپنے معجزات چھپاتے تھے جیسا کہ تم بھی دیکھتے ہو۔

زانیہ کو رہا کر دیا

انجیل یوحنا کے ساتویں باب میں ہے کہ ایک زانیہ عورت کو مسیح کے پاس لایا گیا مگر مسیح نے اس کے خلاف کچھ نہ کیا اور رہا کر دیا۔

حالانکہ یہ لوگ اس کے خلاف ہیں (یعنی زانیہ کو سزا دیتے ہیں) تو اُنھوں نے مسیح پر بہتان لگایا اور ظلم کیا۔ یا پھر انھیں اپنے اوپر ظلم و جور کی شہادت دینا چاہیے۔

مسیح کسی کے حاکم نہیں

انجیل یوحنا کے ساتویں باب کے آخر میں ہے کہ

مسیح نے کہا کہ میں کسی پر حکومت نہیں کرتا۔ اگر میں حکم دوں تو میرا حکم عدل ہے۔ اس لیے کہ میں تنہا نہیں ہوں۔ لیکن میں ہوں اور میرا باپ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور تمھاری توریت میں کہا گیا ہے کہ دو مردوں کی شہادت مقبول ہے۔ میں اپنے متعلق شہادت دیتا ہوں اور میرے لیے وہ شہادت دیتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ فصل اس فصل کے ساتھ کیسے جمع ہو سکتی ہے جو ہم انجیل یوحنا ہی کے تیسرے باب میں لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اب کسی پر حکومت نہیں کرتا اس لیے کہ وہ تمام حکومت اپنے بیٹے مسیح کے سپرد کر کے بری الذمہ ہو گیا۔

اقرار آدمیت

انجیل یوحنا کے آٹھویں باب میں ہے کہ مسیح نے ان لوگوں سے کہا کہ میں آدمی ہوں۔ تمھارے پاس وہی حق لایا ہوں جو میں نے اللہ سے سنا ہے۔

خدا اور سہی

یہ خود مسیح کا اقرار ہے کہ وہ آدمی ہیں۔ جو سنتے ہیں فقط اسی کو پہنچا دیتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کے سامنے وہ شہادت بھی ہے جو انجیل متی کے بارھویں باب میں مسیح کے بارے میں شعیا نبی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کے بارے میں فرمایا کہ یہ میرا چنا ہوا غلام اور میرا وہ حبیب ہے جسے میں نے چھانٹ لیا ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ مسیح بھی انبیاء میں سے نبی اور اللہ کا بندہ ہیں۔

مسیح پر سنگباری کا سبب ۵۸

انجیل یوحنا کے نویں باب میں ہے کہ یہود نے مسیح سے کہا کہ ہم تم پر تمھارے عمل صالح کی وجہ سے سنگباری نہیں کرتے بلکہ محض تمھاری گالی کی وجہ سے اور تمھارے دعوئے خدائی کی وجہ سے حالانکہ تم انسان ہو مسیح نے انھیں جواب دیا کہ کیا تمھاری کتاب زبور میں مرقوم نہیں ہے جہاں کہتا ہے کہ کیا تم لوگوں نے نہیں کہا کہ تم لوگ سب کے سب خدا ہو

اور علی کے بیٹے۔ اگر اللہ نے جس نے اُن سب کو خدا بتایا ہے، اور اس کتاب کی تبدیل و تحریف ناممکن ہے تو اُس شخص کے بارے میں جس پر اللہ نے برکت کی اور اُسے دنیا کی طرف مبعوث کیا یہ کیوں کہتے ہو کہ اُس نے گالی بکی جبکہ میں نے کہا کہ میں اللہ کا بیٹا ہوں اگر میں اپنے باپ کے سے افعال نہ کروں تو میری تصدیق نہ کرو۔

انجیل میں یہاں تک بیان کیا ہے "تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے"۔

انجیل یوحنا کے گیارھویں باب میں ہے کہ "بلش حواری نے مسیح سے کہا کہ اے ہمارے آقا ہمیں باپ کو دکھا دیجئے۔ اور یہ ہمیں کافی ہوگا۔ مسیح نے اُسے جواب دیا کہ اتنے زمانے تک میں تم لوگوں کے ساتھ رہا اور تم لوگوں نے مجھے نہ پہچانا۔ اے بلشس جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ پھر تو کیسے کہتا ہے کہ ہمیں باپ کو دکھا دیجئے۔ کیا تو ایمان نہیں لایا کہ میں ہی باپ میں ہوں اور باپ ہی مجھ میں ہے"۔

یہ سب یوحنا کے اُس قول کے ساتھ کیونکر جمع ہو گا جو ہم نے اُس کی اول انجیل میں ذکر کیا کہ باپ کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔

اندر ہی اندر

یوحنا مذکور کی انجیل کے گیارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ میں اپنے باپ کے اندر ہوں اور تم لوگ میرے اندر ہو اور میں تمھارے اندر ہوں۔

کیا فوقیت رہی

جب وہ باپ کے اندر ہوئے اور باپ اُن کے اندر ہوا۔ وہ شاگردوں کے اندر ہوئے اور شاگرد اُن کے اندر ہوئے، تو لامحالہ باپ شاگردوں کے اندر ہوا اور شاگرد باپ کے اندر ہوئے۔ پھر مسیح کو شاگردوں پر کونسی فوقیت رہی۔ مسیح اور شاگردوں کے اللہ کے اندر ہونے میں اور اللہ کے مسیح اور اور شاگردوں کے اندر ہونے میں مسیح اور شاگرد مساوی ہی ہوئے۔

اس کلام سے سوائے کفر و توہین دین کے اور کوئی بات نہ سمجھ میں آتی ہے نہ عقل میں۔ اس لیے کہ اگر اللہ ان میں اپنی ذات سے ہے تو یہ لوگ اُس کے لیے مکان ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ محدود ہو گیا۔ یہ صفت مخلوق و حادث کی ہے۔

اگر اللہ اُن میں اپنی تدبیر سے ہے (یعنی ان سب کا مُدبّر ہے) تو وہ تو اسی طرح ہر زندہ و مردہ اور ہر جماد اور ہر عرض کی تدبیر کرتا ہے۔ اس میں قطعاً کوئی فرق اور کوئی فضیلت نہیں۔

عیسائی بندے نہیں

انجیل یوحنا کے بارھویں باب میں ہے کہ مسیح نے شاگردوں سے کہا کہ میں اب سے تم کو بندہ نہ کہوں گا۔ اب تو بندہ وہ ہے جو نہیں جانتا کہ اُس کا آقا کیا کرتا ہے۔ میں نے تمھارا نام بھائی رکھا ہے۔

باب مذکور کے آخر میں ہے کہ مسیح نے کہا کہ میں اللہ ہی سے نکلا ہوں اور باپ ہی سے صادر ہوا ہوں۔" ان دو فصلوں میں سے ایک میں یہ ہے کہ شاگرد لوگ عبودیت باری سے آزاد کر دیے گئے۔ وہ مسیح کے بھائی ہیں۔ اور مسیح اللہ سے نکلے اور اسی سے صادر ہوئے۔ تو پھر شاگرد بھی ایسے ہی ہوئے۔ مسیح کو شاگردوں پر کونسی فوقیت ہوئی۔ اس کلام کے احمقانہ ہونے کے باوجود اس کے پھوٹنے کے معنی بھی قطعاً نہیں معلوم ہو سکتے۔ پھوٹ نکلنا تو محض اجسام میں ہوتا ہے (مثلاً پہاڑ سے چشمے کا نکلنا)۔

خدا کو شرف بخشنے والے

انجیل یوحنا کے تیرھویں باب کے شروع میں ہے کہ مسیح نے آسمان کی طرف اپنی نظر اٹھا کے کہا کہ "اے باپ وقت آگیا ہے لہٰذا تو اپنے بیٹے کو شرف دے کہ تیرا بیٹا تجھے شرف دے"، اس کے کچھ ہی بعد ہے کہ "مسیح نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں نے روئے زمین پر تجھے شرف دیا"۔

خدا سے بھی بڑھا دیا

یہ بھی ہمیشہ کی مصیبت ہے۔ ان لوگوں نے مسیح کے

اللہ کے نبی ہونے پر قناعت نہ کی یہانتک کہ انھوں نے مسیح کو اللہ کی مساوات کے ساتھ موصوف کیا۔ پھر مسیحؑ کی اللہ کے ساتھ مساوات پر بھی قناعت نہ کی یہانتک کہ یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ مسیحؑ کے حق میں پوری سلطنت وحکومت سے دستبردار ہو کر معزول ہو گیا۔ پھر اس کی معزولی ضعف پر بھی قناعت نہ کی یہانتک کہ مسیحؑ کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو شرف دیتے ہیں۔ کبھی تم نے اس کفر سے بھی بڑھ کر سنا ہے۔ واللہ۔ کبھی کسی اللہ پر ایمان لانے والے نے یہ کلام نہیں کہا۔ یہ لوگ محض دہریے تھے جو دین سے کھیلنے والے۔ بہروپ بھرنے والے تھے۔ لہذا ان پر ان تمام لعنتوں کی دوچند ہوں جو اللہ تعالیٰ ان کے سوا دوسرے کفار پر نازل کرے۔

قدرت حیات وممات

انجیل یوحنا میں ہے کہ "مسیحؑ نے کہا کہ میں ہی اپنے نفس کو مارتا ہوں اور میں ہی اُسے جلاتا ہوں" اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ مردہ ہو کر اپنے آپ کو زندہ کر لیں۔

بازگشت نظر

عیسائی انجیلوں کی یہ نشتر فصلیں ہیں جن میں کذب خالص اور وہ مناقضات ہیں جن میں کسی تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔ ان میں ایسی فصول بھی ہیں کہ اُن میں سے ایک ایک فصل تین تین جھوٹوں کی جامع ہے۔ باوجود ان کی اناجیل کی قلتِ مقدار کے کم از کم ان کا پورا عقیدہ مسیح علیہ السلام کے بارے میں یہ ہے کہ کبھی تو وہ حسب تصریح اناجیل ابن اللہ ہیں اور کبھی ابن یوسفؑ کبھی ابن داؤدؑ اور کبھی ابن الانسان کبھی خدائے رازق وخالق۔ اور کبھی اللہ کا بھیڑ بچہ۔ کبھی وہ اللہ کے اندر اور اللہ اُن کے اندر ہوتا ہے کبھی وہ اپنے شاگردوں کے اندر اور شاگرد اُن کے اندر ہوتے ہیں۔ کبھی وہ اللہ کا علم وقدرت بن جاتے ہیں۔ کبھی وہ کسی کے حاکم نہیں رہتے اور وہ اپنا ارادہ نافذ کرتے ہیں۔ کبھی وہ نبی اور اللہ کے غلام ہو جاتے ہیں۔

کبھی اللہ اُن کو اُن کے دشمنوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ کبھی اللہ اُن کے لیے سلطنت سے معزول ہو جاتا ہے اور اُنھیں والی بنا دیتا ہے۔ وہ اللہ کو شرف دینے لگتے ہیں۔ باطرہ کو آسمانوں کی کنجیاں عطا کرتے ہیں اور اپنے شاگردوں کو زمین و آسمان کے خطۂ تحلیل و تحریم کا والی بنا دیتے ہیں۔ کبھی وہ بھوکے ہوتے ہیں، کچھ کھانے کو تلاش کرتے ہیں۔ پیاسے ہوتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ خوف سے پسینہ پسینہ ہو جاتے ہیں۔ درخت پر لعنت کرتے ہیں جب کھانے کو اُس میں انجیر نہیں پاتے۔ بزدلی کرتے ہیں۔ پھر گدھی پر سوار ہوتے ہیں اور گرفتار کر لیے جاتے ہیں۔ اُن کے منہ پر تھپیڑ مارے جاتے ہیں سر پر۔ لاٹھی ماری جاتی ہے۔ چہرے سے کھال اُتاری جاتی ہے۔ پیٹھ پر کوڑے مارے جاتے ہیں۔ بدمعاش اُنھیں مار ڈالتے ہیں۔ اُن کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔ اُنھیں ایلوا پلا کر سرکہ پلایا جاتا ہے۔ چوروں کے بیچ میں سولی دی جاتی ہے۔ ہاتھوں میں مینخیں ٹھونکی جاتی ہیں۔ وہ اسی وقت مر گئے اور دفن کر دیے گئے۔ پھر موت کے بعد وہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ جب وہ موت کے بعد زندہ ہوئے اُنھیں کوئی فکر نہ تھی۔ انھوں نے اپنے شاگردوں کو جمع کیا کہ کچھ کھانے کو مانگیں۔ اُن لوگوں نے اُنھیں روٹی اور بھونی ہوئی مچھلی کھلائی اور شہد پلایا۔ پھر وہ (مسیح) اپنے کام کو چلے گئے۔

یہ تمام اُن کی اناجیل کی تصریحات ہیں۔ اور انھوں نے اپنے دین کو ان تمام امور میں سے صرف اسی پر منحصر کر دیا ہے کہ وہ صرف خدائے معبود تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کے ساتھ کسی اور خدا کی نفی کرتے ہیں۔ اُن کی اناجیل و امانات واجب کرتی ہیں کہ اللہ کے علاوہ ایک دوسرے خدا تھے۔ بلکہ وہ اللہ کی داہنی طرف بیٹھتے تھے۔ اس سے بڑے تھے۔ وہ پیدا کرتے تھے جس طرح اللہ پیدا کرتا ہے۔ زندہ کرتے تھے جس طرح اللہ زندہ کرتا ہے۔ بداہت اس کو واجب کرتی ہے کہ یہ لوگ دو خداؤں کے قائل ہیں اور لامحالہ وہ دونوں

متغایر و جدا اگانہ ہیں۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

انجیلوں کے علاوہ عیسائیوں کی دوسری کتابوں کے کذب و کفر و جنون کا تذکرہ

خدا کی اولاد

یوحنا بن سیذائی نے اپنے تین رسائل میں سے ایک میں کہا ہے کہ اے میرے دوستو ہم اب اللہ کی اولاد ہیں۔ ابھی تک ظاہر نہیں ہوا کہ ہم لوگ کیا ہونے والے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جب ظاہر ہو گا تو ہم اس کے (یعنی اللہ کے) مثل ہوں گے۔ اس لیے کہ ہم اُسے اسی طرح دیکھتے ہیں جیسا کہ وہ ہے۔

کیا اس کذاب کے کفر سے بڑا بھی کوئی کفر ہو گا۔ کہ یہ لوگ اللہ کی اولاد ہیں اور یہ لوگ اللہ کے مثل ہو جائیں گے جب وہ ظاہر ہو گا۔

بوڑھا خدا

اس لعین نے کتاب الوحی والاعلان میں کہا ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کو دیکھا جو بوڑھا ہے۔ سر اور ڈاڑھی سفید ہے مسیح اس کے سامنے ایک سونے کی کتاب پڑھ رہے ہیں۔ ملائکہ کہہ رہے ہیں کہ یہ رب کا بھیڑ بچہ ہے۔ اس کے آگے بازار قائم ہیں۔ اور گیہوں فی قفیز (پیمانہ) اتنے دینار ہیں اور شراب اتنے اتنے قسط فی دینار اور تیل اتنے اتنے قسط فی دینار۔ ٦٠

یہ سوائے ہزل دل لگی نفس پرستی اور بدحواسی کے کچھ اور بھی ہے؟

جیسے چور آتا ہے

شمعون نے اپنے ایک رسالے میں کہا ہے کہ "وہ اس روز پروردگار اس طرح آئے گا جس طرح چور آتا ہے"

میری جان کی قسم اس نے اپنے رب کو وہ تشبیہ دی ہے جس کے لیے یہ خود اولیٰ ہے۔ ان دونوں کتوں کو اور یہودا لعین و یعقوب لعین کو اپنے ان رسائل میں جو ہر قسم کی خیر سے خالی لچر، اور ہر کفر وجنون سے بھرے پڑے ہیں یہ کہنا ذرا بھی دشوار نہیں معلوم ہوتا کہ "اللہ نے کہا جو ہمارے رب مسیح کا والد ہے"۔ "اللہ نے کیا جو ہمارے رب مسیح کا والد ہے" گویا واللہ یہ لوگ نسبوں میں سے کوئی نسب یا ولادات میں سے کوئی ولادت بتا رہے ہیں۔

ختنہ کرانے والے

بولس ملعون اپنے ایک رسالے کے چھٹے باب میں کہتا ہے جو اس نے اہل غلاریہ کو بھیجا تھا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ ہر وہ انسان جو ختنہ کرائے اسے لازم ہے کہ وہ توریت کی تمام شرایع کی حفاظت کرے۔

نیز اس کے قبل کہا ہے کہ "اگر تم نے ختنہ کرایا تو مسیح تمھیں کوئی نفع نہیں پہنچائیں گے۔

تعجب کرنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ اس نے لوگوں پر دو دین لازم کیے ہیں۔

جس نے ختنہ کرایا ہو اس پر توریت کی تمام شرایع لازم ہیں اور مسیح اسے نفع نہ پہنچائیں گے۔

جس نے ختنہ نہیں کرایا اس پر توریت کی شرایع لازم نہیں اور اسے مسیح نفع پہنچائیں گے۔ حالانکہ یہ خود اور مسیح کے تمام شاگرد نصاری کے اجماع کے مطابق ختنہ کئے ہوئے تھے۔ لہذا لازم آیا کہ مسیح انھیں نفع نہیں پہنچائیں گے اور یہود کی تمام شرایع ان لوگوں کو لازم ہیں۔ اس زمانے میں بھی جو نصاری مسلمانوں میں رہتے ہیں ان میں اکثر ختنہ کیے ہوئے ہیں۔ اگر بولس سچا ہے تو مسیح انھیں نفع نہ پہنچائیں گے اور توریت کی تمام شرائع انھیں لازم ہیں۔ اگر بولس اس میں جھوٹا ہے تو یہ لوگ کذاب سے اپنا دین کس طرح لیتے ہیں۔ دو میں سے

ایک بات ضروری ہے۔

نیز اس نے اپنے ایک رسالے میں کہا ہے کہ یوحنا بن سیذائی ویعقوب بن یوسف النجار وباطرہ نے اسے حکم دیا کہ یہ تو لوگوں کو ختنہ ترک کرنے کی دعوت دیتا رہے اور وہ تینوں ختنہ کرنے کی دعوت دیتے رہیں۔

دین کی دعوت کا جو حقیقی طریقہ ہے یہ اس کے خلاف ہے۔ یہ تو محض دعوت فریب اور کھلم کھلا گمراہی میں ڈالنا ہے جس میں کوئی حقانیت نہیں۔

بولس نے کہا ہے کہ یعقوب بن یوسف النجار ریاکار تھا جو یہود کے سامنے لوگوں کے آنے سے پرہیز کرتا تھا۔ انطاکیہ میں بولس اس کے روبرو گیا اور اسے اس پر ملامت کی۔

تو کیا دین کے چھپانے والے ریاکار سے دین کا لینا جائز ہے؟

نیز یہی ملعون بولس اپنے ایک رسالے میں کہتا ہے کہ یسوع جس زمانے میں اللہ کی صورت میں تھے تو انھوں نے اللہ کے مساوی ہونے کو غنیمت نہ سمجھا بلکہ اپنے آپ کو ذلیل کر دیا اور بندے کی صورت میں اپنے کو چھپایا۔

کیا اس کفر سے زیادہ وحشت خیز۔ اس کلام سے زیادہ احمقانہ اور اس انتخاب سے زیادہ مجنونانہ کبھی کسی نے سنا ہوگا۔ دنیا میں انسان جو ذلت وعاجزی اختیار کرتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے وہ محض اس لیے کہ اللہ کی خوشنودی تک رسائی حاصل کرے۔ اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اللہ کی مساوات اور برابری تک پہنچنے کے بعد ان ناپاکوں کے نزدیک وہ کونسا مرتبہ ہے جو تلاش کیا جا سکتا ہے کہ مسیح اس کو چھوڑتے ہیں کہ اس سے بلند تر مرتبہ حاصل کریں۔ اے اللہ۔ شاید وہ مرتبہ ہوگا جو ہم نے اس کے پہلے بیان کیا اور وہ وہی ہے جو یوحنا لعین نے اپنی انجیل میں بیان کیا ہے کہ "اللہ (جو ان کے کفر سے بلند وبرتر ہے۔)

سلطنت وحکومت سے علیحدہ ہو گیا۔ اُس نے یہ دونوں چیزیں مسیح کے سپرد کر دیں اور خود ہر شے سے مسیح کے حق میں دستبردار ہو گیا۔ پھر مسیح نے آسے شرف دیا۔ (اللہ اس سے برتر ہے) اے اللہ ایسی عقول پر لعنت کر جن میں یہ حماقت جائز ہو۔

اس کمینے نے اپنے بعض رسائل میں کہا ہے کہ میں تمنا کیا کرتا تھا کہ مسیح سے محروم رہوں۔

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ مسیح کے ساتھ کفر کرنے سے اس کو کونسی رکاوٹ تھی اور کونسا مانع تھا کہ یہ اپنی مراد کو پہنچ جاتا اور مسیح سے محروم ہو جاتا۔ حالانکہ واللہ بلاشک وہ اُن سے محروم ہی ہے۔

61

نیز اسی کمینے بولس نے اپنے بعض کمینہ رسائل میں کہا ہے کہ یہود معجزات طلب کرتے ہیں اور یونانی حکمت طلب کرتے ہیں اور ہم حق ظاہر کرتے ہیں کہ مسیح کو سولی دی گئی۔ یہ قول یہود کے نزدیک فتنہ ہے۔ ہمجنسوں کے نزدیک جہل ونقص ہے۔ فتنہ کرنے والے یہود اور یونانیوں کے نزدیک اللہ کا علم اور اس کی قدرت ہیں۔ اس لیے کہ جو چیز اللہ کے نزدیک جہل ہے وہ لوگوں کے نزدیک زائد سے زائد حکمت ہے۔ اور جو چیز اللہ کے نزدیک ضعیف ہے وہ لوگوں کے نزدیک زائد سے زائد قوی ہے۔

اس کمینے کے خالص کمینہ پن کے بیان میں اور اپنے تبعین کے ساتھ اس کے تمسخر میں اور یہود کے اس دعوے کے ثابت کرنے میں کہ یہود کے بزرگوں نے اس رذیل بولس کو رشوت دی تھی۔ کہ یہ مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو گمراہ کرے "آیا اس قول سے بڑھ کر معجزات مسیح وحکومت کے باطل کرنے میں اور کیا ہو گا؟ اس کا یہ کہنا کہ جو انسانوں کے نزدیک جو زائد سے زائد حکمت ہے وہی اللہ کے نزدیک جہل ہے۔ اس کلام کا خلاصہ وحاصل یہ ہوا کہ عقل اور اُس کے موجبات کو ترک کر دو اور حماقت کی تلاش کرو اور اسی کو دین بناؤ۔

ہم اُن بیہودگیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جن میں اس نے ان لوگوں کو مبتلا کیا۔

نیز بولس اپنے بعض رسائل میں کہتا ہے کہ دین کی جھوٹی دعوت تیس سال سے زائد باقی نہیں رہتی۔

یہ شخص ان لوگوں کے یہاں خدا ان سب پر لعنت کرے۔ موسیٰ بن عمران سے بھی زیادہ سچا مانا جاتا ہے۔ اگر یہ (بولس) سچا ہے تو دین اسلام و نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے سوائے اس (مذکورۂ بالا بیان) کے ان لوگوں کے ساتھ کسی برہان کی حاجت نہیں۔ کیونکہ اس دعوے کے لیے علانیہ چارسو اٹھ برس ہو چکے والحمد للہ رب العالمین۔ لہٰذا انھیں لازم ہے کہ یہ حق کی طرف رجوع کریں یا اپنے خوشخبری سنانے والے بولس کی تکذیب کریں۔ اُن کے بعض اُن بزرگوں نے جن کی یہ تعظیم کرتے ہیں، وہ یوحنا ہے جو قسطنطینیہ کا "زرین دہن" بڑا پادری تھا، اس نے اپنی مشہور کتاب میں کہا ہے کہ "وہ درخت جس کا پھل حضرت آدم نے کھایا اور اُس کے سبب سے جنت سے نکالے گئے وہ انجیر کا درخت تھا۔ بعینہٖ اُسی درخت کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر نازل کر دیا۔ اسی درخت کے لیے مسیح نے بد دعا کی اور وہ خشک ہو گیا۔ جس وقت مسیح نے اپنے کھانے کے لیے اُس میں انجیر کو تلاش کیا اور نہیں پایا (اسی) درخت کا تختہ تھا جس پر مسیح کو سولی دی گئی" یہ بھی کہا ہے کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ "تم کوئی غار ایسا نہ پاؤ گے جس کے منہ پر انجیر کا درخت اُگا ہوا نہ ہو"۔ لہٰذا اس ہزل و بیہودہ گوئی اور حماقت اور نایاب دلیل پر تعجب کرنا چاہیے۔

تصویر اور اس کی تعظیم

جاننا چاہیے کہ تمام نصاریٰ متفقہ طور پر اپنی چادروں میں تصاویر بناتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ صورت باری تعالیٰ کی ہے۔ دوسری مسیح کی صورت ہے تیسری مریم کی صورت ہے۔

ایک صورت باطرہ کی ہے۔ ایک صورت بولس وصلیب کی ہے۔ ایک صورت جبریلؑ ومیکائیلؑ کی ہے اور ایک صورت اسرافیلؑ کی ہے۔ پھر تصویر کو سجدۂ عبادت کرتے ہیں اور اس کے لیے مذہبی روزہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ بلاشک یہ بت پرستی اور خالص شرک ہے۔ یہ لوگ بت پرستی کو برا کہتے ہیں پھر علانیہ بت پرستی بھی کرتے ہیں۔ اس میں ان کی حجت وہ ہے جو خود حجت عبادت ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تصویروں سے اہل تصویر کا تقرب حاصل کرتے ہیں نہ کہ خود تصویروں کا۔

"گمراہی" اور "کفر"

مسیحؑ کے بعد سے سو برس سے زائد تک یہ لوگ عید جمیع کے بعد ہی ماہ کالونن آخر میں (جو تقریباً کچھ جنوری اور کچھ فروری میں پڑتا ہے) مسلسل چالیس روز تک روزہ رکھتے تھے، پھر افطار کرتے تھے، پھر یہود کے ساتھ مسیحؑ کے فدیہ بننے میں عید فصح مناتے تھے۔ یہانتک کہ اس کو ان کے پانچ بطریقوں نے مٹا دیا جس پر ان لوگوں نے اجماع کر لیا۔ انھوں نے اپنے روزے اور اپنی عید فصح کو اُدھر منتقل کر لیا کہ اس زمانے میں جدھر یہ لوگ ہیں۔ تم اس دین کو اور اس دین والوں کے اس دین کے ساتھ کھیلنے کو اور ان کے اس حکم کو کہ "مسیحؑ علیہ السلام اور حواریین جس عمل پر گذر گئے وہ گمراہی و کفر تھا" کیا سمجھتے ہو۔ کیا کوئی شخص جسے ذرا سی بھی عقل ہے وہ اس سے خوش ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے دین پر ایک ساعت کے لیے بھی باقی رہے جس کی صفت یہ ہو۔ پھر ایسے دین پر اللہ تعالیٰ سے کیسے ملے گا جس کے متعلق زبان سے بھی اقرار کرتا ہے اور دل سے بھی جانتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے نہیں ہے۔ اور نہ اُسے کوئی نبی لایا ہے۔ ونعوذ باللہ من الخذلان۔

٦٢

مسئلۂ کفارہ

ان کا یہ کہنا بہت بڑی ہوس ہے کہ "مسیحؑ اس لیے آئے کہ اپنے زخمی ہونے سے ہمارے مصائب اور

اپنے زخموں سے ہمارے گناہ لے لیں۔" یہ انتہائی حماقت کی بات ہے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ کونسی تکلیف تھی جو مسیح نے اپنے زخمی ہوتے سے لے لی یا لوگوں کے گناہ مسیح کے زخموں سے کیونکر لیے جاسکتے ہیں۔ ہم تو برابر ان لوگوں کو تکلیف میں بھی دیکھتے ہیں اور گناہ کرتے بھی دیکھتے ہیں جیسا کہ غیر نصاری تکلیف میں ہوتے ہیں، اور کوئی فرق نہیں ہے۔

مسیحی تبرکات

ان کی رسوائیوں میں سے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ہلانی (ہیلن)، والدۂ قسطنطین نے جو شاہان روم میں سب سے پہلی نصرانیہ تھی، یہ مسیح کے اُٹھنے کے تین سو سال سے بھی زائد بعد ہوئی، اس نے وہ تختہ پایا جس پر مسیح کو سولی دی گئی تھی، وہ کانٹے پائے جو مسیح کے سر میں ہونکے گئے تھے، وہ خون پایا جو اُن کی پیشانی سے اُتر اتھا، وہ کیلیں پائیں جو مسیح کے ہاتھ میں ٹھونکی گئی تھیں۔

اے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ یہ لوگ یہ تمام ظلمانی اشیاء کہاں سے پا گئے حالانکہ اس دین والے سب کے سب نکالے جا رہے تھے، جہاں کہیں پائے جاتے تھے قتل کیے جاتے تھے یہ شہر دو سو سال سے زائد اس طرح خالی رہا کہ اس میں ایک بھی ہمدرد نہ تھا۔ پھر انھیں کون شخص مل گیا جس نے یہ کہا کہ یہ وہی اشیاء ہیں۔ ایسے خالی اور ویران شہروں میں اتنی بڑی مدت تک خون کا نشان۔ کیلیں۔ کانٹے اور تختہ کہاں رہا؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کے قول کے مطابق جب مسیح کو سولی دی گئی مسیح کے شاگرد پوشیدہ تھے اور مسیح کے دشمن اُن کے حال کی طرف التفات نہ کرتے تھے (جو یہ چیزیں بطور تبرک جمع کرتے)۔ کیا حماقت میں اس سے بڑھ کر بھی کوئی بات ہو گی۔ ان کی عقلیں بھی انھیں لوگوں کی عقل کی طرح ہیں جو عنقاء اور ہر ناممکن چیز کی تصدیق کرتے ہیں۔

"معجزات" یہ لوگ باطرہ[۱] و یوحنا[۲] و مرقش[۳] و بولس[۴] کے جن معجزات کا دعویٰ کرتے ہیں یہ سب جھوٹی اور بنائی ہوئی کہانیاں ہیں۔ اس لیے کہ مسیح علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے بولس کے نصرانی ہونے تک یہ لوگ تلاش کیے جاتے تھے۔ بھاگتے پھرتے تھے۔ مارے جاتے تھے۔ زندیقوں کی طرح چھپتے پھرتے تھے بولس نے خود اپنے متعلق بیان کیا ہے کہ اسے یہود نے پانچ بار چھڑیوں سے مارا اور ہر مرتبہ انتالیس کوڑے مارے۔ اسے ایک بہت بڑے مجمع میں پتھر مارے گئے۔ وہ قتل کے خوف سے دمشق کی دیوار شہر پناہ سے ایک ٹوکرے میں گر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی یہ لوگ دین یہود ظاہر کرتے رہے یہاں تک کہ انھیں سولی دی گئی، انھیں قتل کیا گیا اور اللہ کی لعنت کے حوالے کر دیا گیا۔

معجزے کا بغیر اس کے ثابت ہونا ممکن نہیں کہ اسے تمام لوگ ایسے تمام لوگوں سے روایت کریں جنھوں نے اس کو کھلم کھلا دیکھا ہے۔ لیکن نصاریٰ کا مذکورۂ بالا اشخاص اور اپنے دوسرے اسلاف کے حق میں معجزے کا دعویٰ کرنا بالکل اس دعوے کے مساوی ہے جو مانیہ مانی کے لیے کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ بھی برابر پوشیدہ رکھا گیا سوائے ان چند ماہ کے جن میں اسے بہرام بن بہرام بادشاہ نے دھوکا دیا یہاں تک کہ وہ اس کے اور اس کے شاگردوں پر قابو پا کے ان سب کو قتل کر دیا۔

اور مثل یہود کے جو اپنے احبار و علمائے سابقین و روسائے سبت کے لیے مختلف صنعتوں میں معجزات کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اور جیسا کہ ابن منصور الحلاج کے ساتھی حلاج کے لیے دعویٰ کرتے ہیں۔

اور جس طرح مسلمانوں کے چند گروہ اسی قسم کے معجزات کا شیبان الراعی و ابراہیم بن ادہم و ابی مسلم الخولانی و عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہم

اور دوسرے صالحین کے لیے کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ اور اُن لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں جن میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ یہ سب نظر سے اوجھل چیزوں کا حوالہ دینا ہے۔ کہ اس قسم کا دعویٰ کرنے سے کوئی بھی عاجز نہیں۔

مذکورہ بالا جماعتوں میں سے ہر گروہ اپنے دعوے کا دوسرے گروہ کے دعوے سے مقابلہ کرتا ہے حالانکہ ان تمام دعووں کے محض بے اصل اور بے دلیل ہونے میں کوئی بھی فرق نہیں!

ہم کہہ چکے ہیں کہ معجزے کا وجود سوائے نبی کے کسی اور کے لیے قطعاً ممکن نہیں۔ وہ بھی بغیر ایسی نقل و روایت کے ثابت نہیں ہوتا جو عذر و حیلے کو قطع کر دے اور کافر و مومن دونوں کو یقین کرنے پر مجبور کر دے۔ سوائے اس شخص کے جو اپنے حواس ہی سے جھگڑتا ہے، اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سحر ہے۔

۶۳

رہبانیت

اسی طرح وہ بڑی مشقت و ریاضت و مجاہدہ ہے جس سے نصاریٰ کے بہت سے جہلا دھوکے میں آ گئے جو ان کے راہب اور اہل صومعہ و اہل دیر اور اُن کے لیے حجروں کے دروازوں کے آراستہ کرنے والے کیا کرتے ہیں۔

اس کے متعلق جاننا چاہیئے کہ ان لوگوں کے یہاں جو مجاہدہ و عبادت ہے وہ مانیہ کے مجاہدے اور ان کی شدت کے مقابلے میں اجزائے کثیرہ میں سے محض ایک جزو ہے۔ صابئین کے یہاں تو اُن سے بھی بڑھ کر مجاہدہ و ریاضت ہے۔ اس کی شدت نے ان لوگوں کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ ایک شخص اپنے آپ کو خصی کر ڈالتا ہے، ایک شخص بطور مجاہدہ عبادت کے خود اپنی دونوں آنکھوں کے ڈھیلے نکال ڈالتا ہے۔ جو مجاہدہ ہنود کے نزدیک ہے وہ اس سب سے بڑھا ہوا ہے۔ ہندو اپنے آپ کو قربانی کے لیے برابر آگ میں جلاتے رہتے ہیں اور اسی طرح برابر اپنے آپ کو پہاڑوں کی چوٹیوں سے گراتے رہتے ہیں۔ اس

مجاہدے کے مقابلے میں اُن کا مجاہدہ کہاں سے آیا۔ ہنود عبادت گزار محض برہنہ چلتے ہیں اور دنیا کی کسی شے سے قطعاً تعلق نہیں رکھتے پھر کہاں یہ اور کہاں وہ (یعنی راہبوں کا مجاہدہ ہنود ریاضت کے سامنے کیا حقیقت رکھتا ہے)۔

جاہل مقلد سے زیادہ شدید گناہگار کبھی نہیں دیکھا گیا۔ خاصکر جبکہ اتفاق سے وہ سوداوی اور ضعیف ہو۔ اگر تم چاہو تو نصاریٰ کے اسقف قسیس اور جاثلیق (یعنی ان کے عابدوں زاہدوں) کے حالات میں غور کرو تو تم ان سب کو ساری مخلوق میں سب سے زیادہ فاسق سب سے زیادہ زانی، اور سب سے زیادہ مال جمع کرنے والا پاؤ گے۔ یہ ممکن نہیں کہ تم ان میں سے ایک کو بھی اس کے خلاف پاسکو۔

اسی طرح اگر جاہل نصاریٰ اس دھوکے میں ہیں کہ ان لوگوں نے شروع میں اپنے دین پر قتل کیے جانے پر صبر کیا ہے یہانتک کہ اس زمانے تک شاثنات (یعنی عیب لگانے والی یادگاریں) بنائیں۔ مانوی فرقے نے قتل کیے جانے پر جیسا صبر کیا ہے اس کے مقابلے میں یہ ایک حصہ بھی نہیں۔ نیز فرقہ قرامطہ کے دعوت دینے والوں کے بھی قتل پر صبر کرنے کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں۔ ان تمام باتوں سے وہی فریفتہ ہو سکتا ہے کہ جاہل، احمق، مقلد، دیدہ ودانستہ ہلاکت میں جانے والا ہو۔

حق تو صرف اُسی میں ہے جسے ایسے عقلی دلائل ثابت کریں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسی لیے بنایا ہے کہ ہم میں حق و باطل کی تمیز پیدا ہو۔ اور جن کے ذریعے سے بہائم سے بچا جائے۔ اس کے بعد حق اُس میں ہے جس میں اعتدال و استقامت ہو اور اس کا انحصار اس پر ہو جو ایسے صاحب شریعت لائے ہوں جن کی شریعت کی صحت پر برہان قائم ہو کہ وہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہے اور اس کا مجموعہ وہ ہو جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کی زندگی میں

اور آپ کے بعد عمل کرتے ہوں۔

دو اعتراض

نصاریٰ کے دو اعتراض باقی رہ گئے جن کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم بیان کریں گے۔

ایک تو یہ کہ اگر وہ یہ کہیں کہ اللہ عز وجل نے تمھاری کتاب میں مسیح علیہ السلام کی حکایت کے طور پر فرمایا کہ "من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل وکفرت طائفۃ۔ فایدنا الذین آمنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین" (مسیح نے کہا کہ اللہ کی جانب میرا مددگار کون ہے۔ حواریوں نے کہا کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا۔ پھر ہم نے ایمان لانے والوں کی اُن کے دشمن کے مقابلے میں مدد کی اور وہ غالب ہو گئے)۔

نیز اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ"، (اے عیسیٰؑ میں تم کو پورا (مع جسد و روح) لے لوں گا اور اپنے پاس اُٹھا لوں گا اور تمھیں کفر کرنے والوں سے پاک کر دوں گا اور جنھوں نے تمھاری پیروی کی ہے قیامت تک اُنھیں اُن لوگوں سے برتر رکھوں گا جنھوں نے کفر کیا)۔

ہم کہیں گے کہ ہاں۔ یہ خبر حق اور وعدہ صادقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض مومنین کے متعلق خبر دی ہے اور اُن کا نام نہیں بتایا ہے بلاشک باطرہ۔ یوحنا۔ متی وبہوذا و یعقوب جن کا کذب ثابت ہو چکا ہے مومن نہیں ہیں۔ یہ لوگ کفار ہیں جو مسیح کے لیے کذب و کفر کے طور پر ربوبیت کے مدعی ہیں۔ لیکن جن لوگوں سے قیامت تک مدد کا وعدہ کیا گیا ہے وہ وہی لوگ ہیں جو مسیح علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں وہ ہم مسلمان لوگ ہیں کہ واقعی اُن کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نہ وہ لوگ جنھوں نے اُن کے ساتھ کفر کیا اور یہ کہا کہ مسیح کذاب تھے۔

اور یہ کہا کہ وہ خدا تھے یا خدا کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر وہ گروہ لوگ یہ کہیں کہ تمہاری کتاب میں ہے کہ "وجاء ربك والملك صفا صفا" (یعنی قیامت میں) آپ کا رب اور فرشتے صف بہ صف آئیں گے)، اور اسی کتاب میں ہے کہ "هل ينظرون الا ان يأتيهم الله فى ظلل من الغمام والملئكة وقضى الامر" (کیا یہ لوگ (بدعات سے بچنے میں) اس کے منتظر ہیں کہ اُن کے پاس ابر کے سایوں میں اللہ تعالیٰ اور فرشتے آجائیں اور معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے؟) تم جو توریت و انجیل میں ہے اس کے بارے میں ویسا ہی کیوں نہیں کہتے جیسا کہ تم اپنی کتاب کے بارے میں کہتے ہو؟

ہم کہیں گے کہ دونوں امور میں ایسا ہی فرق ہے جیسا فلک کے دونوں قطبوں میں۔ جو کچھ قرآن میں ہے ظاہر ہے۔ محتاج تاویل نہیں ہے۔ "وجاء ربك" "ويأتيهم الله" کے معنی صرف یہی ہیں کہ یہ ایک امر معلوم ہے۔ اُسی لغت میں ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے جس کی شہادت یہ ہے کہ تم بھی کہتے ہو کہ "جاء الملك" "اتانا الملك" (یعنی بادشاہ آگیا۔ اور ہمارے پاس بادشاہ آگیا) حالانکہ محض اس کا لشکر، اس کی طاقت اور اس کا حکم آیا۔ تم نے جو کچھ تلاوت کیا اس میں کوئی امر قابل انکار نہیں۔ ہم نے جو تمہاری توریت و انجیل کے باہمی اختلافات تناقض و تکاذب اور جھوٹ لکھے وہ ایسے نہیں ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

صحت نقل کلام اللہ

ان لوگوں نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ تم لوگ اپنی کتاب (قرآن) کی نقل کو کیسے صحیح کہہ سکتے ہو حالانکہ اس کی قراءت میں باہم شدید اختلاف رکھتے ہو۔ تم میں سے بعض لوگ بہت سے حروف بڑھاتے ہیں اور بعض انھیں نکال ڈالتے ہیں۔ یہ تو اختلاف کا ایک باب ہوا۔

دوسری شق

تم لوگ ایسی اسانید سے جو تمہارے یہاں انتہائی صحت

کو پہنچی ہوئی ہیں روایت کرتے ہو کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کے چند گروہوں نے اور اُن کے ایسے تابعین نے جن کی تم تعظیم کرتے ہو اور اپنا دین اُن سے اخذ کرتے ہو، قرآن کو ایسے الفاظ زائدہ و مُبدلہ میں پڑھا ہے کہ تم لوگ اُن الفاظ میں پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف (قرآن مجید) تمہارے مصحف کے خلاف تھا۔

تیسری شق

نیز تمہارے علماء کے چند گروہ جن کی تم تعظیم کرتے ہو اور اُن سے اپنا دین اخذ کرتے ہو، کہتے ہیں کہ عثمان بن عفان نے بہت سی صحیح قرأتوں کو نکال ڈالا جب اُنھوں نے وہ مصحف لکھا جس پر تم لوگوں کو اُنھوں نے جمع کیا۔ اور اُن سات حرفوں میں سے جن میں تمہارے نزدیک قرآن نازل کیا گیا ہے اُسے صرف ایک حرف پر کر دیا۔

تیسری شق

نیز روافض یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمہارے نبیؐ کے اصحابؓ نے قرآن کو بدل دیا اور اِس میں گھٹا بڑھا دیا۔

احقاق حق

ان سب باتوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ ہم ایسے طریقے سے بیان کریں گے جس میں کسی کو ابھی کوئی اشکال نہ ہو گا۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

اختلاف قرأت

تم لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم اپنی کتاب کی قرأت میں باہم مختلف ہیں، بعض چند حروف بڑھاتے ہیں، بعض چند حروف گھٹاتے ہیں، تو یہ کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ وہ بھی ہمارا اتفاق ہے اور صحیح ہے۔ اس لیے کہ ان حروف کی اور ان تمام قرأتوں کی انتہا پوری پوری جماعتوں کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے کہ وہ سب آپ پر نازل ہوئیں۔ اس لیے ان تمام قرأتوں میں سے ہم جو بھی پڑھیں وہ صحیح ہے۔ اور وہ سب قرأتیں شمار کی ہوئی محفوظ

اور یاد کی ہوئی معلوم ہیں جن میں نہ کوئی زیادت ہے نہ کمی۔ لہٰذا اس فصل سے جو تمہارا اعتراض و تعلق تھا وہ باطل ہو گیا۔ وللہ تعالیٰ الحمد۔

قرأت متروکہ

تمہارا یہ کہنا کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک گروہ سے اور اُن تابعین سے کہ جن کی ہم تعظیم کرتے ہیں اور اُن سے اپنا دین اخذ کرتے ہیں باسانید صحیحہ مروی ہے کہ انھوں نے قرآن کو ایسی قرأتوں میں پڑھا کہ ہم لوگ اُن قرأتوں میں پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ تو یہ صحیح ہے۔

ہم لوگ اگرچہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضوان اللہ علیہم کی تعظیم میں انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہمارا تقرب اُن کی محبت ہی کی وجہ سے ہے۔ مگر صحابہؓ کو وہم وخطاء سے ہم بعید نہیں سمجھتے اور نہ کسی ایسی چیز میں اُن کی تقلید کرتے ہیں جس کو انھوں نے کہا ہے۔

ہم تو محض وہ چیز صحابہؓ سے لیتے ہیں جس کے متعلق ہمیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے جس کا انھوں نے خود مشاہدہ کیا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ اُن کی عدالت۔ ثقاہت اور صدق ثابت ہو چکا ہے۔ لیکن اُن امور میں اُن کا خطا و وہم سے معصوم ہونا جو وہ اپنی رائے وظن وقیاس سے کہیں تو ہم اس کے قائل نہیں۔

اگر تم لوگ بھی اپنے اُن احبار و اساقفہ کے ساتھ جو تمہارے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان ہوئے ہیں ایسا ہی کرتے تو ہم تم پر ملامت نہ کرتے۔ بلکہ تم لوگ بھی صواب و ہدایت پر ہوتے نازل شدہ حق کے پیرو اور خطائے مہمل سے دور ہو جاتے۔ لیکن تم لوگوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اُن لوگوں نے تمہارے لیے جو شریعت بنائی تم نے اُن کی تقلید کر لی اور دنیا و آخرت میں ہلاک ہوئے۔

وہ قرأتیں جن کا تم نے ذکر کیا وہ محض صحابیؓ یا تابعی پر موقوف ہیں

(اُن کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتا) لہذا لامحالہ وہ صحابیؓ یا تابعی کا وہم ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے بعد وہم سے کوئی خالی نہیں۔

۶۵

مصحف ابن مسعود

تمہارا یہ کہنا کہ عبداللہ بن مسعود کا مصحف ہمارے مصحف کے خلاف ہے، یہ کذب و باطل اور تہمت ہے۔ مصحف عبداللہ بن مسعود میں بلاشک محض اُنھیں کی قرأت ہے مگر ان کی قرأت وہی ہے جو عاصم کی قرأت ہے کہ دنیا کے مشرق و مغرب میں تمام اہل اسلام کے یہاں مشہور ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ ہم اس کو بھی پڑھتے ہیں اور دوسری قرأت کو بھی کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کل قرأت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔ لہذا اس کے متعلق بھی ان کا اعتراض باطل ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

مصحف عثمانیؓ

تمہارا یہ کہنا کہ "علما کی ایک جماعت نے جن سے ہم اپنا دین اخذ کرتے ہیں، بیان کیا ہے کہ عثمانؓ بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب وہ مصحف لکھا جس پر انھوں نے لوگوں کو جمع کر لیا تو اس میں نازل شدہ حروف میں سے چھ حروف نکال ڈالے اور صرف ایک حرف رہنے دیا۔" تو یہ اُنھیں اغلاط میں سے ہے جن کا تذکرہ ہو چکا۔ یہ وہ گمان ہے جس کے قائل نے خطا کی۔ واقعہ ایسا نہیں ہے جیسا اس نے کہا بلکہ یہ سب مثل آفتاب روشن کے برہان سے باطل ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ ایسے وقت ہوئے ہیں کہ تمام جزیرۃ العرب مسلمانوں۔ قرآنوں۔ مسجدوں اور قاریوں سے بھرا ہوا تھا۔ قاری بچوں، عورتوں اور ہر موجود اور دور سے آنے والے کو قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ تمام یمن جو ان کے زمانے میں متعدد شہروں اور قریوں پر مشتمل تھا۔ اسی طرح بحرین۔ اسی طرح عمان جس کی وسیع آبادی میں متعدد شہر اور

دیہات تھے۔ اور بڑا ملک تھا۔ اسی طرح تمام مکہ، طائف، مدینہ اور شام۔ اسی طرح جزیرہ۔ اسی طرح تمام مصر۔ اور اسی طرح کوفہ و بصرہ۔ کہ ان تمام آبادیوں میں اس قدر قرآن و قاریان قرآن تھے کہ اُن کا شمار سوائے اللہ کے کوئی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ یہ لوگ بیان کرتے ہیں اگر عثمانؓ اس کا قصد بھی کرتے تو ہرگز اس پر قادر نہ ہوتے۔

یہ کہنا کہ عثمانؓ نے لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کر لیا تو یہ بھی باطل ہے۔ مذکورۂ بالا وجوہ سے عثمانؓ اس پر بھی قادر نہیں ہو سکتے تھے۔ اور نہ کبھی عثمان رضی اللہ عنہ اس طرف گئے کہ لوگوں کو اپنے لکھے ہوئے مصحف پر جمع کریں۔ انھیں محض یہ اندیشہ ہوا کہ کوئی فاسق آ کے دین میں مکر کی کوشش کرے یا اہل خیر ہی میں سے کوئی وہم کرنے والا وہم کرے اور قرآن کا کچھ حصہ بدل دے۔ تو وہ فاسق تو اُس کو عمداً کرے گا اور اس خیر طلب سے بر بنائے وہم ایسا ہو گا۔ نتیجے میں ایسا اختلاف ہو گا جو گمراہی تک پہنچا دے گا۔ انھوں نے متفق ہو کر چند قرآن لکھے اور ہر سمت ایک قرآن بھیجدیا کہ اگر کوئی وہم کرنے والا وہم کرے یا کوئی بدلنے والا بدل دے تو اس متفق علیہ قرآن کی طرف رجوع کر لیا جائے۔ لہذا حق ثابت و واضح ہو گیا اور کید و وہم باطل ہو گیا۔

یہ کہنا کہ عثمانؓ نے چھ حرف مٹا دیے، تو جو یہ کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ اگر عثمانؓ ایسا کرتے یا ایسا کرنے کا ارادہ کرتے تو اسلام سے خارج ہو جاتے اور ایک ساعت بھی نہ ٹھیرتے۔ یہ ساتوں حروف ہمارے یہاں موجود ہیں۔ جیسے تھے ویسے ہی قایم ہیں۔ مشہور منقول و ماثور قراأتوں میں محفوظ و ثابت ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

روافض کے تبدیل قرأت کے دعوے کے بارے میں کہنا۔

تو روافض تو مسلمانوں میں سے نہیں ہیں یہ تو وہ چند فرقے ہیں جن میں سے سب سے پہلا فرقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پچیس سال بعد پیدا ہوا۔ اس کی بنیاد اس طرح پڑی کہ جن لوگوں نے اسلام کو

دعوکا دیا ان کی دعوت کو اُن لوگوں نے قبول کر لیا جن کی نصرت وبدد اللہ تعالیٰ نے ترک کر دی تھی۔ یہ وہ فرقہ ہے جو کذب وکفر میں یہود و نصاریٰ ہی کا قائم مقام ہے۔ یہ چند فرقے ہیں جن میں سب سے زیادہ غالی (یعنی کٹر) وہ لوگ ہیں جو علیؓ بن ابی طالب کی اور اُن کے ہمراہ ایک جماعت (آئمہ دوازدہ) کی الوہیت کے قائل ہیں۔ ان میں سب سے کم غلو رکھنے والے (یعنی جو زیادہ کٹر نہیں ہیں) وہ اس کے قائل ہیں کہ دو مرتبہ آفتاب کو (بعد غروب) علیؓ بن ابی طالب کے لیے لوٹایا گیا۔ یہ تو ان کی وہ قوم ہے جو جس کا مرتبہ کذب میں ان سب سے کم ہے کیا ان سے کسی جھوٹ کے لانے کو قبیح سمجھا جا سکتا ہے! ہر وہ شخص جسے اُس کا مونھ یا اس کے نفس کی صفائی کذب سے نہ روکے تو وہ جتنا چاہے جھوٹ بولے جس دعوے پر کوئی برہان نہ ہو کوئی عاقل اُس سے استدلال نہیں کرتا خواہ وہ اُس کے موافق ہو یا اُس کے خلاف ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایسے واضح برہان لائیں گے جو روافض کے کذب کو جو اس بارے میں انھوں نے اختیار کیا ہے رسوا کر دے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک اسلام پھیل چکا تھا اور تمام جزیرۂ عرب میں اختتام بحر قلزم سے گذر کر تمام سواحل یمن تک، اور وہاں سے بحر فارس تک اُس کے اختتام سے گذرتا ہوا فرات تک، اس کے بعد ساحل فرات پر وہاں سے شام کے اختتام تک وہاں سے بحر قلزم تک ظاہر ہو چکا تھا۔ اس جزیرے میں (یعنی عرب میں) جس قدر شہر اور دیہات ہیں اُن کی تعداد سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا۔ مثلاً یمن بحرین۔ عمان۔ نجد۔ طے کے دونوں پہاڑ۔ بلاد مضر۔ بلاد ربیعہ۔ بلاد قضاعہ۔ طائف۔ مکہ کے یہاں کے تمام باشندے اسلام لے آئے تھے اور مسجدیں بنالی تھیں کہ ان میں سے کوئی شہر کوئی قصبہ یا اعراب کی

۶۶

کوئی منزل ایسی نہ تھی جہاں نمازوں میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو اور وہاں کے بچوں عورتوں اور مردوں کو اس کی تعلیم نہ دی جاتی ہو۔

قرآن لکھ لیا گیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک مسلمان اسی حالت پر رہے کہ ان میں کسی چیز میں قطعی کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ سب کے سب امت واحدہ اور دین واحد اور مقالہ واحدہ (یک زبان) تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ڈھائی برس خلیفہ رہے انھوں نے فارس و روم سے جہاد کیا اور یمامہ کو فتح کر لیا۔ قرأت قرآن میں اضافہ ہو گیا۔ اور لوگوں نے قرآن جمع کر لیے۔ کوئی شہر ایسا نہ رہا جس میں متعدد قرآن نہ ہوں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی اور مسلمان اسی طرح رہے جس طرح تھے کہ ان میں کسی چیز میں بھی کوئی اختلاف نہ تھا کہ امت واحدہ و مقالہ واحدہ تھے۔ سوائے اس فتنے کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ حیات اور اول خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوا جو اسود عنسی کا بجانب صنعا اور مسلیمہ کا یمامہ میں ظہور تھا۔ یہ دونوں نبوت کے مدعی تھے۔ اور اس حالت میں بھی یہ دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے مقر تھے اور اس کا اعلان کرتے تھے۔

اگر آپ کی وفات کے بعد عرب و یمن وغیرہ کو تقسیم کیا جائے تو یہاں کے باشندوں کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔

ایک وہ گروہ جو حسب سابق اسلام پر ثابت قدم رہا۔ اس نے کوئی تغیر نہیں کیا اور حضرت ابوبکر کی طاعت کا پابند رہا۔ یہ جمہور ہیں اور سب سے زیادہ یہی لوگ ہیں۔

ایک وہ گروہ جو اسلام پر تو باقی رہا مگر کہا کہ ہم نماز و شرائع اسلام کو قائم کرتے ہیں سوائے اس کے کہ ہم زکوٰۃ ابوبکرؓ کو نہ دیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی طاعت کا عہد نہ کریں گے۔ یہ لوگ بھی کثیر تھے البتہ اُن لوگوں سے کم تھے جو

طاعت ابو بکرؓ پر باقی تھے۔ حطیئۃ العبسی کے اشعار ذیل اس کو ظاہر کرتے ہیں۔ سہ

۱ اطعنا رسول اللہ اذ کان بیننا + فیا لہفنا ما بال دین ابی بکر

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع رہے جب تک آپ ہم میں رہے۔ وائے حسرت۔ ہم پر۔ دین میں ابوبکر کی کیا شان تھی۔

۲ ایورثہا بکرا اذا مات بعدہ + فتلک لعمر اللہ قاصمۃ الظہر

مرنے کے بعد کیا وہ اپنے فرزند اکبر کو وارثِ خلافت بنائیں گے؟۔ پھر تو بخدا یہ پیٹھ توڑنے والی چیز ہے۔

۳ وان التی طالبتم فمنعتم + لکالتمر او احلی لدی من التمر

تم نے جس چیز کا مطالبہ کیا اور وہ تم سے باز رکھی گئی۔ بیشک وہ مثل کھجور کے تھی بلکہ میرے نزدیک کھجور سے زیادہ شیریں تھی۔

یعنی زکوٰۃ کہ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ہم نہ دیں گے مگر یہ قبول نہ ہوا۔ پھر اُن قبائل کا ذکر کرتا ہے جو طاعت پر باقی رہے۔ چنانچہ کہتا ہے سہ

۴ فباست بنی سعد واستاہ طیء + واست بنی دودان حاشی بنی النضر

لیکن واللہ بنی نضر اور حطیہ (شاعر) ہی پر مصیبت آگئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

گروہ ثالث وہ ہے جس نے کفر وارتداد کا اعلان کر دیا۔ مثلاً طلیحہ وسجاح کے ساتھی اور وہ لوگ جن کو انھوں نے مرتد کر لیا تھا۔ یہ لوگ مذکورۂ بالا اشخاص (زکوٰۃ کے منکرین) کے نسبت کم تھے۔ سوائے اس کے کہ ہر قبیلے میں مومنین میں سے وہ لوگ تھے جو مرتدین کا مقابلہ کرتے تھے۔ یمامہ میں تمامہ بن اثال الحنفی مسلمانوں کے کئی گروہوں کے ہمراہ مسیلمہ سے جنگ کر رہے تھے۔ اسود عنسی کی قوم میں بھی ایسا ہی تھا۔ بنی تمیم و بنی اسد میں جمہور مسلمین تھے۔

چوتھا گروہ وہ تھا جس نے توقف کیا۔ یہ لوگ مذکورۂ بالا

۶۷

گروہوں میں سے کسی ایک میں بھی داخل نہیں ہوئے۔ یہ منتظر رہے کہ کس کو غلبہ حاصل ہوتا ہے مثلاً مالک بن نویرہ وغیرہ۔ ابو بکرؓ نے ان لوگوں کی طرف لشکر روانہ کیے۔ مسیلمہ قتل کر دیا گیا۔ اور فیروز و فاذویہ رضی اللہ عنہما دونوں فارسی بزرگ تھے۔ ان دونوں نے اسود عنسی کو قتل کیا۔ ایک سال بھی نہ گذرا کہ اول سے آخر تک سب اسلام کی طرف واپس آگئے اور سجاح و طلیحہ وغیرہم بھی اسلام لے آئے۔ یہ تو محض شیطان کی طرف سے ایک حملہ تھا جو آگ کی طرح مشتعل ہو گیا پھر اللہ نے بر وقت اسے ٹھنڈا کر دیا۔

ابو بکر کی وفات ہو گئی۔ عمر خلیفہ ہوئے اور اہل فارس کے تمام شہر طول سے عرض تک سب فتح ہو گئے۔ اور پورا شام، جزیرہ اور تمام مصر فتح ہو گیا۔ مشرق سے مغرب تک کوئی شہر باقی نہ رہا جس میں مساجد نہ بنائی گئی ہوں۔ قرآن نہ لکھے گئے ہوں۔ آئمہ قرآن نہ پڑھتے ہوں اور مکاتب میں بچوں کو اس کی تعلیم نہ دیتے ہوں۔ حضرت عمر اسی حالت کے ساتھ دس سال اور چند ماہ زندہ رہے اور تمام مومنین کے درمیان کبھی کسی چیز میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ بلکہ وہ سب ملت واحدہ و مقالۂ واحدہ رہے۔

حضرت عمر کی وفات کے وقت اگر مسلمانوں کے پاس مصر سے عراق تک وہاں سے شام تک اور وہاں سے یمن تک پھر ان شہروں کے درمیان ایک لاکھ قرآن نہ ہوں گے تو اس سے کم بھی نہ ہوں گے۔

حضرت عثمان خلیفہ ہوئے۔ فتوحات میں اضافہ ہوا اور حکومت اور وسیع ہو گئی۔ اگر کوئی شخص اہل اسلام کے قرآنوں کے شمار کا قصد کرتا تو قادر نہ ہوتا۔ حضرت عثمان انھیں حالات میں بارہ سال زندہ رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوئی اور ان کی وفات سے اختلاف شروع ہوا اور امر روافض کی ابتدا ہوئی۔

آج اگر کوئی نابغہ یا زہیر کے شعر میں کوئی کلمہ گھٹانا یا بڑھانا چاہے تو

جنھوں نے بہت معمولی سی رائے میں اُن سے اختلاف کیا جس کو اُن لوگوں نے مناسب سمجھا اور علی نے اُس کے خلاف کو مناسب سمجھا۔ لہذا روافض کا کذب ایسے برہان سے ثابت ہو گیا جس سے ہٹنے کی گنجایش نہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ اُن وجوہ نقل و روایت کا حال بیان کریں گے جو مسلمانوں کے یہاں اُن کی کتاب اور اُن کے دین کے لیے ہے جس کو انھوں نے اپنے آئمہ سے نقل کیا ہے۔ یہانتک کہ انشاء اللہ تعالیٰ اُس سے مومن و کافر عالم و جاہل کھلم کھلا واقف ہو جائے گا اور سب جان جائیں گے کہ بھلا اور ادیان کی انقل کا اُن کی نقل سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔

صحت نقل

ہم کہتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔ کہ مسلمانوں کی مذکورہ بالا امور کی نقل چھ قسموں پر منقسم ہے

اوّل وہ شے ہے جسے اہل مشرق و مغرب نے اپنے ہمجنسوں سے گروہوں نے گروہوں سے نقل کیا ہے جس میں نہ مومن اختلاف کرے گا نہ منصف کافر۔ سوائے اُس کے جو مشاہدے ہی کی مخالفت کرے۔ اور وہ قرآن ہے جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے دنیا کے مشرق میں بھی۔ مغرب میں بھی۔ جس میں لوگ نہ شک کرتے ہیں نہ اختلاف کرتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب (صلی اللہ علیہ وسلم) اسے لائے اور انھوں نے یہ خبر دی کہ اللہ عز و جل نے بذریعہ وحی اس کو ان کے پاس بھیجا ہے۔ جس نے اُن کی پیروی کی اُس نے اس کو انھیں سے اسی حالت میں لیا ہے۔ پھر اُن لوگوں سے لیا گیا یہانتک کہ ہم تک پہنچ گیا۔

اسی میں سے پانچوں نمازیں ہیں کہ کوئی مومن یا کافر نہ اختلاف کرتا ہے اور نہ کوئی شک کرتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اپنے اصحاب کے ہر روز و شب اُن کے اوقات مقررہ میں

پڑھی ہیں۔ اسی طرح جن لوگوں نے آپ کے دین پر آپ کی پیروی کی جہاں کہیں بھی وہ تھے روزانہ پڑھی ہے اور اسی طرح آج تک۔ اس میں کوئی شک نہ کرے گا کہ اس کو اہل سندھ بھی اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح اسے اہل اندلس پڑھتے ہیں اور اہل ارمینیہ بھی اسے اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح اسے اہل یمن پڑھتے ہیں۔

مثلاً ماہ رمضان کے روزے کہ اس میں نہ کوئی کافر اختلاف کرتا ہے نہ مومن اور نہ کوئی شک کرتا ہے کہ یہ روزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے اور آپ کے ساتھ آپ کے ہر تبع نے ہر شہر میں اور ہر سال رکھے پھر اسی طرح گروہ در گروہ ہمارے زمانے تک لوگ رکھتے چلے آئے۔

مثلاً حج کہ اس میں نہ کوئی کافر اختلاف کرتا ہے نہ مومن اور نہ کوئی شک کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ہمراہ حج کیا اور مسائل و احکام حج قائم فرمائے۔ پھر اطراف عالم میں سے ہر سمت کے مسلمانوں نے ہر سال اور ایک ہی شہر یعنی مکے میں حج کیا اور ابتک کرتے ہیں۔

انھیں سب کی طرح زکوٰۃ ہے۔ اور وہ بقیہ شرائع جو قرآن میں ہیں مثلاً بعض رشتہ داروں سے نکاح کا حرام ہونا۔ مردار اور سور کا حرام ہونا۔ اور تمام شرائع اسلام۔ اور مثلاً آپ کے معجزات۔ شق قمر۔ اور یہود کو تمنائے موت کی دعوت۔ اور وہ تمام امور جو نص قرآن میں ہیں جو پڑھا جاتا ہے اور نقل کیا جاتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کے یہاں اس طرح کی نقل قطعاً کوئی بھی نہیں ہے کیونکہ شریعت سبت اور اپنی بقیہ شرائع کی نقل میں یہ لوگ صرف اپنی توریت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کو (یعنی نقل شریعت کو) اور نقل توریت کو ان سب کا اس پر متفق ہونا قطع کر دیتا ہے کہ ان کے اوائل کے گروہ سب کے سب کافر ہو کے دین موسیٰ سے

علیحدہ ہو گئے تھے اور زمانۂ دراز و مدت طویل تک بت پرستی کرتے رہے۔ یہ محال ہے کہ بادشاہ کا فر بت پرست ہو اور اس کے ساتھ اس کی ساری رعایا بھی ایسی ہی ہو جو انبیاء کو قتل کرتے ہوں، ان کا گلا گھونٹتے ہوں، اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اُسے قتل کر ڈالتے ہوں، ایسے لوگ سبت میں مشغول ہوں یا اُس شریعت میں مشغول ہوں جو اللہ سبحانہ کی طرف منسوب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس غیر مشکوک کذب سے برتر ہے۔ نصاریٰ کی نقل کو اس قسم کے امور بھی قطع کر دیتے ہیں اور یہ بھی کہ اُن کی نقل صرف پانچ آدمیوں سے ہے۔ اور ان پانچوں کا کذب اُس کذب کے ساتھ واضح ہو چکا ہے جو ہم نے توریت و انجیل میں واضح کیا ہے جو یہ فیصلہ کرتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں بلا شک بدل دی گئی ہیں۔

وہ شے جسے پورے گروہ نے اپنے ہی جیسے پورے گروہ سے نقل کیا یہانتک یہ صورت ایسی ہی نقل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ مثلاً آپ کے بہت سے علامات و معجزات جو غزوہ خندق و تبوک میں لشکر کے سامنے ظاہر ہوئے اور مثلاً کثیر مناسک و احکام حج۔ اور مثلاً کھجور کی اور گیہوں اور جو اور چاندی اور اونٹ اور سونے اور گائے اور بکری کی زکوٰۃ۔ اور آپ کا اہل خیبر سے معاملہ اس کے علاوہ وہ بہت سے امور جو عوام سے پوشیدہ ہیں اور انھیں صرف اہل علم کے متعدد پورے پورے گروہ جانتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے یہاں اس قسم کی نقل میں بھی کچھ نہیں۔ اس لیے کہ وہ امر ان کے درمیان نقل کو قطع کر دیتا ہے جو ہم نے اس کے قبل بیان کیا کہ یہ لوگ زمانۂ دراز تک کفر پر متفق رہے اور کسی پوری جماعت کا سلسلۂ نقل عیسیٰ علیہ السلام تک نہیں پہنچتا۔

سوم جس کو ایک ثقہ نے دوسرے ثقہ سے اسی طرح نقل کیا ہو یہانتک کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے۔ کہ ان میں سے

ہر شخص اس کا نام ونسب بھی بتائے کہ جس نے اُسے خبر دی ہے۔ سب کی حالت وشخصیت وعدالت وزمانہ ومقام معلوم ہو۔ علاوہ اس کے کہ اس بیان کرنے والے کی اکثر روایات ایسی ہوں۔ جو منقول اس طور پر ہوں کہ پوری پوری جماعتوں نے یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے طرق (سند) سے نقل کیا ہو یا ایک صحابی تک یا ایک تابعی تک یا ایک ایسے امام تک۔ جس نے تابعی سے لیا ہے، نقل کیا ہو۔ جس کو وہ جانتا ہے۔ جو اس شان (فن رجال)، کو جانتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

یہ وہ نقل ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دوسرے تمام اہل مذاہب کے مقابلے میں مسلمانوں کو مخصوص کیا ہے۔ اس نے ان کے یہاں ساڑھے چار سو برس کے زمانۂ قدیم سے ایک جدید نعمت مشرق ومغرب جنوب وشمال میں قائم کر دی ہے جس کی طلب میں ممالک بعیدہ تک اتنے آدمی سفر کرتے ہیں جن کی تعداد کا سوائے اُن کے خالق کے کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ جو پڑھنے والا اس کے قریب ہوتا ہے وہ برابر اُسے ضبط تحریر یا حفظ میں لے آتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت پر مامور فرمایا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

۶۹

نقل میں ایک کلمے کی غلطی یا اس سے بھی اگر کسی سے واقع ہو جائے تو وہ اُن سے چھوٹتی نہیں (وہ اس غلطی کو بھی بتا دیتے ہیں) نہ یہ ممکن ہے کہ کوئی فاسق کوئی بنایا ہوا کلمہ اس میں داخل کر سکے وللہ تعالیٰ الشکر۔

یہ وہ تینوں اقسام ہیں جن سے ہم اپنا دین اخذ کرتے ہیں۔ ان کے سوا ہم کسی اور طرف نہیں بڑھتے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

چہارم وہ ہے جسے اہل مشرق ومغرب نے یا ایک پوری جماعت نے یا ایک ثقہ نے اپنے ہی جیسوں سے نقل کیا یہاں تک کہ یہ سلسلہ

ایسے شخص تک پہنچ گیا کہ اس کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک شخص یا ایک سے زیادہ ہے (یعنی وہ تابعی یا تبع تابعی ہے جہاں پر روایت ختم ہوتی ہے اور وہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے اور اپنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا ذکر نہیں کرتا تو یہ احتمال ہے کہ وہ درمیانی شخص صحابی بھی ہو سکتا ہے اور اسی جیسا تابعی بھی ہو سکتا ہے۔ تابعی میں ثقہ و غیر ثقہ دونوں کا احتمال ہے) وہ شخص جس تک یہ سلسلۂ روایت پہنچا ہے وہ اس کا نام بتانے سے خاموش ہے جس نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے (اس روایت کو مرسل کہتے ہیں) معلوم نہ ہوا کہ وہ کون ہے۔ یہ وہ قسم ہے جس سے بہت سے مسلمان اخذ کرتے ہیں۔ اور ہم قطعاً اس سے اخذ نہیں کرتے اور نہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ کس نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔ کبھی وہ غیر ثقہ ہوتا ہے اور اس کے متعلق جو چیز معلوم ہوتی ہے وہ اس کے خلاف ہوتی ہے جو اس سے روایت کی گئی جو اس شخص کے متعلق بھی مشہور نہیں ہوتی جس سے روایت کی گئی ہے۔

یہ قسم روایت نقل یہود میں بکثرت ہے بلکہ جو ان لوگوں کے یہاں ہے وہ اس قسم میں اعلیٰ درجے کا ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ اس نقل میں موسیٰ علیہ السلام کے قریب نہیں ہیں جیسا کہ ہم اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بیچ میں رک جاتے ہیں اس لیے کہ ان کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تیس زمانے سے زائد حائل ہیں جو ڈیڑھ ہزار سال سے زیادہ ہیں یہ لوگ اپنی نقل محض ہلال و شمائی و شمعون و مرعقیبا اور ان کے ہمجنسوں تک پہنچاتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ان کا صرف ایک ہی مسئلہ ہے جو ان کے احبار میں سے ایک حبر (یعنی عالم یہود) انبیائے متاخرین میں سے

ایک نبی سے روایت کرتا ہے کہ اُس نے اس مسئلے کو نبی سے بالمشافہ اخذ کیا جو اپنی بیٹی کے نکاح کے بارے میں ہے جبکہ اس کا بھائی اس عورت کو چھوڑ کر مر گیا ہو۔ مگر نصاریٰ کے پاس اس نقل کی ہی بھی کوئی چیز نہیں ہے سوائے محض تحریم طلاق کے۔ علاوہ اس کے کہ اس مسئلے کا راوی بھی اُن انتہائی جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے جن کا جھوٹ ثابت ہو چکا ہے۔

پنجم وہ شے جو اسی طرح نقل کی گئی ہو جس طرح ہم نے بیان کیا یا تو اُسے اہل مشرق و مغرب نے نقل کیا ہو، یا پوری جماعت نے پوری جماعت سے نقل کیا ہو، ایک ثقہ نے دوسرے ثقہ سے نقل کیا ہو یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے۔ سوائے اس کے کہ طریق (سند کے رجال) میں کوئی ایسا راوی آگیا ہو جو مجروح ہو یا تو کذب کے ساتھ یا غفلت کے ساتھ یا مجہول الحال ہو۔ بعض مسلمان اس نقل کے بھی قائل ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک نہ تو اس کا قائل ہونا جائز ہے، نہ اس کی تصدیق اور نہ اس سے کسی مسئلے کا اخذ کرنا درست ہے۔ یہ صفت نقل یہود و نصاریٰ کی ہے جس کو انھوں نے اپنے انبیاء کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس لیے کہ یہ لوگ بلاشک کفار ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں۔

ششم وہ نقل ہے جو ایسے وجوہ میں سے کسی ایک طریقہ مذکورہ سے منقول ہو کہ یا تو اہل مشرق و مغرب کی نقل سے یا پوری جماعت سے یا ثقہ سے منقول ہو یہانتک کہ یہ صحابی یا تابعی یا کسی امام تک جو ان دونوں سے (یعنی صحابی و تابعی سے درجے میں) کم ہے پہنچے کہ اس نے کہا یا ایسا حکم دیا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو مثلاً ابوبکرؓ کا فعل مرتدین کے قیدیوں کے بارے میں (یعنی یمن کے زکوٰۃ نہ دینے والے لوگ) اور مثلاً نماز جمعہ دن کے اول حصے میں۔ اور مثلاً عمرؓ کا خراج مقرر کرنا اور ان کا لکڑہارے غلام کی دو چند قیمت مقرر کرنا وغیرہ۔ جو بہت ہے بعض اہل اسلام اس سے استدلال کرتے ہیں اور بعض اس سے استدلال نہیں کرتے

ہم بھی اس سے بالکل استدلال نہیں کرتے۔ اس لیے کہ کسی کے فعل میں کوئی حجت (و دلیل) نہیں بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے اتباع کا حکم دے اور اسے اپنا دین بیان کرنے کے لیے ہمارے پاس بھیجے۔ کوئی بزرگ وہم سے خالی نہیں۔ اس میں کوئی حجت نہیں جو وہم کرتا ہو اور اس کے وہم کے بیان میں وحی نہ آتی ہو۔

نقل کی یہی قسم ہے کہ یہود نے اپنی شرائع نقل کی ہیں جن پر وہ اب قائم ہیں جو توریت میں نہیں ہیں وہ سب نقل کی اسی قسم میں داخل ہیں۔

نصاریٰ کے تمام منقولات کی بھی یہی صفت ہے۔ سوائے تحریم طلاق کے البتہ یہود کو اس کا امکان نہیں کہ وہ اس نقل کو کسی نبی کے صحابی تک پہنچا سکیں یا اس کے تابعی تک۔

سب سے اعلیٰ درجے کا شخص جس پر نصاریٰ کی شریعت موقوف ہے شمعون باطرہ (بطرس) ہے اس کے بعد بولس۔ اس کے بعد ان کے تمام اسقف زمانہ بزمانہ۔ یہ وہ امر ہے کہ اس کے یا اس میں سے کسی جزو کے انکار پر ان میں سے کوئی قادر نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی اس کے کذب کا دعویٰ کرے اور سمجھے کہ مخاطب عیسائیوں کی شریعت سے واقف نہیں۔ مگر جب ایسا شخص تقریر کرے کہ ان کی کتابوں سے واقف ہو تو پھر انھیں انکار کی بالکل گنجایش نہیں ہوتی۔

صحت اعجاز نبوی

نقل قرآن اور اس میں جو معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں مثلاً غیب کی باتوں کی پیشینگوئی کرنا۔ شق قمر۔ یہود کو تمنائے موت کی دعوت دینا۔ نصاریٰ کو مباہلے کے لیے بلانا۔ تمام عرب کو قرآن کا مثل لانے کو کہنا۔ اور انھیں اس سے عاجز ہونے پر للکارنا۔ یہود کو للکارنا کہ وہ موت کی تمنا نہ کریں گے۔ پرندۂ ابابیل کا قصہ اور ان کا اصحاب فیل پر مٹی کی کنکریاں پھینکنا۔ اور بہت سی شرائع اور بہت سی عادات۔

ان سب امور کو یمانی و مضری و ربیعی و قضاعی نے نقل کیا ہے کہ

باہم دشمن تھے، باہم مخالف تھے، آپس میں جنگ کیا کرتے تھے، ان میں سے بعض کو بعض قتل کر دیتا تھا۔ یہاں کوئی ایسی شے نہ تھی جو نقل قرآن میں انھیں چشم پوشی و درگذر کی دعوت دیتی۔ ان لوگوں سے اُن لوگوں نے اسے نقل کیا جو مشرق و مغرب کے درمیان تھے۔

عرب ایک آزاد قوم تھی جن کا کوئی بادشاہ نہ تھا جیسے مُضر و ربیعہ و ایاد و قضاعہ یا اُن کے ملک میں بادشاہ تھے تو وہ سلسلہ بہ سلسلہ سلطنت اپنے بڑوں سے میراث میں پاتے تھے۔ مثلاً شاہان یمن و عمان۔ شہر بن نارام بادشاہ صفا۔ منذر بن ساوی بادشاہ بحرین۔ نجاشی بادشاہ حبشہ۔ جعفر و عیاذ فرزندان الجلندی بادشاہان عمان۔ یہ سب لوگ حق ظاہر ہونے اور اُس کے روشن ہونے کے وقت مطیع ہو گئے اور بخوشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے۔ یہ لاکھوں آدمی تھے۔ سب کے سب اس طرح بھائی بن گئے جیسے ایک ہی ماں باپ کی اولاد۔

ان میں سے ہر وہ شخص جسے اپنی سلطنت سے علیحدہ ہونا ممکن تھا وہ محض برضا و رغبت بلاخوف جنگ و بدون طمع مال و جاہ اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے لوگوں کے حق میں دستبردار ہو گیا، حالانکہ یہ سب کے سب آپ کے لشکر سے زیادہ قوی لشکر والے اور زیادہ مالدار اور زیادہ ہشیار والے تھے۔ ان کا ملک بھی آپ کے ملک سے بہت وسیع تھا۔

مثلاً ذوالکلاع کہ یہ تاج پوش بادشاہ اور تاج پوش بادشاہوں کی اولاد میں تھے۔ انھیں اُن کی تمام رعیت سجدہ کرتی تھی۔ یہ سوار ہوتے تھے تو اُن کے جلو میں ایک ہزار غلام ہوتے تھے جو ان کے چچا کے خاندان والوں کے علاوہ ہوتے تھے۔ چچا کے خاندان والے جو اُن کے جلوس میں شامل ہوتے تھے وہ حمیر۔ ذی ظلیم۔ ذی ذود۔ ذی مراد۔ ذی عمر۔ وغیرہم تھے کہ سب کے سب اپنے ملکوں میں

صاحبِ تاج بادشاہ تھے۔ یہ تمام امور وہ ہیں جن سے حاملین تاریخ میں سے ایک بھی ناواقف نہیں۔ یہ اسی طرح منقول ہے جس طرح اُن کے شہروں کا اپنے مقامات میں ہونا منقول ہے۔

اسی طرح (یعنی برضا و رغبت) تمام عرب کا اسلام تھا جن میں سب سے پہلے مثل اَوس و خزرج تھے۔ پھر رفتہ رفتہ تمام عرب جیسا جیسا ان کے نزدیک آپ کی علامات ثابت ہوتی گئیں اور آپ کے معجزات روشن ہوتے گئے اسلام لاتے گئے۔ اوس و خزرج تو اُس وقت آپ پر ایمان لائے کہ آپ محض تنہا تھے اور ہر جگہ سے بے ٹھکانے کیے جا رہے تھے کہ آپ کی قوم نے محض آپ کے ساتھ حسد کی وجہ سے نکالدیا تھا۔

جب آپ بے زر تھے آپ کے پاس کوئی مال نہ تھا۔

آپ یتیم تھے۔ نہ باپ زندہ تھے۔ نہ کوئی بھائی نہ بھتیجا نہ بیٹا۔

آپ اُمّی تھے کہ نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے۔

آپ جہالت کی بستی میں پیدا ہوئے۔

آپ اپنی قوم کی بکریاں اجرت پر چرایا کرتے تھے جس سے آپ اپنی غذا حاصل کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی معلم کے آپ کو حکمت کی تعلیم دی اور آپ کو اُن لوگوں سے کہ آپ کی تلاش میں تھے بغیر سپاہی بغیر دربان بغیر چوبدار اور بغیر کسی قلعے کے جس میں آپ پناہ لیتے محفوظ رکھا۔ عرب کے بہادروں میں سے بڑے بڑے بہادر اور دلیر بکثرت آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مثلاً عامر بن الطفیل، واربد بن جز وغورث بن الحارث وغیرہم۔ باوجود اس کے آپ کے دشمن بھی آپ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے۔ مثلاً مسیلمہ وسجاح وطلیحہ و اسود۔ حالانکہ آپ ان سب کی تکذیب فرماتے تھے۔ تو کیا اس کے بعد بھی کسی برہان کی حاجت ہے؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی اس کفایت کے بعد اگر

کسی اور کفایت کی ضرورت ہے۔

آپ دینا نہیں چاہتے تھے اور نہ وہ لوگ دنیا کی آرزو کرتے تھے جو آپ کی پیروی کرتے تھے۔ بلکہ آپ نے اپنے ناصرین کو ڈرایا تھا کہ میرے بعد دنیا کو اپنے اوپر مسلط نہ کر لینا۔ اور ان سب نے بڑے استقلال سے اسی پر آپ کی پیروی کی۔ آپ کے لیے آپ کے اصحاب (بطور تعظیم) قدم پر کھڑے ہوئے تو آپ نے انھیں روکا ان کے اس فعل کو ناپسند فرمایا اور انھیں آگاہ کر دیا کہ قیام محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہے نہ کہ اس کی مخلوق کے لیے۔ وہ لوگ آپ کے لیے سجدہ پسند کرتے تھے مگر آپ نے اس کو بہت برا جانا اور سوائے اللہ تعالیٰ سب کے لیے انکار فرمایا۔

کوئی شک نہیں کہ یہ صفت ہرگز ہرگز کسی طالب دنیا کی نہیں ہو سکتی۔ نہ کسی غلبے کے خواہشمند کی یہ صفت ہو سکتی اور نہ کسی ایسے کی یہ صفت ہو سکتی ہے کہ دور تک شہرت کا طلبگار ہو۔ جس کو ادنیٰ سی ۱۷ بھی فہم ہو اس کے لیے نبوت خالصہ کی یہی حقیقت ہے۔ لہذا حق یہی ہے نہ وہ جس کا نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں جو خالص کذب ہے کہ بادشاہ خوشی سے ان کے دین میں داخل ہوئے۔ حالانکہ وہ اس میں جھوٹے ہیں۔

جو بادشاہ سب سے پہلے نصرانی ہوا وہ قسطنطین بانی قسطنطنیہ تھا کہ مسیح علیہ السلام کے اٹھنے کے تقریباً تین سو برس بعد ہوا۔ اس مدت کے بعد اس کے سامنے کونسا معجزہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اسے تو محض اس کی ماں نے نصرانی بنا لیا اس لیے کہ وہ نصرانیہ اور نصرانی کی بیٹی تھی قسطنطین کا باپ اس پر عاشق ہو گیا اور اس نے اس سے شادی کر لی۔ یہ وہ امر ہے جس میں باہم نصاریٰ میں بھی انکار نہیں ہے۔ تربیت انسان میں جیسی موثر ہوتی ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

جن لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں جب آپ کے معجزات کی

خبر پہنچی جو آپ کے تمام اصحاب کے سامنے آپ سے ظاہر ہوتے تھے تو ان سب نے آپ کی پیروی کی۔

آنحضرتؐ کے معجزے

مثلاً اعجاز قرآن۔ شق قمر۔ یہود کو تمنائے موت کی دعوت۔ اور انھیں یہ بھی بتا دینا کہ وہ اس سے عاجز رہیں گے اور ہرگز موت کی تمنا نہ کریں گے۔ امور غیب کی پیشینگوئی۔ چشمۂ تبوک کا نکلنا جو ابتک اسی حال میں موجود ہے۔ لشکر کے سامنے آپ کی انگلیوں سے پانی نکلنا۔ تھوڑے سے کھانے میں کئی مرتبہ کر کے سب کے سامنے بہت سی جماعتوں کو پیٹ بھر کھلانا۔ یہ خبر دینا کہ جو عہد نامہ بنی ہاشم و بنی المطلب کے خلاف لکھا گیا ہے اس میں سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے باقی سب دیمک کھا گئی ہے۔ لشکر کے روبرو کفار اہل بدر کے ہر شخص کے پچھڑنے کی ایک ایک جگہ کا بتانا۔ مثلاً وہ روشنی جو طفیل بن عمرو الدوسی کے کوڑے میں پیدا ہو گئی۔ تمام اصحاب کے سامنے کھجور کے خشک تنے کی آواز۔ آپ کی وجہ سے قحط کا دور ہونا۔ جابر کے قرضخواہوں کو تھوڑی سی کھجوریں ادا کر دینا جو آپ نے ان کی طرف سے عطا فرمائیں۔ عمر کو مع چار سو سواروں کے ان تھوڑی سے کھجوروں سے زاد راہ دیدینا جو آپ کے پاس باقی رہ گئی تھیں آپ کا ایک مٹھی بھر مٹی پھینکنا پھر اس کا تمام کفار کی آنکھوں میں پہنچ جانا۔ قریش کے سیکڑوں آدمیوں کے سامنے اس طرح نکلنا کہ وہ آپؐ کو نہیں دیکھتے تھے غار میں داخل ہونا۔ کفار اسی غار پر کھڑے تھے اور آپ کو نہیں دیکھتے تھے۔ غار کے پہلو میں ایک سخت پتھر میں دروازہ کھولنا جو کبھی اس میں نہ تھا۔ اگر اس زمانے میں وہ دروازہ وہاں ہوتا تو ہرگز آپ کو اس میں پوشیدہ ہونا ممکن نہ تھا۔ اس لیے کہ دونوں دروازوں کے درمیان صرف آٹھ ہاتھ کا فاصلہ ہوتا اور وہ آج تک ظاہر ہے۔ ہر سال اور ہر زمانے میں روئے زمین کے مسلمان اس کی زیارت کرتے ہیں اگر اہل زمین

اس پتھر میں دوسرا دروازہ کھولنے کا قصد کرتے تو اُسے اُس کے مقام سے سالم نہ ہٹا سکتے۔ اگر وہ دروازہ اس زمانے میں وہاں ہوتا تو آپ کے تلاش کرنے والے یقیناً بہت آسانی سے آپ کو دیکھ لیتے اس لیے کہ وہ سب قریش ہی کی جماعتیں تھیں۔ اور شاید وہ سیکڑوں ہوں گے۔ اُس پتھر میں آپ کے سر مقدس کے نشان اور آپ کی دونوں ہتھیلیوں اور کلائی اور کھلے ہوئے ہاتھوں کے نشان آج تک باقی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو منقول ہے جس کو بڑی بڑی پوری پوری جماعتیں ایک جماعت سے دوسری جماعت نقل کرتی چلی آتی ہے رمی جمار (منا میں ایام حج میں تین مقامات پر روزانہ تین روز تک سات سات کنکریاں پھینکنا صرف دسویں ذی الحجہ کو ایک جگہ پھینکنا اور گیارھویں بارھویں کو دو جگہ پھینکنا اسی کو رمی جمار کہتے ہیں) جن پر سالانہ اتنے آدمی کنکریاں مارتے ہیں جن کی تعداد بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بایں ہمہ اس مقام میں اس کا حجم نہیں بڑھتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سال ولادت میں ہاتھی والے بادشاہ ابرہہ پر جب اس نے مکے کی جنگ کی اللہ تعالیٰ کا کنکریاں مارنا کہ عجیب و غریب قسم کی تھیں اور عجیب و غریب چڑیوں کے ذریعے سے پھینکی گئی تھیں۔ یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے (آپ کی ولادت سے ۵۵ پچپن روز پہلے) ہوا اس کے متعلق قرآن کی سورۃ نازل ہوئی جس کی تلاوت آج تک کی جاتی ہے (یعنی الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل الآیۃ) آپ کی پیشینگوئیاں آپ سے اونٹ کا شکایت کرنا۔ جماعتوں کے سامنے ایک ساعت میں آشوب چشم سے علیؓ کی آنکھوں کا اچھا کر دینا۔ سراقہ کے گھوڑے کے قدموں کا زمین میں دھنس جانا جبکہ اُس نے (سفر ہجرت میں) آپ کا تعاقب کیا تھا۔ بارہا ایسی بکری کا دودھ دینا جس کے دودھ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ کھانے کا تسبیح پڑھنا۔ بھیڑیے کا کلام کرنا اور آپ کا آنا۔ حکم نے

جب آپ سے بھیڑیے کا آنا بیان کیا تو آپ کا حکم سے فرمانا کہ تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ۔ وہ مرتے دم تک برابر خوفزدہ رہے۔ آپ کا بارش کے لیے دعا کرنا اور فوراً اس کا ہونا۔ آپ کا ابر کھلنے کی دعا کرنا اور اسی وقت کھل جانا۔ دو مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کا ظاہر ہونا ایک مرتبہ بصورت وحیہ۔ پھر وحیہ کو لوگوں کے سامنے لایا جانا۔ دوبارہ جبریلؑ کا ایسے شخص کی صورت میں آنا کہ انھیں کسی نے نہیں پہچانا اور نہ اس کے بعد انھیں دیکھا گیا۔ جس وقت آپ نے دختر ابن عوف بن الحارث بن عوف بن ابی حارثۃ المزنی کے ساتھ پیام نکاح دیا تو آپ سے لڑکی کے باپ نے کہا کہ اس کے سفید داغ ہیں (حالانکہ غلط کہا تھا) آپ کا فرمانا کہ ایسا ہی ہو جائے۔ فوراً اس لڑکی کے برص ہو گیا۔ یہ مشہور شاعر شبیب بن البرصاء کی والدہ تھیں۔ اس کے علاوہ بے انتہا معجزات ہیں۔

۲۷ باوجود اس کے کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ سب سے پہلے بادشاہوں میں جو شخص نصرانی ہوا وہ قسطنطین تھا جو مسیح علیہ السلام کے اٹھنے کے قریب تین سو سال بعد نصرانی ہوا۔ مگر واللہ وہ نصرانیت کے اظہار پر قادر نہ ہوا تا وقتیکہ رومیہ سے بقدر ایک ماہ کی مسافت کے چلا نہیں گیا۔ اس نے بزنطیہ بنایا جو قسطنطنیہ ہے۔ لوگوں کو تلوار اور مال سے نصرانیت پر مجبور کیا۔ اس کی محفوظ یادگاروں میں سے ہے کہ وہ صرف اسی شخص کو سلطنت کا کوئی عہدہ دیتا تھا جو نصرانی ہو جاتا تھا۔ لوگوں کی حالت یہی ہے کہ وہ ادنیٰ حالت سے بھاگتے ہیں اور دنیا کی طرف دوڑتے ہیں۔ ان سب امور کے باوجود وہ آریوس کے مذہب پر تھا۔ تثلیث پر نہ تھا۔

یہ نصاریٰ کا دعویٰ ہے اور ان کا جھوٹ ہے جو انھوں نے اپنے دعوے کے ساتھ ملا لیا ہے کہ اس مدت طویلہ کے بعد بیت المقدس کے بار بار ویران ہونے اور لٹنے کے بعد تقریباً دو سو ستر[۲۷] برس تک

اس طرح ویران رہنے کے بعد کہ اس میں ایک بھی باشندہ نہ تھا، انھوں نے وہ کانٹے پائے جو ان کے دعوے کے مطابق مسیح کے سر میں بھونکے گئے تھے، وہ کیلیں (میخیں) پائیں جو ان کے ہاتھوں میں ٹھونکی گئی تھیں۔ وہ خون پایا جو ان کی پیشانی سے اڑا تھا۔ وہ تختہ پایا جس پر انھیں سولی دی گئی تھی۔

معلوم نہیں کہ تعجب کس پر کیا جائے۔ آیا اس شخص پر جس نے اس قسم کے رسوا کن بیہودہ جھوٹ ایجاد کیے ہیں یا اس پر جس نے اس کو قبول کیا، اس کی تصدیق کی، اس کے اعتقاد پر قائم ہو گیا۔ اور اپنے چہرے کو اس کے بیان کرنے کے لیے بے شرم بنا لیا۔

کاش معلوم ہو جاتا کہ یہ کانٹے اور یہ خون صحیح سالم اور یہ میخیں اور یہ تختہ اس طویل مدت تک کہاں رہا۔ حالانکہ اس مذہب والے نکال دیے گئے تھے اور اس طرح قتل کیے جاتے تھے جس طرح آج وہ شخص قتل کیا جاتا ہے جو بد دینی کو چھپاتا ہے۔ یہ شہر بھی مدت دراز تک اس طرح ویران رہا کہ اس میں سوائے درندوں اور وحشیوں کے ایک بھی باشندہ نہ تھا۔ ہم نے ان بادشاہوں کا مشاہدہ کیا ہے جن کے پیرو اور اولاد اور گروہ نکال دیے گئے اور انھیں سولی دی گئی تو ایک قلیل مدت بھی نہ گذرنے پائی کہ ان تختوں کا نشان تک نہ رہا۔ بھلا وہ چیز جس کا کوئی طالب بھی نہ ہو کیسے رہ سکتی ہے خاصکر ان سلطنتوں میں جو ختم ہو چکیں اور ان شہروں میں جو ویران ہو چکے۔ خالی ہو گئے اور ان کے واقعات فراموش ہو گئے۔

وہ چادر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور آپ کا پیالہ اور تلوار باوجود اس کے کہ الحمد للہ سلطنت مسلسل چلی آتی ہے کہ اس زمانے سے ابتک منقطع نہیں ہوئی پیالے اور تلوار میں شبہہ پیدا ہو گیا یہاں تک کہ ہمارے نزدیک آج ان دونوں میں سے کسی پر بھی یقین نہیں۔ اگر خلفا یکے بعد دیگرے ہمیشہ چادر کو استعمال نہ کرتے اور اسی طرح

منبر کو بھی اور ایسے گروہ سے گروہ نقل نہ کرتے تو ہم ان دونوں پر بھی یقین نہ کرتے۔ لیکن ان دونوں کا ایک امت کے بعد دوسری امت کے ہاتھوں میں برابر گشت کرتے رہنا اور ان کا لوگوں کے لیے قائم رہنا اور ظاہر ہونا ان کے یقینی ہونے کو واجب کرتا ہے۔ ان میں کسی شک کو اٹھاتا ہے۔ اور اسی طرح جو چیز بھی اس طریقے پر جاری رہے۔

پھر دین نصاریٰ کو تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ قسطنطین جو دنیا کے بادشاہوں میں سب سے پہلا نصرانی تھا مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا قسطنطین (ثانی) بھی مر گیا۔ ایک ایسا بادشاہ جس نے نصرانیت ترک کر دی اور بت پرستی کی طرف پلٹ گیا یہاں تک کہ وہ بھی مر گیا۔ پھر قسطنطین کے اقارب میں سے ایک شخص بادشاہ ہو گیا اور وہ نصرانیت کی طرف پلٹ گیا۔ لیکن مذہب یہود کا تو حال یہ تھا کہ بنی اسرائیل کی نیتیں جب موسیٰ علیہ السلام ان کے درمیان زندہ موجود تھے جب ہی درست نہ تھیں اور وہ برابر بت پرستی کے اظہار کی طرف مائل رہے۔ اس کے بعد یہ لوگ اپنی سلطنت کے اختتام تک ایک طبقے کے بعد دوسرا طبقہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد سب کے سب اس شریعت کی تکذیب کرتے رہے جو اُن کے پاس موسیٰ علیہ السلام لائے تھے، تو بھلا غیر لوگ اس دین کی کیسے پیروی کر سکتے ہیں۔

ایک محسوس بُرہان

ایک برہان ضروری بلکہ غور کرنے والے کے لیے حسی ہے جس سے مفر نہیں وہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ بلکہ تمام اہل مذاہب میں اس میں اختلاف نہیں ہے کہ بنی اسرائیل مصر میں ایسے شدید ترین عذاب میں مبتلا تھے جو عالم امکان میں تھے۔ ان کی اولاد کا ذبح کرنا۔ اُن سے مار مار کے بیگار میں اینٹیں پتھوانا دوہ دوہ ذلتیں جن پر ایک خالی کتا بھی

صبر نہ کر سکے۔ پھر ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام آئے کہ انھیں اُس گرفتاری کو جس سے قتل ہو جانا آسان ہے چھوڑ کر حریت اور غلبہ و سلطنت دامن کی دعوت دیں۔ جو اس سے کمتر حال میں بھی تھا تو اس کی یہ کیفیت تھی کہ ہر ایسے شخص کی طرف دوڑتا تھا جس کے ہاتھوں اُسے کشادگی کی امید ہوتی تھی۔ وہ اس کی ہر دعوت کو قبول کر لیتا تھا جو لوگ اس مصیبت میں تھے ان میں سے اکثر اس کی غلامی اختیار کر لیتے تھے جو انھیں اس مصیبت سے نکالتا تھا۔ خاصکر جو نکال کر عزت و حرمت کی طرف لے جاتا تھا۔ نیز یہ لوگ اہل لشکر تھے جو مجتمع تھے اور ایک ہی بستی والے تھے کہ انھیں کسی امر پر متفق ہو جانا ممکن تھا۔ اس کے بعد وہ بہت ہی چھوٹے سے شہر کے باشندے ہو گئے کہ دشمن انھیں ہر طرف سے گھیر لیتے تھے مگر عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین تو بارہ مشہور آدمی اور چند عورتیں تھیں۔ ان کے متبعین کی کل تعداد جن میں بارہ شاگرد بھی شامل تھے ایک سو بیس[12] ہی تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح ان کی انجیل میں تصریح ہے۔ یہ لوگ بھی بھاگتے پھرتے تھے نکالے جاتے تھے ظاہر نہ ہو سکتے تھے۔ اور اس قسم کے لوگوں سے بدیہی طور پر علم کا یقین نہیں ہوتا۔ ۷۳

برکاتِ نبوت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مشرق سے مغرب تک کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ آپ ایک ایسی بہادر قوم میں مبعوث ہوئے جو نہ کسی بادشاہ کو مانتی تھی۔ نہ یہ لوگ کسی کی اطاعت کرتے تھے اور نہ کسی رئیس کے فرمانبردار بنتے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد و اسلاف نے ہزاروں برس سے اسی آزادی پر نشو و نما پایا تھا۔ فخر۔ عزت نخوت۔ کبر ظلم و عار ان کی طبیعتوں میں سرایت کیے ہوئے تھی۔ یہ بہت بڑی تعداد میں تھے۔ جزیرۂ عرب ان سے بھرا پڑا تھا۔ جو اتنا بڑا تھا جتنا دو شہر سے دو شہر کا مربع طبیعتیں درندوں کی سی ہو چکی تھیں۔ یہ لاکھوں قبیلے اور خاندان تھے جن میں

بعض سے بعض تعصب کیا کرتے تھے۔

عرب کو آپ نے بدون مال و دولت اور بغیر ساتھ دینے والوں کے دعوت دی۔ آپ کی قوم نے آپ کی حمایت ترک کردی۔ یہانتک کہ یہ لوگ اس عزت سے ادائے زکوٰۃ کی طرف اتر آئے اور حریت و ظلم سے محکومیت کی طرف اور اس دست درازی سے کہ جس کو چاہتے قتل کردیتے تھے اور جس کا چاہتے تھے مال لے لیتے تھے، قصاص میں اپنی جان دینے اور اعضاء کٹوانے اور ایک حقیر سے حقیر غیر عرب مسافر کی وجہ سے جو ان میں آگیا اس کی وجہ سے طمانچہ کھانے کی طرف۔ عار و فخر ساقط اور دور کرنے کی طرف۔ پیٹھوں پر کوڑوں سے مارے جانے کی طرف بشرطیکہ شراب پییں یا کسی شخص کو زنا کی تہمت لگائیں۔ کوڑے مارے جانے اور اتنے پتھر مارے جانے کی طرف کہ مرجائیں بشرطیکہ زنا کریں۔ ان میں سے اکثر نے ان تمام امور کو بخوشی بغیر کسی طمع یا غلبے یا خوف کے مان لیا اور سوائے مکہ وخیبر کے آپ نے اور کسی کو غلبے سے حاصل نہیں کیا۔

آپ نے کبھی خود کوئی جنگ نہیں کی جس میں آپ قتال فرماتے سوائے نو غزوات کے کہ بعض آپ کے خلاف ہوئے اور بعض موافق۔ یہ امر بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ یہ لوگ محض خوشی سے آپ پر ایمان لائے نہ کہ جبر سے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے ان کی طبیعتیں بدل گئیں۔ ظلم سے عدل کی طرف۔ جہل سے علم کی طرف فسق و قساوت سے اس عدل عظیم کی طرف جس کی حد تک بڑے بڑے فلاسفہ بھی نہ پہنچ سکے۔ سب نے اول سے آخر تک طلب انتقام ترک کردیا اور ان میں سے انسان اپنے بیٹے اور باپ کے قاتل اور اپنے بڑے سے بڑے دشمن کے ساتھ باہم محبت کرنے والے بھائیوں کی طرح دوست ہوگیا یہ سب بغیر کسی خوف کے تھا کہ انھیں جمع کرتا اور بغیر کسی ریاست کے جو صرف انھیں کو ملتی ہو اور جو اسلام نہ لائے اُسے نہ ملتی ہو۔ بغیر کسی

مال کے جو انھیں فوراً مل جاتا ہو۔

لوگ جانتے ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کیسی تھی اور پھر بغیر کسی رزق و عطا اور غلبے کے ان دونوں حضرات کے ساتھ عرب کی اطاعت کیسی تھی؟ کیا یہ بغیر اس کے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں پر اُن دونوں کو غلبہ دیدیا گیا تھا اور اُن لوگوں کی طبیعتوں کو مجبور کردیا گیا تھا۔ قرآن مجید میں ہے کہ "لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم" (یعنی اے نبی اگر آپ روئے زمین کی ساری دولت خرچ کرڈالتے تو آپ ان کے دلوں میں الفت نہ پیدا کرسکتے لیکن اللہ نے ان کے آپس میں الفت پیدا کردی)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انھیں لوگوں کے درمیان بغیر کسی پہرے والے۔ بدون کسی محافظ دستے کے۔ اور بلا کسی بیت المال کے محفوظ و مامون رہے اور اسی طرح (حفاظت کے ساتھ) آپ کے علامات نبوت و معجزات نقل کیے گئے۔ کیونکہ مذکورہ انبیاء علیہم السلام کے بھی جو معجزات ثابت ہیں وہ وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہیں۔

آپ کے متبعین میں اسباب کذب و تعصب سب معدوم ہیں کیونکہ ان میں اکثر مسافر ہیں جو آپ کی قوم کے نہیں ہیں۔ آپ نے انھیں کبھی دنیا کی آرزو نہیں دلائی اور نہ ان سے کسی سلطنت کا وعدہ فرمایا۔ ان امور کا کوئی شخص بھی انکار نہیں کرسکتا۔

سیرۃ نبوی خود معجزہ ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی اس میں غور کرنے والے کو آپ کی تصدیق پر مجبور کرتی ہے اور اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ آپ درحقیقت اللہ کے رسول ہیں۔ سوائے آپ کی سیرت کے اگر کوئی اور معجزہ نہ ہوتا تو تب بھی کافی ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں جہل کی بستی میں پیدا ہوئے کہ آپ نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے اور نہ کبھی آپ ان بستیوں سے باہر نکلے۔ سوائے دو مرتبہ کے۔ ایک مرتبہ اپنے چچا کے ساتھ بچپن میں اوائل ملک شام تک جا کے واپس آگئے۔ دوبارہ بھی ملک شام ہی گئے مگر وہاں زیادہ قیام نہ فرمایا۔ کبھی آپ اپنی قوم سے جدا نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام عرب کی گردنیں آپ کے قدموں کے نیچے کر دیں۔ مگر آپ کے نفس میں نہ تو کوئی تغیر ہوا اور نہ آپ کی سیرت بدلی یہانتک کہ اس حالت میں آپ کی وفات ہوئی کہ آپ کی زرہ چند صاع جو کے بدلے جو بہت نہ تھے اور اپنے متعلقین کی خوراک کے لیے تھے، رہن تھی۔ کبھی درہم و دینار نے آپ کی ملک میں رات نہ گذاری جو کچھ میسر آجائے آپ اُسے زمین پر نوش فرماتے تھے۔ نعل مبارک کو اپنے دست مبارک سے سی لیتے تھے۔ اپنے کپڑے میں پیوند لگا لیتے تھے۔ دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔

آپ کے یہودی دشمنوں کے درمیان آپ کے ایک بہت بڑے صحابی قتل کر دیے گئے کہ اُن جیسوں کا نہ ہونا ایک لشکر کو کمزور کر دیتا ہے۔ مگر آپ نے اس کو اپنے دشمنوں کی ایذا رسانی کا سبب نہیں بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کے لیے واجب نہیں کیا تھا۔ آپ نے اس کے ذریعے سے اُن لوگوں کے خون تک رسائی نہیں کی نہ کسی ایک کے خون تک اور نہ اُن کے اموال تک۔ بلکہ آپ نے اُن صحابی کے فدیے میں اپنے پاس سے سو اونٹ ادا فرمائے۔ حالانکہ اس حال میں آپ خود ایک ایک اونٹ کے حاجتمند تھے کہ اُس سے قوت حاصل کرتے تھے۔

یہ وہ امر ہے کہ نہ تو روئے زمین کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ اور نہ اصحاب بیت المال میں سے کوئی شخص کسی طور پر

اس طرح کی درگذر و سخاوت کرے گا۔ اور نہ ظاہری سیاست و سیرت ہی اس کی مقتضی ہے۔ لہذا یقیناً ثابت ہو گیا کہ آپ اسی کے پیرو تھے جو آپ کو اللہ عزوجل حکم دیتا تھا۔ خواہ وہ آپ کی دنیا میں آپ کے لیے انتہائی مضر ہو یا غیر مضر ہو۔ یہ غور کرنے والے کے لیے عجیب بات ہے۔

پھر آپ کی وفات کا وقت آیا۔ موت کا یقین آگیا۔ اس وقت آپ کے ایک چچا تھے جو والد کے بھائی تھے اور وہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے۔ ایک چچا کے بیٹے تھے۔ جو آپ کے مخصوص ترین لوگوں میں تھے اور آپ کی اُن بیٹی کے شوہر بھی تھے جن کے سوا اس وقت آپ کی کوئی اولاد موجود نہ تھی۔ اُن بیٹی کے دو بیٹے بھی تھے۔ یہ دونوں شخص یعنی چچا اور چچا کے بیٹے آپ کے نزدیک فضل و دین و سیاست دنیا و خوف و حلم و خصائل خیر کے اعتبار سے اُن میں سے کوئی بھی پورے عالم کی سیاست کے قابل نہ تھا۔ آپ نے ان دونوں کو پسند نہ فرمایا حالانکہ یہ دونوں آپ کے نہایت جاں نثار محب تھے اور آپ بھی ان دونوں کے سب سے زیادہ محب تھے۔

ان دونوں کے علاوہ ایک اور شخص فضیلت میں ان دونوں سے بڑھے ہوئے تھے اگرچہ رشتہ داری میں آپ سے دور تھے۔ بلکہ آپ نے حکومت انھیں کے سپرد کردی۔ اس لیے کہ آپ کا ارادہ امر حق کی اطاعت اور حکم کے اتباع کا تھا۔ اپنے ورثے میں سے بیٹی اور بیویوں کو اور اپنے چچا کو ایک تانبے کے پیسے تک کا بھی وارث نہیں بنایا حالانکہ یہ سب لوگ سب سے زیادہ آپ کے محبوب اور سب سے زیادہ آپ کے مطیع تھے۔

یہ وہ امور ہیں کہ جو ان میں غور کرے گا اُسے کافی ہوں گے۔ اس امر میں اُسے اور دلائل سے بے نیاز کرنے والے ہوں گے کہ آپ نے جو کچھ تصرف کیا وہ محض اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا نہ سیاست کے تحت کیا نہ اپنی خواہش سے کیا۔ الحمد للہ مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت حق ہے اور آپ کی

شریعت جسے آپ لائے ہیں دلائل نے اسے واضح کر دیا اور براہین نے اس کی تصدیق پر مجبور کر کے یقین دلا دیا کہ یہی شریعت حق ہے جس کے سوا کوئی حق نہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کا وہ دین ہے کہ عالم میں اس کے سوا کوئی دین نہیں۔ پروردگار عالم کا شکر ہے بقدر تعداد اس کی مخلوق کے اور بمقدار اس کی رضاء کے اور بقدر اس کے عرش کے وزن کے اور بقدر اس کے کلمات کی روشنائی کے اس پر کہ اس نے ہمیں ملت اسلامیہ کی توفیق دی۔ پھر اس پر کہ اس نے سنت وجماعت کا مذہب عطا کیا پھر اس پر کہ اس نے ہمیں اس کو دین بنانے کی اور ظاہر قرآن اور ظاہر حدیث پر جو آپ سے اور آپ کے مبعوث کرنے والے عزوجل کی طرف سے ہے ہدایت فرمائی۔ ہمیں ان لوگوں میں نہیں بنایا جو اپنے اسلاف و احبار کی بغیر کسی برہان قاطع کے اور بغیر کسی حجت قاہرہ کے تقلید کرتے ہیں۔ نہ ان لوگوں میں شامل کیا جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کلام الٰہی کے مخالف گمراہ کرنے والی نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ ان لوگوں میں بنایا جو محض اپنی رائے اور گمان سے اللہ و رسول کی ہدایت کے بغیر حکم دیتے ہیں۔ اے اللہ جس طرح تو نے ہماری ابتدا اس نعمت جلیلہ سے فرمائی اسی طرح اس کو ہم پر تمام کرنا۔ اسی کو ہمارے شریک حال رکھنا۔ ہم سے اس کی مخالفت نہ کرانا یہاں تک کہ ہمیں اپنے پاس اٹھا لینا۔ ہم اسی کو پکڑے ہوئے تجھ سے ملاقات کریں، نہ اس کو بدلیں نہ اس میں تغیر کریں اللہم آمین۔ اے اللہ محمد پر جو تیرے بندے اور رسول و خلیل اور تیرے انبیا کے خاتم ہیں خاص طور پر اور اپنے تمام انبیا پر عام طور سے نازل فرما۔ اور اپنے تمام ملائکہ پر رحمت نازل فرما۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اعتراضات

جو کمزور مسلمانوں پر کیے جاتے ہیں

۷۵

جب ہم نے دو گروہوں کے حال میں غور کیا جن کا خود ہم نے اس زمانے میں مشاہدہ کیا ہے دونوں کی یہ کیفیت پائی کہ ایک بڑی بیماری نے ان میں گھر کر لیا ہے۔ ان میں سے ایک گروہ کے اندر اور اس کے ساتھ بہت بڑی مصیبت ہے۔ یہ وہ قوم ہے جنھوں نے اپنی جدید فہم کا آغاز کیا اور علم عدد اس کی باریکی اور اس کی طبائع کی تلاش سے معارف تک رسائی حاصل کرنا شروع کر دی۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ تعدیل کواکب و ہیئت افلاک و کیفیت قطع شمس و قمر کواکب نورانی خمسہ و تقاطع فلکین نیرین تک انھوں نے ترقی کی۔ اجرام علویہ و کواکب ثابتہ میں اور ہر ایک کے ابعاد میں کلام کیا۔ اس کے علاوہ طبیعیات و عوارض فضا و مطالعہ کتب متقدمین میں اور ان حدود میں جو علم کلام میں مقرر کر دی گئی ہیں کلام کیا۔ قضائے نجوم میں ہم نے فلاسفہ کی جو آراء بیان کی تھیں اس میں جو یہ کچھ شامل ہو گیا ہے اس میں بھی کلام کیا کہ یہ نجوم ناطق یعنی صاحب عقل و ادراک ہیں۔ مدبر ہیں اور اسی طرح فلک بھی ہے۔

یہ گروہ مذکورۂ بالا امور کے اکثر مطالعے کی بنا پر صحیح اشیا سے آگاہ ہو گیا جن کے دلائل بدیہی و روشن ہیں۔ حالانکہ ان کے ساتھ قوت فکر و جودت طبیعت و صفائے نظر نہ تھی جس سے انھیں یہ

معلوم ہوتا کہ مثلاً جو شخص دس ہزار مسائل میں صواب و صحت تک پہنچ سکتا ہے ممکن ہے کہ وہ ایک مسئلے میں خطا و غلطی بھی کرے۔ شاید وہ مسئلہ بھی اُن تمام مسائل سے سہل ہو جس میں وہ صواب کو پہنچا ہے۔ مگر اس گروہ نے کوئی فرق نہ کیا اس امر میں جو ثابت ہو گیا ہے جس کو فلاسفہ نے حجت برہانیہ سے دریافت کیا ہے اور اس میں جو اسی کے درمیان ہے اور اس کے تضاعیف پر جن کا متقدمین نے ذکر کیا ہے۔ سوائے اقناع یا شور و شغب کے کوئی دلیل نہیں لائے۔ اکثر تو محض تقلید ہے جس پر مذکورہ بالا طریقے کی بھی دلیل نہیں ہے۔

ان لوگوں کو جو کچھ آگاہی ہوئی اُسے صرف ایک ہی محمل پر محمول کر لیا (یعنی بالکل صحیح مان لیا اور یہ خیال نہ کیا کہ خطا کا بھی احتمال ہے) اُسے پورے طور پر قبول کر لیا۔ ان میں عجب سرایت کر گیا اور ان کے اندر باطل داخل ہو گیا۔ یہ گمان کر لیا کہ انھیں اس امر میں دنیا سے امتیاز و عظمت حاصل ہو گئی ہے۔ حالانکہ شیطان کے اندر گھسنے کے طریقے خفیہ اور داخل ہونے کے مقامات باریک ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ابن آدم کے خون جاری ہونے کے مقامات (یعنی رگوں میں) رواں ہوتا ہے۔ اس نے بڑے گہرے دروازے سے ان لوگوں میں رسائی حاصل کر لی ہے نعوذ باللہ منہ۔

جیسا کہ ہم نے بیان کیا یہ لوگ اُن علوم دیانت سے خالی ہیں جو ہر صاحب عقل کی نہایت مقصود ہیں۔ یہی اُن علوم کا نتیجہ ہیں جن کا ان لوگوں نے مطالعہ کیا بشرطیکہ یہ اُن کے راستے اور مقاصد سمجھتے۔ ان لوگوں نے کتاب اللہ کی کسی آیت کی طرف التفات نہ کیا جو علوم اولین و آخرین کی جامع ہے جس میں کوئی شے کم نہیں کی گئی ہے اور جو اس شان کی ہے کہ جو اُسے سمجھ لے اُسے کافی ہے

نہ اُن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کی طرف رُخ کیا جو حق کی روشن کرنے والی اور عقول میں نور پیدا کرنے والی ہیں نہ یہ مذکورہ بالا گروہ حاملین دین سے ملا۔ ملے بھی تو صرف اُن اقوام سے جنھیں اُن امور میں سے کسی شے کے ساتھ توجہ نہیں جو ہم نے پہلے بیان کیے۔ وہ اقوام شریعت کی طرف بھی متوجہ ہوئیں تو صرف تین طریقوں سے۔

یا تو محض الفاظ کے ساتھ کہ جن کے ظاہر کو نقل کر دیتے ہیں۔ معانی نہیں سمجھتے اور نہ اُن کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یا احکام کے مسائل کے ساتھ۔ کہ نہ اُن کے نتیجے میں مشغول ہوتے ہیں اور نہ ان کے مخرج ہیں۔ بس انھیں اُن میں اتنا ہی کافی ہے جس سے وہ اپنے جاہ و حال کو قائم کریں۔

یا اُن خرافات کے ساتھ جو ہر ضعیف و کذاب و ساقط راوی سے منقول ہیں کہ انھوں نے کبھی اس کی کوشش نہیں کی کہ ان میں سے صحیح کو سقیم سے اور مرسل کو مسند سے پہچانیں۔ نہ اس کی کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اس میں اور جو کعب احبار و وہب بن منبہ اہل کتاب سے منقول ہے اس میں فرق کریں۔

پہلے گروہ نے دوسرے گروہ کو جاہل سمجھ کر حقارت و ذلت کی نظر سے دیکھا۔ پھر شیطان نے اُن پر قابو پا لیا اور جہاں چاہا ان میں داخل ہو گیا۔ یہ لوگ ہلاک اور گمراہ ہوئے اور انھوں نے یہ اعتقاد کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی کوئی چیز ثابت نہیں اور نہ اس پر کوئی دلیل قائم ہے۔ اکثروں نے الحاد و تعطیل کا عقیدہ اختیار کر لیا۔ ان میں سے بعض نے استخفاف و اہمال و اسقاط تکالیف شرعیہ اور فرائض وعبادات کے معمولی سمجھنے کا راستہ اختیار کیا۔ راحتوں کو اور لذتوں کو پسند کر لیا جو طرح طرح کی حرام فواحش میں سے ہیں مثلاً شرابیں۔ زنا۔ لواطت و اغلام اور اجرت پر زناکاری وغیرہ۔ نماز روزہ و حج زکوٰۃ اور

غسل کو ترک کر دیا۔ مال حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا خواہ وہ کسی طور پر بھی حاصل ہو۔ بندوں پر ظلم اور بیہودہ باتوں کا استعمال اور تحقیقی و پاکیزہ باتوں کا ترک اختیار کیا۔ ان کی ایک قلیل ترین جماعت نے تعظیم کواکب کا مذہب اختیار کر لیا۔

ملت و اہل ملت کے خیر خواہ مسلمان کو ان مساکین کی ہلاکت پر اور اُن کے مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جانے پر افسوس ہے کہ انھوں نے اسلام کے سینے سے غذا پائی اور اہل اسلام کے آغوش میں پیدا ہوئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنے بیٹوں کے اور اپنے تمام مسلمان بھائیوں کے گمراہی سے محفوظ رکھنے کی التجا کرتے ہیں اور اسی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ جس کا قدم پھسل گیا اور گر گیا اس کا تدارک کرے۔ کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جنھوں نے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کرنا شروع کیا۔ مگر عالی اسناد کی طلب اور غریب احادیث کے جمع کرنے سے زیادہ کچھ نہ کیا۔ بغیر اس کے کہ جو کچھ لکھا تھا اُس میں سے کسی شے کا اہتمام کرتے یا اس پر عمل کرتے۔ ان لوگوں نے محض ایک بوجھ اٹھا لیا ہے جس کی قراءت سے زیادہ کچھ نہیں کرتے۔ نہ اس کے معانی سمجھتے ہیں، نہ یہ جانتے ہیں کہ یہ بھی اس کے مخاطب ہیں اور یہ حدیث بیکار نہیں آئی ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فضول فرمایا ہے۔ بلکہ آپ نے ہمیں اس میں سمجھ حاصل کرانے اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس گروہ کے اکثر لوگوں کے یہاں انھیں روایات پر عمل کیا جاتا ہے جو مقاتل بن سلیمان و ضحاک بن مزاحم کے طریق سے آئی ہیں اور جو تفسیر کلبی و کتب البدی میں ہے کہ محض خرافات و موضوعات اور جھوٹی اور گھڑی ہوئی باتیں ہیں جن کو زندیقوں نے اسلام و اہل اسلام کو فریب دینے کے لیے بنایا ہے۔

اس گروہ نے ہر آمیزش کو جو ثابت نہیں ہے چھوڑ دیا ہے مثلاً یہ کہ زمین مچھلی پر قائم ہے اور مچھلی گائے کے سینگ پر اور گائے پتھر پر اور پتھر فرشتے کے کندھے پر اور فرشتہ ظلمت (تاریکی) پر اور ظلمت اُس چیز پر قائم ہے جس کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ عالم کا جرم (جسم) غیر متناہی ہو۔ حالانکہ یہی بعینہٖ کفر ہے!

اُس طبقے نے ہر برہان سے نفرت کی ہے اور اُن کے پاس زیادہ سے زیادہ یہی کہنے کو ہے کہ ہمیں جدال سے منع کیا گیا ہے۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ انھیں کس نے جدال سے منع کیا ہے۔ حالانکہ اللہ عز و جل نے اپنی کتاب میں جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے فرماتا ہے کہ "وجادلھم بالتی ھی احسن" (اے نبی! کفار سے اس طریقے سے جدال کیجئے جو بہتر ہو)۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم نوحؑ کے متعلق خبر دی ہے کہ انھوں نے کہا کہ "یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا" (اے نوحؑ آپ نے ہم سے جدال کیا ہے اور بہت زیادہ جدال کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک سے زائد مقامات پر اصول براہین کی تصریح فرمائی ہے اپنی اسی کتاب کے ایک سے زائد مقامات پر ہمیں اس سے آگاہ کیا ہے۔ اور ہمیں آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کرنے کی ترغیب دی ہے ان دونوں کی پیدائش کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا بغیر اس کے کہ ان کی ہئیت اپنے افلاک میں کواکب کا منتقل ہونا مغرب و مشرق میں ہوتے ہوئے ان کی حرکات کا اختلاف۔ ان کی گردش کے افلاک۔ ان گردشوں اور دوروں کا جبکہ یہ ایک ہی مرتبے پر ہوں باہمی تعارض کی معرفت حاصل ہو۔

اسی طرح دوائر و منطقہ و میل و استوا کی معرفت حاصل ہو۔

اسی طرح طبائع اور امتزاج عناصر اربعہ اور ان کے عوارض اور اعضائے حیوان کی ترکیب کی معرفت حاصل ہو جو اس کے اعصاب (پٹھوں) عضلات (پنڈلی اور ہاتھ کی مچھلیوں) عظام (ہڈیوں) عروق (خون کی رگوں) اور شریانات (ہوا کی متحرک رگوں) سے ہے۔ اعضا کا بعض کا بعض سے اتصال اور اس کے قوائے مرکبہ کی معرفت حاصل ہو۔

جو ان امور سے واقف ہو گا اور اسے جانے گا وہ اللہ کی قدرت عظیمہ کو جانے گا اور یقین کرے گا کہ یہ سب ظاہری صنعت ہے اور خالق مختار کا ارادہ ہے۔ اس لیے کہ ان حرکات کا اختلاف یہ سمجھنے پر مجبور کرتا ہے کہ ان میں سے ایک شے بھی بغیر کسی روکنے والے مدبر کے خود قائم نہیں رہ سکتی اور وہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی خالق ہے اور نہ اس کے سوا کوئی مدبر اور نہ اس کے سوا کوئی فاعل موجد۔

اس کے بعد ان کی ایک جماعت نے اور اضافہ کیا۔ وہ لوگ ایسی جھوٹی باتیں لائے جن سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ انھوں نے بیان کیا ہے کہ دین کسی دلیل سے نہیں حاصل کیا جا سکتا۔ انھوں نے ملحدین کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا اور اس امر کی شہادت دی کہ دین محض دعاوی و غلبے سے ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے خلاف ہے "قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین" (یعنی تم لوگ اپنی برہان لاؤ اگر تم سچے ہو) اور دوسرا ارشاد "فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان" (یعنی اے گروہ جن و انس اگر تم سے ہو سکے تو زمین و آسمان کے درمیان سے نکل جاؤ۔ تم لوگ بغیر غلبے و قدرت کے نہیں نکل سکتے)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ اس کے بعد ہر کہنے والے کے قول سے کفایت و بے نیازی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خوارج سے محاجہ کیا ہے (یعنی بذریعہ حجت و دلیل انھیں قائل کیا ہے) ہم صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی نہیں جانتے جس نے احتجاج سے منع کیا ہو۔ اس کی رائے کے کوئی معنی نہیں جو ان حضرات کے بعد آیا ہے۔

اس گروہ کا کلام پہلے گروہ کے لیے اس کے کفر کا ابھارنے والا اور اس کے شرک کا باقی رکھنے والا ہو گیا۔ کیونکہ انھوں نے اپنے مقابلہ کرنے والوں میں اکثر ایسے ہی لوگوں کو دیکھا جن کی یہی صفت تھی

یہ دوسرا گروہ جنون میں اور ترقی کر گیا۔ انھوں نے ہماری اُن کتابوں پر نکتہ چینی کی ہے جن کا انھیں ذرا بھی علم نہیں۔ نہ انھوں نے اُن کا مطالعہ کیا۔ نہ اُن کا کوئی کلمہ دیکھا۔ نہ انھیں پڑھا اور نہ انھیں کسی ثقہ نے بتایا کہ اُن کتب میں کیا ہے۔ جس طرح انھیں وہ کتابیں بتائی گئیں جن میں ہیئت افلاک و مجاری نجوم ہیں اور وہ کتابیں جنھیں ارسطاطالیس نے حدود کلام میں جمع کیا ہے۔ (یعنی منطق کی تعریفات ہیں)

یہ تمام کتابیں صحیح و سالم ہیں۔ مفید ہیں اور اللہ تعالی کی قدرت عظیمہ و توحید پر دلالت کرتی ہیں جو تمام علوم کے تبصرے میں نافع ہیں۔ سب سے بڑی منفعت اُن کتابوں میں ہے جو ہم نے حدود (تعریفات) میں بیان کی ہیں۔ مسائل احکام شرعیہ میں انھیں سے معلوم ہوتا ہے کہ استنباط تک کیسے پہنچا جائے۔ کیونکہ الفاظ کو اُن کے مقتضا پر رکھا جائے۔ کیونکر خاص کو عام سے اور مجمل کو مفسر سے پہچانا جائے۔ حالانکہ بعض الفاظ کی بنا بعض پر ہوتی ہے۔ کیونکر قابل تقدیم امور کو مقدم کیا جائے۔ کس طرح نتائج اخذ کیے جائیں حالانکہ ان میں سے وہ کبھی نتیجہ بھی ہوتا ہے جو ہمیشہ اور بدیہی طور پر صحیح ہوتا ہے وہ بھی ہوتا ہے جو کبھی صحیح ہوتا ہے اور کبھی باطل ہوتا ہے اور وہ بھی ہوتا ہے جو کبھی صحیح نہیں ہوتا۔ ایسی حدود کا مقرر کرنا کہ جو ان سے نکل جائے وہ اپنی اصل ہی سے خارج ہے

دلیل خطاب ودلیل استقرا وغیرہ۔ یہ وہ امور ہیں جن سے فقیہ مجتہد کو خود اپنے لیے اور اپنے ہم مذہب لوگوں کے لیے بے نیازی نہیں ہے۔

پھر ہم نے غور کیا کہ جو امور ان دونوں گروہوں میں پیدا ہو گئے ہیں ان میں بہت بڑی محنت ہے تو ہم نے سمجھا کہ اس مشکل باب کے واضح کر دیں۔ بس اللہ کی قدرت وقوت وتائید سے اجر عظیم ہے اور یہ افضل عمل ہے۔

ہم کہتے ہیں اور وہی بزرگ و برتر ہمارا مددگار ہے اور ہم اُسی سے مدد چاہتے ہیں کہ ہر وہ شے جو کسی برہان سے ثابت ہے خواہ وہ کوئی شے بھی ہو تو وہ قرآن وحدیث میں مصرح اور اُن کی سطور میں موجود ہے۔ اس کو ہر وہ شخص جانے گا جو گہری نظر سے دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ فہم سے اُس کی مدد کرے گا۔ لیکن جو اس کے ماسوا ہو کہ کسی برہان سے ثابت نہ ہو اور وہ محض اقناع اور شغب ہو تو قرآن وحدیث اس سے خالی ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

معاذ اللہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کلام اللہ یا حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ چیز بیان کرے جس کو مشاہدہ یا برہان باطل کرتا ہو۔ اس کو تو وہی شخص قرآن وحدیث کی طرف منسوب کرے گا جو ان پر ایمان نہ رکھتا ہو اور ان کے مٹانے میں کوشاں ہو۔ "ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون" (اللہ تعالیٰ کو اس کے سوا منظور نہیں کہ وہ اپنے نور کو تمام کرے اگرچہ کفار کو ناگوار ہو) ہم کذاب کلبی کی تفسیر کے ساتھی نہیں۔ نہ ہم اُس کے ساتھی ہیں جو اسی کے قائم مقام ہو۔ نہ ہم ان کی روایت کے ساتھی ہیں جو کسی طور پر بھی متہم ہیں۔ ہم تو محض ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن کو بصورت مسند و مرفوع ائمہ ثقات و اثبات نے روسائے محدثین سے نقل کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص حدیث صحیح کی تفتیش کرے گا اس میں وہی پائے گا جو ہم نے بیان کیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

تاثیرات کواکب

باطل تو وہی ہے جو گروہ اول نے دعویٰ کیا ہے کہ کواکب ناطق (صاحب فہم و ادراک) ہیں اور عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ کفر ہے۔ ان لوگوں کے پاس جو یہ کہتے ہیں اس پر اس سے زیادہ کوئی حجت نہیں کہ جب ہمیں عقل ہے اور کواکب ہماری تدبیر کرتے ہیں تو وہ ہم سے زائد عقل کے مستحق ہیں۔

یہ جو کچھ ان لوگوں نے بیان کیا کوئی چیز نہیں۔ اس لیے اگرچہ عالم میں کواکب کے لیے تاثیر ظاہر ہے مگر ان کی تاثیر اختیار و ملک کی تاثیر نہیں ہے۔ اس پر وہ دلائل دلالت کرتے ہیں جو ہم نے اپنی اسی کتاب میں بیان کیے ہیں کہ کواکب مضطر (مجبور و بے اختیار) ہیں مختار نہیں۔ ان کی تاثیر ایسی ہی ہے جیسی آگ کی تاثیر جلانے کی۔ پانی کی تاثیر ٹھنڈا کرنے کی زہر کی تاثیر مزاج کے فاسد کرنے کی۔ کھانے کی تاثیر غذا پہنچانے کی مرچ کی تاثیر زبان سکیڑنے کی۔ ہڑ کی تاثیر منہ کو اور جو جاری ہو اس کو بند کرنے کی۔ اور اسی طرح تمام چیزیں جو عالم میں ہیں۔ یہ تمام اشیا غیر ناطق ہیں۔ کواکب و افلاک بھی اسی قاعدے پر جاری ہیں اس لیے کہ ان کی تاثیر بھی ایک ہی تاثیر ہے جس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اور ان کی حرکت بھی ایک ہی حرکت ہے جس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ حالانکہ صاحبِ اختیار ایسا نہیں ہوتا۔

ایک شخص نے جس سے میں نے اس دلیل سے معارضہ کیا تھا کہا کہ جو مختار فاضل و برتر ہوتا ہے تو وہ سب سے افضل حرکت کو لازم کر لیتا ہے اور اس سے تجاوز نہیں کرتا اور یہ حرکت دور یہ ہی تمام حرکات سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ اس پر تمہاری کیا دلیل ہے کہ یہ حرکت تمام حرکات سے افضل ہے۔ یہ حرکت جو مشرق سے مغرب کی طرف یا مغرب سے مشرق کی طرف ہے یہ کہاں سے اُس حرکت سے افضل ہو گئی جو شمال سے جنوب کی طرف یا جنوب سے

شمال کی طرف ہو۔ تمھارے یہاں افضل حرکات کا تعین کیونکر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ آٹھ آسمان تو غرب سے شرق کی طرف حرکت کرتے ہیں اور نواں آسمان شرق سے غرب کی طرف حرکت کرتا ہے۔ ان دونوں حرکتوں میں سے کس حرکت کو افضل کہتے ہو اور دوسرے کو یہ کہتے ہو کہ اس نے جو حرکت اختیار کی ہے وہ افضل نہیں ہے۔ اس دعوے کا فاسد ہونا بھی یقیناً واضح ہو گیا۔ یہ محض دعاوی ہیں جن پر کوئی برہان نہیں۔ جو دعویٰ ایسا ہو وہ ساقط ہے۔ تمھارے اور اس شخص کے درمیان کوئی فرق نہیں جو یہ کہتا ہے کہ حرکت علو کی افضل ہے یا خط مستقیم پر چلنے والے اور واپس آنے والی افضل ہے۔ حالانکہ ہم تو ان تمام اجرام کی یہ حالت پاتے ہیں کہ یہ اپنی بعض گذرگاہوں میں اسفل میں (نیچے) جاتے ہیں۔ بعض میں بلند ہوتے ہیں اور بعض میں ساقط ہوتے ہیں۔ تمھارے قول کی بنا پر اور تمھارے خیال کے مطابق بعض کے ساتھ نحس و تاریک روح ہے اور بعض کے ساتھ سعید و روشن بعض افلاک غرب سے شرق کی طرف حرکت قطع کرتے ہیں۔ اور سوائے فلک اعلیٰ کے تمام افلاک کی یہی حرکت ہے۔ فلک اعلیٰ کی حرکت شرق سے غرب کی طرف ہے۔ یہ سب افضل حرکات نہیں ہیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

جن لوگوں نے اسے بیان کیا ہے اسی طرح انھوں نے ہزارہا سال کے ختم ہونے کے وقت واپس ہونا بیان کیا ہے۔ کواکب ثابتہ کا اپنے فلک میں اسی طرح نصب ہونا جس طرح وہ نصب ہوتا ہے جو اس (فلک) کو قطع (یعنی حرکت) کرتا ہے دکھایا ہے۔

یہ بھی خالص کذب اور ایک دعویٰ ہے جو ساقط ہے جس پر کوئی دلیل نہیں۔ اس قسم کے دعوے سے کوئی بھی نہیں تھکتا۔ ان امور پر تو یہ لوگ کوئی شغب یا اقناع بھی نہیں لائے چہ جائیکہ کوئی برہان لاتے۔ یہ محض بعض قدمائے صابئین (کواکب پرستوں) کی تقلید ہے۔ اسی قسم کی خرافات و حماقات کو شریعت اسلامیہ دفع

اور باطل کرتی ہے۔ مگر جس چیز پر برہان قائم ہے وہ قرآن حدیث میں نصاً واستدلالاً بدیہی طور پر موجود ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

کرویت زمین

اب وقت آگیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان لوگوں کے بعض اعتراضات کا ذکر شروع کریں۔

ان لوگوں نے کہا ہے کہ براہین سے ثابت ہے کہ زمین کروی (گول) ہے اور اکثر لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں۔ ہمارا جواب اللہ کی توفیق سے یہ ہے کہ ائمہ مسلمین میں سے کسی ایسے شخص نے جو امام علم کے نام کا مستحق ہے زمین کے کروی ہونے کا انکار نہیں کیا ہے اور نہ ایک کلمہ بھی اس کے خلاف ان میں سے کسی سے یاد کیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث کی براہین تکویر زمین ہی کو بیان کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یکور اللیل علی النہار ویکور النہار علی اللیل" (رات کو گھما کے دن میں اور دن کو گھما کے رات میں داخل کر دیتا ہے) بعض کی بعض کے ساتھ تکویر میں یہ واضح ترین بیان ہے۔ جو کور العمامہ سے ماخوذ ہے (یعنی عمامے کے پیچ سے "کور" عمامے کو گھمانا اور گول کرنا ہے۔ یہ نص ہے تکویر زمین کی اور اسی طرح دوران شمس کی۔ اس دوران شمس سے اس کی روشنی سے اور طلوع ہونے سے دن کی کی روشنی ہوتی ہے اور اس کے غائب ہو جانے سے رات کی تاریکی اور یہ حسب تصریح قرآن دن کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ (ہم نے دن کی نشانی کو واضح بنایا ہے)۔

جو شخص اپنے جہل کی وجہ سے اس کا انکار کرے اس سے کہا جائے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ فرض نہیں کیا ہے کہ ہم ظہر کی

نماز اس وقت پڑھیں جب زوال شمس ہو جائے یعنی آفتاب ڈھل جائے۔ "ہاں" کہنا ضروری ہے۔ پھر دریافت کیا جائے کہ زوال شمس کے کیا معنی ہیں۔ یہ کہنا ضروری ہے کہ وہ آفتاب کا اس شخص کے مقابلے سے منتقل ہونا ہے جو فرض کو اپنے چہرے کے مقابل کرے اور اپنا چہرہ اور ناک اس کے سامنے کرے جبکہ وہ مقام طلوع و مقام غروب کے مسافت کے وسط میں ہو، ہر جگہ اور ہر زمانے میں۔ آفتاب کو اپنی اس ابرو کی جانب کرلے جو مقام غروب کی طرف ہے۔ یہ موقع اسی وقت ہوگا جب دن کے دوسرے نصف حصے کا شروع ہو۔ ۹۔

ہمیں معلوم ہے کہ آباد زمین کے تمام شہر مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سب روئے زمین پر قائم ہیں۔ جو شخص یہ کہے کہ زمین نصب کی ہوئی ہے مگر غیر کروی شکل پر تو اسے یہ لازم آئے گا کہ جو شخص اول مشرق کا باشندہ ہے وہ یقیناً نماز ظہر اول نہار (روز) میں پڑھے گا اور لامحالہ نماز صبح کے کچھ ہی دیر بعد پڑھے گا۔ اس لیے کہ بلا شک آفتاب کا لامحالہ ان میں سے ہر شخص کی ابروؤں کے مقابلے سے اول نہار میں زوال ہو جائے گا۔ اگر تم لوگوں کے کہنے کے مطابق معاملہ ہوگا (یعنی زمین غیر کروی ہوگی) تو لامحالہ ایسا ہی ہوگا۔ حالانکہ کسی مسلم کے لیے اس کا قائل ہونا جائز نہیں کہ نصف النہار سے پہلے نماز ظہر پڑھنا جائز ہے۔

ان لوگوں کو یہ بھی لازم آئے گا کہ جو شخص آخر مغرب میں سکونت رکھتا ہو ان میں سے ہر شخص کی ابروؤں کے مقابلے سے آخر نہار میں آفتاب کا زوال ہو۔ یہ لوگ ظہر ایسے وقت میں پڑھیں گے جس میں نماز عصر کی گنجایش نہ ہوگی یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ حالانکہ یہ دین اسلام کے حکم سے خارج ہے۔

چونکہ یہ زمین کا قائل ہے تو روئے زمین پر جو شخص بھی ہے وہ نماز ظہر لامحالہ اپنے نصف نہار ہی کے بعد ہمیشہ پڑھے گا۔ ہر حال میں۔

ہر مکان میں اور ہر زمان میں۔ یہ ظاہر ہے جس میں کوئی خفا نہیں ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "سبع سموات طباقا" (اس نے تہ بتہ سات
آسمان بنائے) اور فرماتا ہے "ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق" (ہم نے
تمہارے اوپر سات آسمان پیدا کیے) اسی طرح سورج اور چاند کے
گہن اور بعض روشن سیاروں کے بعض سیاروں کے گہن سے بھی
اس پر برہان قائم ہے کہ وہ سات آسمان ہیں اور اس پر بھی وہ
راہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا "طرائق" فرمانا اس امر کو چاہتا ہے کہ ان میں
راستہ چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وسع کرسیہ السموات والارض" (اللہ
کی کرسی زمین و آسمان سے بہت بڑی ہے۔) یہ اسی کی نص ہے جس پر
برہان قائم ہے کہ بعض آسمان بعض پر منطبق ہیں۔ کرسی ساتوں آسمانوں
اور زمین کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ اللہ سے فردوس اعلیٰ مانگو کیونکہ یہی وسط جنت اور اعلیٰ
جنت ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "الرحمٰن علی العرش استوی" (رحمٰن عرش
پر قائم ہے) ان دونوں نصوص نے یہ خبر دی کہ جو کچھ عرش کے اوپر ہے
وہ منتہائے خلق و انتہائے عالم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انا زینا
السماء الدنیا بزینۃ الکواکب وحفظا من کل شیطان مارد۔ (ہم نے
آسمان زیریں کو کواکب کی زینت سے آراستہ کیا اور اسے ہر سرکش
شیطان سے محفوظ کر دیا)۔ یہ بھی اسی کی نص ہے جس پر برہان قائم ہے
کہ وہ کواکب جن کے ذریعے سے شیطان کو مارا جاتا ہے وہ آسمان زیریں
سے نیچے ہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ آسمان میں ہوتے تو شیاطین آسمان تک
پہنچ سکتے یا وہ آسمان سے نکلتے ہوتے ورنہ اسی وجہ سے یہ شہاب
ان تک نہ پہنچتے۔ حالانکہ یہ ثابت ہے کہ شیاطین بذریعہ رجوم (پتھر
مارنے کے) آسمانوں تک جانے سے روک دیے گئے ہیں۔ لہٰذا ثابت

ہو گیا کہ رجوم آسمان سے نیچے ہوتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ رجوم قطعاً ستارے نہیں ہیں جنھیں ہم ستارہ جانتے ہیں۔ بلکہ یہ محض آگ کی شہاب اور نیزے کی شکل کی بجلیاں ہیں جو روشن ہوتی ہیں، بھڑکتی ہیں اور بجھ جاتی ہیں۔ آسمان میں قطعاً آگ نہیں ہے۔ ہم محض ناموں میں اختلاف پاتے ہیں جو اختلاف لغت کی وجہ سے ہے قاضی منذر بن سعید نے اس میں اعتراض کیا ہے اور انھوں نے افلاک کو آسمان کے علاوہ قرار دیا ہے۔

قاضی صاحب نے جو بیان کیا اس پر کوئی برہان نہیں سوائے اس کے کہ انھوں نے یہ کہا ہے کہ آسمان وہی ہیں جو زمین کے اوپر ہیں۔ اگر آسمان زمین کا احاطہ کیے ہوئے ہوں تو بعض آسمان زمین کے نیچے ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ دلیل کوئی چیز نہیں ہے اس لیے کہ تحت و فوق (نیچے اوپر) باب اضافت (امور اضافی و نسبتی) میں سے ہیں کیونکہ جس چیز کو تحت کہا جاتا ہے وہ لامحالہ کسی کی فوق بھی ہے سوائے مرکز زمین کے کہ وہ تحت مطلق ہے جس کے لیے قطعاً کوئی اور تحت نہیں۔ اسی طرح جس چیز کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ فوق ہے تو وہ کسی شے کے لیے تحت بھی ہوگی۔ سوائے فلک اعلیٰ کی بالائی سطح کے کہ جس فلک کو بروج میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وہ ایسا فوق ہے کہ اس کے لیے قطعاً کوئی فوق نہیں! اس مشاہد برہان کی بنا پر زمین ہی لامحالہ آسمانوں کے تحت کی جگہ ہے۔ آسمان جس حیثیت سے بھی ہوگا وہ زمین کا فوق ہی ہوگا اور جس حیثیت سے بھی زمین اس کے مقابل ہوگی تو وہ آسمان کی تحت ہی ہوگی اور ضرور ہوگی۔ جہاں کہیں آدمی ہوگا تو اس کا سر آسمان کی طرف اور قدم زمین کی طرف ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "الم یروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا"

(کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے سات آسمان کس طرح تہ بتہ پیدا کیے اور اُن میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا)۔

نیز فرمایا ہے "جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سرجاوقمرا منیرا" (اس نے آسمان میں برج بنائے اور اُن میں چراغ اور نورانی چاند بنایا) اللہ تعالیٰ نے وہ خبر بتائی جسے سوائے کافر کے کوئی رونہ کرے گا کہ قمر بھی آسمان میں ہے اور شمس بھی آسمان میں ہے۔ اس پر برہان ضروری قائم ہے جس کا آنکھوں سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ یہ مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک زمین کے گرد دورہ کرتے ہیں۔ اگر جہلاء کے گمان کے مطابق ہوتا تو شمس وقمر جب زمین کا دورہ کرتے اور زمین کے اس سطح کے مقابل ہو جاتے جس پر ہم نہیں ہیں تو آسمان سے نکل جاتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے لہٰذا اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ ناممکن ہے کہ شمس وقمر آسمانوں سے جدا ہو جائیں اور ان سے نکل جائیں، اس لیے کہ یہ دونوں خواہ کسی طرح دورہ کریں، آسمانوں ہی میں رہیں گے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ آسمان زمین کے مطابق تہ بتہ ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ شمس وقمر ونجوم آسمانوں میں ہیں۔ پھر فرمایا کہ "وکل فی فلک یسبحون" (اور سب کے سب کسی آسمان میں دورہ کرتے ہیں) یہ ہم بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ ایک جرم وقتِ واحد میں دو مکانوں میں ہو۔ اگر افلاک سمٰوات کے مغایر ہوں اور شمس وقمر حسب تصریح قرآن سمٰوات وفلک میں ہیں تو لامحالہ یہ دونوں ایک ہی وقت میں ایسے دو مکانوں میں ہوں گے جو دونوں مکان آپس میں متداخل (ایک دوسرے کے اندر) نہیں ہیں یہ محال وناممکن ہے۔ محال کے قائل ہونے کو وہی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے گا جو کور دل ہو گا۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ شمس ایک ہی مکان میں ہے اور وہ سما ہے اور وہی فلک ہے۔ یہی کلام قمر ونجوم میں بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول "کل فی فلک یسبحون" دورہ کرنے پر نص جلی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ شمس و قمر و نجوم فلک میں گشت کرنے والے ہیں۔ اور یہ نہیں بتایا کہ یہ ساکن ہیں۔ اگر یہ دورہ نہ کریں تو مدت ہائے دراز کے بعد بلکہ بہت ہی قلیل زمانے میں اگر وہ ایک ہی راہ پر اور ایک ہی خط مستقیم پر یا ترچھے خط پر جو گول نہ ہو چلتے رہیں تو لامحالہ وہ ہم سے غائب ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہم انھیں کبھی نہ دیکھیں گے۔ لیکن ہم ہمیشہ اُن کے آگے ہوں گے۔ اور یہ باطل ہے۔ لہذا ہم اُن کا دورہ شرق سے غرب کی طرف اور غرب سے شرق کی طرف جو دیکھتے ہیں اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ یقیناً دورہ کرنے والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس آیت کو پوچھا گیا تو آپ نے اسی طرح فرمایا "الشمس تجری لمستقر لها" (شمس اپنے مستقر کی طرف چلتا ہے)۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ اس لیے کہ وہ قیامت تک ہمیشہ عرش کے نیچے ہی رہے گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ کسی شے کا مستقر اس کا وہی مقام ہوتا ہے جس میں وہ پابندی سے رہتی ہے اور اُس سے نکلتی نہیں اگرچہ وہ اُسی کے اندر ایک جانب سے دوسری جانب آتی جاتی رہے۔

ایاس بن معاویۃ المزنی سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ آسمان اسی طرح زمین پر گنبد کے طور پر ہے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ کیا آپ نے اس آیت میں غور کیا ہے "سبع سموات و من الارض مثلهن" (اللہ نے سات آسمان بنائے اور زمین بھی انھیں کی طرح بنائی) ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ ساتوں زمینیں بعض کے اوپر بعض (پیاز کی طرح) لپٹی ہوئی ہیں۔

۸۱ یعقوبؓ بن عتبہ وغیرہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جانیں مصیبت میں ہیں۔ عیال ضائع ہو گئے۔ مال تباہ ہو گئے۔ جانور ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا فرمائیے۔ حدیث طویل ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ اللہ کیا ہے اس کا عرش آسمانوں پر ہے۔ اس کی زمین اس طرح ہے۔ آپ نے اپنی انگلیوں کو قبے کی شکل میں پھیر دیا۔

سعیدؓ بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ "وکل فی فلك یسبحون" (سب کے سب ایک آسمان میں دورہ کرتے ہیں) فلک اس طرح ہے جس طرح دھنکی کی گول لکڑی۔

ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو جو ذوالقرنین کے متعلق ہے بیان کیا ہے کہ "وجدها تغرب فی عین حمئة" (ذوالقرنین نے سورج کو کالی کیچڑ والے چشمے میں غروب ہوتے دیکھا) ایک قرأت میں بجائے "حمئة" "حامیة" ہے۔ یعنی گرم بلاشک یہ حق ہے۔ ذوالقرنین ہی تھے جو کیچڑ والے یا گرم چشمے میں تھے۔ جیسا کہ تم کہو کہ میں نے تمھیں دریا میں دیکھا۔ اور تمھاری مراد یہ ہو کہ جب تم نے اسے دیکھا تم دریا کے اندر تھے۔ برہان یہ ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے مقام کی مقدار سے سوائے جاہل کے کوئی بھی ناواقف نہیں کہ اس کی مقدار کی بہت بڑی پیمایش ہے اور آفتاب کے سرمائی مقام غروب کے ابتدائی حصے سے جبکہ وہ جدی کے آخری سرے سے شروع ہوتی ہے اس کے گرمائی مقام غروب کے آخر تک کی درمیانی مقدار جبکہ وہ سرطان کے سرے سے ہوتی دکھائی دیتی ہے اور مشاہدے میں ہے۔ اس کی مقدار فلک سے جو الیش درجے ہے اور وہ بذریعہ برہان ہندسی پوری زمین کے چھٹے حصے سے کم ہے۔ میلوں سے تقریباً تین ہزار میل سے زائد ہے

اس پیمائش پر لغت میں عین یا چشمے کا لفظ قطعاً نہیں آتا۔ خاصکر وہ چشمہ بھی کیچڑ والا گرم ہو۔

ہمیں لغت عربیہ ہی میں خطاب کیا گیا ہے جب ہم نے اللہ عز وجل کے خبر دینے سے جو ایسی ہی خبر ہے کہ نہ باطل اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ یقین کر لیا کہ وہ چشمہ ہے تو ہم نے یقیناً جان لیا کہ ذوالقرنین کو رفتار نے اس سمت مغرب میں جس میں وہ چل رہے تھے چشمہ مذکورہ تک پہنچایا اور اس کے بعد اس مقام پر ان کے لیے سمندروں کے حائل ہونے سے چلنے کا امکان ختم ہو گیا۔

ہم بدیہی طور پر جانتے ہیں کہ ذوالقرنین اور دوسرے لوگ زمین کا اتنا ہی حصہ روک سکتے ہیں جتنی ان کے جسم کی پیمائش ہے۔ خواہ کھڑے ہوں خواہ بیٹھے خواہ لیٹے۔ جس کی یہ صفت ہو یہ ناممکن ہے کہ اس کی نظر زمین کی اس مقدار کا احاطہ کرے جو پورے مقامات غروب کی جگہ کا احاطہ کر لے۔

اگر آفتاب کے غائب ہونے کی جگہ زمین کے ایک چشمے میں ہوتی جیسا کہ جہلا کا گمان ہے اور یہ ضروری ہوتا کہ اس کا خطہ نظر زمین کی گولائی سے یا کسی ایسی بلندی زمین سے ملے جو خط کو بڑھنے سے روکے۔ یہاں تک کہ کوئی کہنے والا کہے کہ وہ چشمہ یہی سمندر ہے تو یہ ناجائز ہے کہ لغت میں سمندر کو چشمہ کہا جائے۔ حالانکہ اللہ عز وجل نے خبر دی ہے کہ شمس فلک میں چلتا ہے اور شمس ہی فلک کا چراغ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہی وہ صدق ہے جس میں اختلاف و تناقض ناممکن ہے

اگر آفتاب زمین کے چشمے میں غروب ہوتا جیسا کہ جہلا گمان کرتے ہیں یا سمندر میں تو لامحالہ آفتاب آسمان سے ہٹ جاتا اور فلک سے نکل جاتا۔ اور یہ بالکل باطل اور کلام اللہ کے مخالف ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

یقیناً بلاشک ثابت ہو گیا کہ ذوالقرنین جب خشکی کے آخر تک

مغارب میں پہنچے تو وہ ایک کیچڑ والے چشمے میں تھے۔ وباللہ التوفیق۔ خاصکر اس برہان کے ساتھ جو اس پر قائم ہے کہ آفتاب کا جرم زمین کے جرم سے بڑا ہے وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

ایک دوسری قطعی دلیل اور بھی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ وجدھا تغرب فی عین حمئۃ (حامیۃ) ووجد عندھا قوما" (ذوالقرنین نے ایک کیچڑ والے چشمے میں آفتاب کو غروب ہوتے پایا اور اس کے پاس ایک قوم کو پایا۔) لہذا یقیناً ثابت ہوگیا کہ انھوں نے قوم کو چشمے کے پاس پایا نہ کہ آفتاب کے پاس۔

آسمان ہی جنت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جنۃ عرضھا السموات والارض" (اُس جنت کی طرف بڑھو جس کی کشادگی زمین و آسمان کے برابر ہے) اجماع و نص سے ثابت ہے کہ ارواح انبیا علیہم السلام جنت میں ہیں۔ سوائے اُن لوگوں کے عقیدے کے جن کا شمار اہل اسلام میں نہیں جو فنائے ارواح کے قائل ہیں اور انھیں اعراض کہتے ہیں اور اسی طرح ارواح شہدا بھی جنت میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ آپ نے شب معراج میں ان حضرات کو ایک ایک آسمان پر دیکھا آدم کو سب سے نیچے والے آسمان میں۔ عیسیٰ و یحییٰ کو دوسرے آسمان میں یوسف کو تیسرے میں۔ ادریس کو چوتھے میں۔ ہارون کو پانچویں میں اور موسیٰ و ابراہیم کو چھٹے اور ساتویں میں۔ صلی اللہ علی جمیعہم وسلم۔ لہذا بدیہی طور پر ثابت ہوگیا کہ آسمان ہی جنتیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارواح شہدا سبز پرندے ہیں جو جنت کے میووں میں لٹکے ہیں یہ محال و ناممکن ہے جس کا کوئی مسلمان خیال بھی نہیں کر سکتا کہ ارواح شہدا تو جنت میں سبز پرندے ہوں اور ارواح انبیا غیر جنت میں ہوں جبکہ وہ ہر فضیلت کے سب سے زیادہ مستحق بھی ہوں اور جنت سے افضل کوئی مکان بھی نہ ہو؟

صفوان بن یعلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے ایک دریا کو جہنم کے پردے گھیرے ہوئے ہیں۔

کعب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ بحر مسجو ر بھرتا ہے تو جہنم ہو جاتا ہے۔

بشر بن سحاف سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم جمعے کے روز عبد اللہ بن سلام کے ساتھ مسجد میں تھے تو انھوں نے کہا کہ جنت آسمان میں ہے اور جہنم زمین میں، اور بہت سا کلام بیان کیا۔

سعیدؓ بن المسیب سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے ایک یہودی سے کہا کہ جہنم کہاں ہے۔ اس نے کہا سمندر میں۔ علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ میں تو اس کو سچا ہی سمجھتا ہوں۔

۸۳ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اس روز (یعنی قیامت میں) تمام زمین جہنم ہو گی۔ جنت اس کے پیچھے ہو گی۔ اور اولیاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایے میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار" (نہ آفتاب کے لیے مناسب ہے کہ وہ ماہتاب کو پالے اور نہ رات دن سے آگے بڑھنے والی ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ شمس قمر سے سست رفتار ہے۔ اسی طرح رصد سے برہان بھی قائم ہے۔ کہ آفتاب آسمان کو ایک سال میں طے کرتا ہے اور قمر اُسے اٹھائیس دن میں طے کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی تصریح فرمائی کہ رات دن سے نہیں بڑھتی۔

اللہ تعالیٰ نے اس سے فلک کلی کی حرکت ثانیہ کا حکم ظاہر فرمایا۔ یہ وہ حرکت ہے جو ایک شبانہ روز کی گردش میں پوری ہوتی ہے اور اس میں جملہ سیارات اور شمس و قمر و نجوم مساوی ہیں۔

ارشاد ہے "فضرب بینھم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذاب" (پھر اہل جنت و دوزخ کے درمیان میں ایک دیوار قائم کر دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا دروازے کے اندر رحمت ہوگی اور اس کی ظاہری جانب میں عذاب ہوگا)۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ "لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ" (ارواح کفار کے لیے جنت کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گی) لہذا ثابت ہوا کہ جس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے وہی جنت میں داخل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ گرمی کی شدت جہنم کے شعلے سے ہوتی ہے۔ اس کی دو سانسیں ہیں۔ ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔ ہم جو سخت سردی یا سخت گرمی محسوس کرتے ہیں یہ اسی کی ہوتی ہے۔ ہماری آگ جہنم کی آگ سے ننانوے درجے سرد ہے۔ ہم آسمانی برق کا ایسا ہی مشاہدہ کرتے ہیں کہ جلانے اور ایذا پہنچانے میں ایک لمحے میں وہ اس مقدار کو پہنچ جاتی ہے کہ ہماری آگ زمانۂ دراز میں بھی اس مقدار کو نہیں پہنچتی۔

ابو سعیدؓ خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ سے نکلنے کے بعد جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اسے دنیا کا دہ چند ملے گا۔

یہ بھی صحیح و مسند و مرفوع روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا آخرت میں ایسی ہی ہے جیسے سمندر میں ایک انگلی۔

ایک ہی نہیں، دو جنتیں

یہ محض مسافت و بُعد میں نسبت ہے نہ کہ مدت کی نسبت میں۔ اس لیے کہ آخرت کی مدت

غیر متناہی ہے اور جو غیر متناہی ہو اس سے کوئی شے قطعاً کسی وجہ سے بھی منسوب نہیں ہو سکتی۔ نیز یہ نسبت سرور و لذت میں ہے نہ غم ومصیبت میں ہے۔ اس لیے کہ دنیا کا سرور بھی الم آمیز اور متناہی اور ختم ہو جانے والا ہے۔ آخرت کا سرور اور اس کا حزن وغم دونوں خالص اور غیر متناہی ہیں۔

اسی طرح ہماری روایات میں آسمان کے ہمیشہ قائم رہنے کے لیے بھی برہان قائم ہے۔ علاوہ اس کے کہ زمین کو آسمان کے مقابلے میں نہ کوئی نسبت ہے اور نہ قدر۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جنۃ عرضھا السموات والارض" (وہ جنت جس کی وسعت آسمان و زمین ہیں) پھر ارشاد ہے "جنۃ عرضھا کعرض السماء والارض" (جنت جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کی سی ہے) اور ارشاد ہے "وجنی الجنتین دان" (اور دونوں جنتوں یا باغوں کے میوے نزدیک ہوں گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے۔ فرمایا کہ اللہ سے فردوس اعلیٰ مانگو کیونکہ یہ وسط جنت اور اعلیٰ جنت ہے اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ دو جنتیں ہیں جن میں سے ایک کی وسعت آسمان و زمین ہے اور دوسری کی وسعت مثل وسعت آسمان و زمین کے ہے۔

ساتوں آسمان جنت ہیں

ارشاد ہوتا ہے "ولمن خاف مقام ربہ جنتان" (جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں)۔ یہ تو سب کے متعلق خبر ہے کہ ان کے لیے یہ دونوں جنتیں ہیں۔ وہ جنت جس کا عرض آسمان و زمین ہیں وہ ساتوں آسمان ہی ہیں اس لیے کہ بلاشک کسی شے کا عرض بھی اسی شے کا جزو ہوتا ہے۔ ہر جرم (جسم) کرسی ہے کیونکہ اس کے تمام ابعاد (یعنی طول و عرض اور عمق) عروض ہی ہیں۔ یہاں زمین کا ذکر اس لیے

کیا گیا کہ وہ تمام آسمانوں کی مساحت میں داخل ہے۔ اس لیے کہ آسمان اس کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

کرسی

وہ جنت کہ جس کا عرض آسمان و زمین کے عرض کے مثل ہے یہ کرسی ہے جو آسمانوں اور زمین کی محیط ہے۔ ارشاد ہے "وسع کرسیہ السموات والارض" (اللہ کی کرسی آسمانوں اور زمین سے زیادہ وسیع ہے)۔ لہذا ثابت ہوگیا کہ کرسی کا عرض آسمان اور زمین ہیں کہ بعض ان میں سے بعض کی طرف منسوب ہیں۔

جنت کے دروازے

یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ہر آسمان میں ایک دروازہ ہے اور کرسی میں ایک دروازہ ہے۔ ثابت ہوگیا کہ عرش اعلیٰ جنت کے اوپر ہے اور وہ ملائکہ کا محل و مقام ہے اور وہ کوئی جنت نہیں ہے بلکہ اس کے اوپر ہے۔

عرش کے اوپر

اسی طرح اللہ کا ارشاد ہے "الذین یحملون العرش و من حولہ" (وہ لوگ جو عرش کو اٹھاتے ہیں اور وہ جو اُس کے گرد ہیں) یہ بیان جلی ہے کہ عرش کے اوپر ایک اور جرم ہے جس میں ملائکہ ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ برہان اسی کو ثابت کرتی ہے مگر اس کے لیے جو علم ہیئت میں گہری نظر رکھتا ہو۔ یہ تمام نصوص جلی و ظاہر ہیں جن میں تاویل کا تکلف نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "کعرض السماء" (مثل عرض آسمان کے) یہ جنس سمٰوات کا ذکر ہے، اس لیے کہ سمٰوات جنس کا نام ہے جس پر یہ کلام الٰہی دلالت کرتا ہے "وسع کرسیہ السموات والارض" (اُس کی کرسی زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہے)۔

اس قسم کی بہت سی آیات و احادیث ہیں کہ جب کوئی غور کرنیوالا غور کرے گا تو یہ اُسے ہمارے قول کی صحت تک رہبری کریں گی کہ جو چیز برہان سے ثابت ہے وہ کلام الٰہی و کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی منصوص ہے۔

دنیا کی مدت میں کسی معین عدد کا دعویٰ

تاریخ دنیا میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ یہود دنیا کے لیے کچھ اوپر چار ہزار اور نصاریٰ پانچ ہزار برس بتاتے ہیں۔ ہم لوگ کوئی یقینی عدد نہیں بیان کرتے جو ہمارے یہاں مشہور ہو جو اس میں سات ہزار برس یا کم و بیش کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے وہ ایسی بات کا قائل ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لفظ بھی ثابت نہیں۔ بلکہ آپ سے اس کے خلاف ثابت ہے۔

ہم دنیا کی مدت کے لیے اس امر کا یقین رکھتے ہیں کہ اس کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ فرماتا ہے "اشھدتھم خلق السموات والارض ولا انفسھم" (ہم نے ان کو زمین و آسمان کے پیدا کرتے وقت حاضر نہیں کیا تھا اور نہ خود ان کے پیدا کرتے وقت)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جو امتیں تم سے پہلے گذری ہیں اُن میں تم ایسے ہی ہو جیسے سیاہ بیل میں ایک سفید بال یا کالے بیل میں ایک سیاہ بال"۔ آپ کا یہ ارشاد ثابت ہے۔ آپ جو فرمائیں گے وہ عین حق ہو گا۔ آپ باطل کے کسی جزو سے ذرا بھی چشم پوشی نہیں فرماتے تھے۔ یہ نسبت (مثال) ہے جو اس میں غور کرے گا اور اہل اسلام کے اعداد کی مقدار اور جو آباد زمین ان کے قبضے میں ہے اس کی نسبت معلوم کرے گا اور یہ جانے گا کہ وہ سب سے زیادہ ہے تو جان لے گا کہ دنیا کے (وجود) کے عدد کا شمار سوائے اللہ کے کوئی نہیں کر سکتا جو خالق ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں

اور قیامت اس طرح بھیجا گیا ہوں۔ آپ نے اپنی مقدس کلمے کی اور بیچ والی انگلی ملائی۔ حالانکہ نص آگئی ہے کہ "قیامت کب آئے گی، اس کو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض شدت قرب مراد لیا ہے نہ کہ درمیانی انگلی کی کلمے کی انگلی سے درازی کی زیادت۔ اس لیے کہ اگر آپ اس کی زیادت مراد لیتے تو ضرور دونوں انگلیوں کے درمیان کی نسبت کی جاتی اور اس کو درمیانی انگلی کے طول سے نسبت دی جاتی اور اس سے معلوم ہو جاتا کہ قیامت کب قائم ہو گی۔ اور یہ باطل ہے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم لوگوں کو ہمارے پہلے لوگوں کے ساتھ نسبت دینا کہ "جیسے بیل میں بال" غلط ہو جاتا۔ معاذ اللہ۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محض شدت قرب مراد لیا ہے۔ آپ جب سے مبعوث ہوئے ہیں کچھ اوپر چار سو برس ہوئے ہیں۔ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ عمر کی دنیا میں کتنی مقدار باقی ہے۔ اس عدد عظیم قلت و کمی کے باعث گذشتہ کے ساتھ نسبت کرنے میں کوئی مناسبت نہیں۔ اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لوگ گزشتہ لوگوں میں مثل بیل میں بال یا گدھے کی ران میں مثل نشان کے ہیں۔

میں نے امیر ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الناصر رحمۃ اللہ کا نوشتہ دیکھا ہے کہ انھوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن معاویۃ القرشی نے کہا کہ انھوں نے ہند میں دیکھا کہ انھیں (دنیا کے) بہتر ہزار برس معلوم ہوئے۔ اور محمود بن سبکتگین نے ہند میں ایک ایسا شہر پایا لوگ جس کی تاریخ چار لاکھ برس بیان کرتے ہیں۔

ان میں سے ہر ایک کے لیے اول و ابتدا و مبدا ہے اور نہایت و انتہا بھی ضروری ہے۔ عالم کی کوئی شے قبل سے موجود نہ تھی اللہ ہی کا حکم پہلے بھی تھا اور بعد کو بھی رہے گا۔

جنت میں مادیات کا وجود

بعض نے جو اعتراضات کیے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ اہل جنت کھائیں گے، پییں گے، عورتوں سے ہمبستری کریں گے۔ دوشیزہ کنیزیں ہیں جو اہل جنت کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ وہاں نہ کوئی خرابی ہوتی ہے اور نہ تغیر ہوتا ہے اور نہ مزاجی کیفیت ہے حالانکہ یہ تمام اشیا موجود ہونے والی اور بگڑنے والی ہیں تو پھر یہ صورت کیسے ہو گی۔

حق الامر

اس مقام پر تین جواب ہیں۔ پہلا جواب تو ایک برہان ضروری یقینی و بدیہی اور سماعی ہے دوسرا جواب نظری (یعنی استدلالی) اور از روئے مشاہدہ ہے تیسرا جواب اقناعی (یعنی قابل تسلی) ہے جو ہمارے معترض کے اصول کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔

پہلا جواب تو یہ ہے۔ اور اسی پر اعتماد بھی ہے اور وہ برہان ضروری ہے کہ ہم نے اسے پہلے بیان کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام اشیا کو پیدا کیا اور بنایا۔ وہی ان اشیا کا بغیر کسی شے کے اور بغیر کسی قاعدۂ سابقہ کے موجد ہے۔ جب اس میں کوئی شک نہیں تو پھر کوئی شے، خواہ اس کا وہم کیا جا سکے، یا دریافت کی جا سکے، ایسی نہیں جو خالق کی قدرت کو دشوار ہو۔ اس لیے اس نے جس چیز کو موجود کرنا چاہا موجود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے میں کسی چیز میں فرق نہیں، خواہ وہ اس دنیا میں ہو خواہ آخرت میں۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، جس پر براہین ضروریہ بھی قائم ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو ہماری طرف مبعوث کیا۔ آپ کو اپنی جانب سے تبلیغ کا واسطہ بنایا۔ آپ کے صدق پہ بھی برہان ضروری قائم ہے۔ جن باتوں کے متعلق آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ وہاں اکل و شرب و لباس و وطی ہے۔ یہ وہ خبر ہے جو ہمیں صادق علیہ السلام نے دی ہے جو

ممکن کی حد میں داخل ہے ناممکن نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے خبر دی ہے تو بدیہی طور پر ثابت ہو گیا کہ ہمیں اُس کا یقین کرنا واجب ہے۔ اور ظاہر ہو گیا کہ وہ حد کے اندر ہے۔

جواب ثانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نفوس کو پیدا کیا اور اُن کے جواہر و طبائع کو ایسے طور پر ترتیب دیا کہ وہ طعام و شراب اور خوشبو اور اچھے مناظر اور پاکیزہ آوازوں اور پسندیدہ لباسوں سے اس قدر لذت حاصل کرتے ہیں جو ہمارے جوہر نفوس کے موافق ہو متغیر نہیں ہوتے۔ اس میں کوئی اعتراض نہیں اور نہ کوئی شک ہے کہ مذکورۂ بالا اشیا سے لذت حاصل کرنے والے نفوس ہی ہوتے ہیں اور جسمانی حواس جو ایسے منفذ یا گذرگاہ ہیں کہ ان لذات کو نفوس تک پہنچا دیتے ہیں اور اسی طرح تمام ناگوار چیزیں بھی۔ مگر خود جسد و جسم کو قطعًا کوئی حس نہیں ہے۔ یہی طبیعت ہمارے نفوس کی جوہر ہے کہ بغیر اس کے وجود کے نفوس کا وجود بھی ممکن نہیں۔

جب قیامت میں اللہ تعالیٰ ہمارے نفوس کو ہمارے اجساد مرکبہ کے ساتھ جمع کرے گا اور وہ ایسے ہی ہو جائیں گے جیسے پہلے تھے تو وہاں اُنھیں جزا دی جائے گی۔ اس کی لذتوں سے انھیں انعام دیا جائے گا اور وہ چیزیں انعام کی جائیں گی جن کو وہ طبائع نفوس طلب کریں گی جو ہمیشہ اسی حالت پر پائی جاتی ہیں اور اس کے سوا اُن کے لیے کوئی لذت نہیں ہوتی۔

البتہ جو کھانا وہاں ہو گا وہ آگ سے تیار کیا ہوا نہ ہو گا۔ نہ وہ آفت والا ہو گا (کہ بدہضمی یا بیماری پیدا کرے) نہ وہ فضلہ و خون کی شکل میں منتقل ہونے والا ہو گا۔ نہ وہاں ذبح ہو گا۔ نہ تکالیف۔ نہ موت۔ نہ تغیر و فساد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا یصدعون عنھا ولا ینزفون (نہ اُن نعمتوں سے انھیں روکا جائے گا اور نہ انھیں

نشہ ہوگا) لباس بھی بنے ہوئے نہ ہوں گے۔ نہ فنا ہوں گے نہ متغیر ہوں گے۔ نہ پرانے ہوں گے۔ اجسام میں نہ تو گندلا پن ہوگا نہ کوئی خلط نہ خون اور نہ نجاست۔ ان نفوس میں بھی نہ تو کوئی بری خصلت ہوگی، نہ کینہ، نہ حسد نہ حرص۔ ارشاد ہے "ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا" (ہم ان کے دلوں کا کینہ نکال کر بھائی بھائی بنا دیں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق خبر دی جو دوزخ سے نکالے جائیں گے کہ ان لوگوں کو جنت کے دروازے پر ایک نہر میں ڈالا جائے گا تب وہ صاف و پاکیزہ ہو جائیں گے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ تنقیہ و صفائی کے بعد اس وقت وہ جنت میں جائیں گے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ وہاں ان اشیا اور عطیات کی لذت جیسا وجود نفس کا ان اشیا کے لیے ہوگا اس اختلاف کے مطابق ہوگی اور ان سے لذت حاصل کرنے کی انواع کے تغایر کے اعتبار سے ہوگا۔ ہاں معنی و مراد سمجھانے کے لیے ان پر چند نام لائے گئے ہیں۔ حالانکہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنت میں وہ کوئی چیز نہیں جو دنیا میں ہے سوائے ناموں کے۔ یہ نہایت صحیح سند کی روایت ہے اور یہ حدیث وکیع کے قطعہ مشہورہ میں پہلی حدیث ہے۔

لذت نفس جنت میں

وطی (مجامعت) وہاں بھی اسی طرح ہوگی جس طرح ہمارے یہاں ہے۔ نہ اس میں کوئی دشواری ہے اور نہ کوئی محال۔ یہ تو محض نفس کا بعض ایسے حصۂ جسد سے جو اس کے ساتھ ہے دوسرے جسد میں داخل کر کے لذت اٹھانا ہے۔

جوابِ ثالث اقناعی ہے اور وہ ان کے اصول کے موافق ہے حالانکہ ہم خود اس پر اعتماد نہیں کرتے وہ یہ ہے کہ قدمائے ہند نے اپنے کلام میں جو افلاک و بروج و وجوہِ مطالع کے بارے میں ہے

بیان کیا ہے کہ بروج کے چہروں میں سے ہر چہرے کے ساتھ صورتیں ہیں جن کی ان لوگوں نے تعریف کی ہے اور بیان کیا ہے کہ عالم ادنیٰ (دنیا) میں کوئی صورت ایسی نہیں ہے جو عالم اعلیٰ (بالا) میں نہ ہو۔

یہ ان لوگوں کا تسلیم کر لینا ہے کہ وہاں بھی لباس و طعام و شراب و وطی اور نہر و درخت وغیرہ ہیں۔

نصرانی سے مناظرہ

ایک نصرانی نے جو قرطبہ کے نصاریٰ کا قاضی تھا ایک روز اسی مسئلے میں مجھ سے بحث کی۔ وہ بارہا میری مجلس میں آیا کرتا تھا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ کیا تمھارے یہاں انجیل میں یہ نہیں ہے کہ یوم فصح کی شام کو جب مسیح نے اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھایا اسی شب کو وہ ان کے دعوے کے مطابق گرفتار کر لیے گئے۔ مسیح نے شاگردوں کو شراب کا پیالہ پلایا اور کہا کہ میں اسے تمھارے ساتھ کبھی نہ پیوں گا یہانتک کہ تم اسے ملکوت میں اللہ تعالیٰ کے داہنی جانب میرے ساتھ پیو گے!

ایک فقیر مسمی عاذار کے قصے میں بیان کیا ہے کہ وہ ایک امیر کے دروازے پر پڑا ہوا تھا اور اس کے زخموں کو کتے چاٹ رہے تھے۔ اس امیر نے اس فقیر کو جنت میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم کے آغوش میں لیٹا ہوا ہے۔ امیر نے جو دوزخ میں تھا انھیں پکارا کہ اے باپ اے ابراہیم عاذار کے ہمراہ میرے پاس تھوڑا سا پانی بھیج دیجئے کہ اس سے میری زبان تر ہو۔

یہ اس امر کی تصریح ہے کہ جنت میں پانی بھی ہے اور شراب بھی۔

وہ نصرانی خاموش اور لاجواب ہو گیا۔ جو توریت یہود کے ہاتھوں میں ہے اس میں تو آخرت کی نعمت کا اور جزا بعد موت کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔

بالکل اسی کے برابر ہمارا جواب اہل دوزخ کے کھانے پینے کے بارے میں بھی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

۸۷ **طبقات ارض**

زمین کے بھی سات طبقے ہیں جو ایک دوسرے پر تہ بتہ منطبق ہیں اس لیے کہ ہمارے خالق نے ہمیں اس کے متعلق خبر دی ہے۔ اس خبر سے پہلے بھی یہ امر ممتنع یا محال کی حد میں نہ تھا بلکہ ممکن کی حد میں تھا۔

ایک قوم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کیا ہے "یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات" (جس روز زمین ایک دوسری زمین سے بدل جائے گی اور آسمان بھی۔ اس کے داہنے ہاتھ میں تہ کیے ہوں گے)۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول حق ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وفتحت السماء فکانت ابوابا" (اور آسمان کھول دیے جائیں گے پھر دروازے ہو جائیں گے)۔

آخر میں کیا ہوگا

ارشاد ہے "یوم تکون السماء کالمھل وتکون الجبال کالعھن" (جس روز آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے)۔

فرمایا ہے "وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ یومئذ وقعت الواقعۃ وانشقت السماء فھی یومئذ واھیۃ والملک علی ارجائھا" (اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے پھر دونوں ایک ہی مرتبہ میں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔ اسی روز قیامت واقع ہوگی اور آسمان پھٹ جائیں گے۔ وہ اس روز کمزور ہو جائیں گے اور سلطنت اپنے کناروں پر ہوگی)۔

ارشاد ہے۔ "اذا السماء انشقت" (جب آسمان پھٹ جائے گا)

فرمایا ہے "واذا الارض مدت والقت ما فیھا وتخلت واذنت لربھا وحقت" (اور جب زمین دراز کی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اُسے نکال کر خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کا حکم سنے گی اور وہ اسی کے قابل ہے)۔

ارشاد ہے "اذا السماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت واذا البحار فجرت" (جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے اور جب تمام دریا بہا دیئے جائیں گے)۔
فرمایا ہے "اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت واذا الجبال سیرت" (جب سورج تاریک کر دیا جائے گا اور جب ستارے گر پڑیں گے اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے)۔
فرماتا ہے "ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقناھما" (آسمان و زمین درستی کے ساتھ ایک گول کرہ تھے ہم نے دونوں کو توڑ دیا)۔
فرماتا ہے "کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین" (جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ پیدا کیا اس کو دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔ یہ وعدہ ہمارے ذمے ہے۔ ہم ضرور یہی کرنیوالے ہیں)۔
اہل جنت کے ذکر میں فرماتا ہے "خالدین فیھا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ" (اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہے سوائے اس کے کہ جو آپ کا پروردگار چاہے۔ یہ عطا ختم ہونیوالی نہ ہوگی)۔ یہ اس کا تمام کلام حق ہے۔ اس میں بعض کو چھوڑ کر بعض پر کمی کرنا جائز نہیں۔

تبدیل احوال اعدام نہیں ہے

یقیناً ثابت ہو گیا کہ تبدیل آسمان و زمین محض ان کے احوال کی تبدیل ہے نہ کہ ان کا معدوم کرنا۔ صرف شمس و قمر و نجوم و کواکب سے خالی کرنا۔ اس میں دروازے کھولنا۔ ان کا پگھلے ہوئے تانبے کے مانند ہو جانا۔ پھٹنا اور کمزور ہونا۔ پارہ پارہ ہونا۔ ریزہ ریزہ ہونا زمین اور پہاڑوں کا دھنکی ہوئی روئی کی طرح ہو جانا۔ جگہ سے ہٹ جانا اور دریاؤں کا بھر جانا ہو گا۔ اس سے تمام آیات بھری پڑی ہیں۔

اس سے تجاوز جائز نہیں جو صرف آیت تبدیل پر قناعت کرے گا وہ ہماری ذکر کی ہوئی آیات کی تکذیب کرے گا اور یہ اُس کا کفر ہو گا جو ایسا کرے گا۔ جو سب کو جمع کرے گا وہ سب سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے تمام اقوال میں سچا ہے۔ اور یہ اسی کو واجب کرتا ہے جو ہم نے کہا۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق۔

بعد تکمیل

الحمد للہ کہ ہم نے مخالف اسلام تمام مذاہب پر مکمل کلام کر دیا۔ دین اسلام ہی اللہ کا دین ہے جو اس کے بندوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے جس کے سوا روئے زمین پر قیامت تک کوئی اور دین نہ ہو گا۔ اللہ کی مدد اور اس کی تائید سے اثبات اشیاء وجود اشیا پر براہین ضروریہ واضح کر دیں۔ ان تمام کے حدوث پر بھی جواہر کے بھی اور اعراض کے بھی کہ یہ نہ ہونے کے بعد وجود میں آئیں۔ اس پر بھی کہ ان کا کوئی موجد واحد و مختار ہے جو ہمیشہ سے ہے تنہا ہے اس کے ساتھ کوئی شے نہیں، اس نے جو کچھ کیا وہ بغیر کسی علت کے کیا اور جو ترک کیا وہ بھی بغیر کسی علت کے۔ بلکہ جیسا چاہا کیا۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں۔ پھر تمام نبوتوں کی صحت پر۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صحت پر۔ اور اس پر کہ آپ ہی کی ملت حق ہے اور اس کے سوا ہر ملت باطل ہے۔ اور اس پر کہ آپ آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی ملت بھی آخر الملل۔ لہذا اب ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی تائید سے مسلمانوں کے مذاہب اور اس میں ان کے افتراق کو بیان کرنا شروع کرتے ہیں اور سب میں سے مذہب حق کو واضح کریں گے۔ ہم اللہ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

تمت

اشاریہ

ملل ونحل (ابن حزم اندلسی) جلد اول

اسماء الرجال

الف

(م)

(و)

(ھ)

اشاریہ

ملل ونحل (ابن حزم اندلسی) جلد اول

اسمائے کتب

———

اشاریہ

ملل ونحل (ابن حزم اندلسی) جلد اول

اسمائے اماکن

تصحیحات

الملل والنحل جلد اول (ابن حزم)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۸	۸	فعلِ	فعل	۹۴	۱۱	ہرایک	ایک
[illegible]	۶	٠	اگر	۱۱۷	۸	کبا	کہا
[illegible]	۴	کرتا	کرتا	۱۱۹	۱۳	انبیار	انبیاء
″	۲۲	بیہودگی	بیہودگی	۱۲۳	۷	کملن	ممکن
۶۹	۲۲	راجب ہے کہ	واجب ہے کہ	″	۱۷	یوان	جوان
۷۴	۱۷	تحتِ یت ہے	تحت میں ہے	۱۲۴	۱۰	غیرہ	وغیرہ
″	۱۸	تحت یں ہے	تحت میں ہے	۱۲۵	۵	مملن	ممکن
۷۶	۴	شبغبی	شعبی	″	۸	لردی	کردی
۷۹	۱۴	دین	دین	″	۲۱	ہند	ہندو
۸۴	۲۱	صابئین	صابیین	۱۳۳	۱۲	یہلاں	یہاں
۸۷	۱۱	کریں تو تو	کریں تو	۱۳۴	۹	پید	پیدا
۹۴	۹	البسا	ایسا	۱۳۷	۱۷	اوہس پر	اور اس پر
″	۱۰	ن	ان	۱۴۰	۱۰	ہوئی	ہوئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۴۰	۲۳	جس	جنس
۱۴۳	۲۴	حیونات	حیوانات
۱۴۷	۱۵	ہیں	میں
〃	۲۵	چبونے	چبھونے
۱۵۲	۱۳	مشاہد	مشاہدہ
۱۵۵	۲۳	سجدللہ	سجداللہ
۱۶۳	۶	سکتنکبیں	سبکتگین
۱۷۱	۱۳	نفنس	نفس
۱۷۳	۲۵	تول	قول
۱۷۵	۱۷	میراث	میراث کی
۱۷۹	۲۴	بدیہی	بدیہی
۱۸۱	۲۱	ثانت	ثابت
۱۹۶	۲۱	تابعں	تابعین
۲۰۲	۲۱	ہرتال	ہڑتال
۲۰۳	۱۵	سوراخذار	سوراخدار
۲۱۰	۱۷	عتراض	اعتراض
۲۱۳	۷	انتی ہزار	اسّی ہزار
۲۱۷	۱۹	عملدراری	عملداری
۲۱۸	۴	برا	بڑا
۲۲۰	۲۳	ابادیوں	آبادیوں
۲۲۱	۲۵	دو	وہ
۲۳۱	۱۹	چھیایس	چھیالیس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲۳۴	۴	نہیٰں	نہیں
۲۵۲	۹	پچہارم	چہارم
۲۶۳	۲۵	ہین	ہیں
۲۶۶	۲۲	رکھدو	رکھ دو
۲۶۸	۳	وران	ایران
۲۷۲	۱۹	شوبہر	شوہر
۲۸۹	۲۴	بنی	برسس
۲۹۱	۱۹	مصباخ	مصباح
〃	۲۱	واو	وَ تُو
۲۹۶	۱۱	احنقانہ	احمقانہ
۲۹۷	۳	بزرح	خزرج
۲۹۷	۱۷	اسنے	اسے
۲۹۸	۸	لایکلمھم	لایکلمہم
۲۹۹	۱۵	ہین	ہیں
۳۰۰	۵	نجاہم	عاہم
۳۰۷	۲۳	سوخز	سوحز
۳۴۳	۱۷	نی	کی
۳۴۶	۲۳	سلطمت	سلطنت
۳۴۹	۲۱	جزیزہ	جزیرہ
۳۵۶	۳	لاتے	لائے
۳۱۴	۲	متنل	مثل
۳۷۸	۳	وحدہ	وعدہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۸۵	۲۱	المنسیون	المنبیون	۵۵۱	۲۴	چنیر	چیر
[illegible]	۱۰	دنیا	دینا	۵۵۷	۱۳	تیسری شق	چوتھی شق
۳۹۴	۹	تلبستو	تلبسو	۵۵۸	۷	قواتول	قراء تول
۴۰۳	۱۸	یہ وہ	وہ	۵۵۹	۹	قرأت	قراء تیں
۳۹۸	۱۱	کول	کریں	۵۶۰	۳	قران	قرآن
"	۱۷	اتقو	اتقو	۵۶۱	۸	جوجس	جس
۳۹۸	۱۷	قربانیوں	قربانیوں	۵۶۴	۱۴	مارزندر	ماہ زندہ
۴۱۸	۶	اتقدی کی	اتقدی	۵۷۶	۲۰	بر	پر
۳۹۹	۰	تم	تمام	"	۲۱	پتھر	پتھر
۴۱۹	۱	رہے	ہے	۵۷۹	۱۳	ہے	ہے
۴۲۴	۱۱	ایجاد	ایجاد	۵۸۷	۵	"	"
۴۶۱	۲۴	یونیس	یونس	۵۹۰	۲۲	تفسبر	تفسیر
۵۳۰	۲۵	بضاوی	نصاری	۵۹۳	۱۹	پہنچا	پہنچا
۵۳۱	۲	گرنا	کرنا	۶۱۰	۱۵	سیاہ بال	سفید بال
۵۳۵	۱۴	تنا	جنیا	۶۱۲	۳	پہیں گے	پہیں گے
۵۳۸	۱۴	سنیس	سنین	"	۲۵	ہمیں	ہمیں
۵۴۹	۱۲	نعض	بعض	۶۱۵	۲۳	جزا بعد موت	جزائے بعد موت
۵۵۱	۳	ہوتے	ہونے	۰	۰	۰	۰